ISSN-0971-8338

یوجنا

دسمبر 2014 ترقیاتی ماهنامه 10روپے

ایف ڈی آئی اور بین الاقوامی تجارت

ہندوستانی کمپنیاں غیر ملکوں میں سرمایہ کاری کیوں کرتی ہیں؟

وی این بالاسبرامنیم

ہندوستان میں ایف ڈی آئی: پالیسی میں تبدیلی

شوجن شن

ہندوستانی ریاستوں میں ایف ڈی آئی کی آمد میں عدم مساوات

ایس آر کیشو

خصوصی مضمون

ازکار رفتہ اور غیر ضروری قوانین

انل ملهوترا

بڑھتے قدم

ترقیاتی خبرنامہ

پینشن یافتگان کے لئے جیون پرماڑ کی شروعات

☆وزیراعظم نریندر مودی نے پنشن پانے والوں کے لئے آدھار پرمبنی ڈیجیٹل سَرٹیفکیٹ جیون پرماڑ (ثبوت حیات) کا آغاز کیا۔اس سے ایک کروڑ سے زائد پنشن پانے والوں کو فائدہ پہنچے گا۔وزیراعظم نے کہا کہ سیلف سرٹی فیکیشن کی حوصلہ افزائی کے بعد ڈیجیٹل سرٹی فیکیٹ پرماڑ ایک اور کارگر طریقہ کار ہے جس سے عام آدمی کو فائدہ پہنچے گا۔

مجوزہ ڈیجیٹل سرٹی فیکیشن پنشنر کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ ہر سال نومبر میں اپنے زندہ ہونے کا ثبوت پیش کرے تاکہ اس کی پنشن اس کے کھاتے میں جمع کرائی جائے۔الیکٹرانکس اور آئی ٹی کے محکمے نے ایک سافٹ ویئر اپلی کیشن کو فروغ دیا ہے جو پنشنر کا آدھار نمبر ریکارڈ کرنے کے ساتھ اس کے موبائل ڈیوائس یا کمپیوٹر سے اس کی بایومیٹرک تفصیلات ریکارڈ کرسکے گا۔اس سے یہ ثابت ہوجائے گا کہ پنشن یافتہ زندہ ہے۔اس وقت مرکزی حکومت سے 50 لاکھ لوگ ریاستوں اور مرکز کے زیرانتظام علاقوں کی حکومتوں سے پنشن حاصل کررہے ہیں جب کہ مسلح افواج کے 25 لاکھ سے زائد سبکدوش فوجی پنشن پارہے ہیں۔

میک ان انڈیا پروگرام کے تحت 12 ایڈوانسڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ قائم ہوں گے۔

☆وزارت محنت اور روزگار کے تحت ڈائریکٹوریٹ جنرل آف ایمپلائمنٹ اینڈ ٹریننگ 12 ایڈوانس ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ قائم کرے گا۔یہ انسٹی ٹیوٹ ملک کے مختلف حصوں میں واقع ہوں گے اور ان کی کل پروجیکٹ لاگت 200 کروڑ روپے ہوگی۔ڈائریکٹریٹ کی اس اسکیم کا یہ پائلٹ فیز ہے جو پرائیویٹ پبلک پارٹنرشپ کے طریقہ سے نافذ ہوگا۔یہ کوشش میک ان انڈیا پروگرام کا حصہ ہے جس میں صلاحیتوں اور ہنرمندی کو فروغ دیا جائے گا۔ووکیشنل ٹریننگ حاصل کرنے والوں کی ضروریات کی تکمیل کے لئے 27 ایڈوانس ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ قائم ہوں گے۔روزگار اور تربیت کے ڈائریکٹریٹ نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ یہ ادارے بھی پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کی بنیاد پر چلیں گے۔یہ ڈائریکٹریٹ ملک میں پیشہ ورانہ تربیت کو فروغ دیں گے اور اس کے رابطے کا اعلی ادارہ ہے۔

آئی آر ای ڈی اے اور یو ایس اکزم بینک کے درمیان مفاہمت نامے پر دستخط

☆انڈین رینیوبیل انرجی ڈیولپمنٹ ایجنسی لمیٹڈ (آئی آر ای ڈے اے) اور یو ایس اکزم بینک کے درمیان صاف ستھری توانائی میں سرمایہ کاری سے متعلق تعاون کے حوالے سے ایک مفاہمت نامے پر دستخط کئے گئے ہیں۔مفاہمت نامے پر دستخط جدید اور قابل تجدید توانائی کی وزارت (ایم این آر ای) کے سکریٹری جناب اوپیندر ترپاٹھی اور ایم این آر ای، آئی آر ای ڈی اے اور یو ایس ایکزم بینک کے دیگر سینئر افسران کی موجودگی میں یہاں آئی آر ای ڈی اے کے چئیرمین اور منیجنگ ڈائریکٹر جناب کے ایس پوپلی اور ایکسپورٹ امپورٹ بینک آف دی یونائیٹڈ اسٹیٹس کے چیئرمین اور صدر جناب فریڈ پی ہوچ برگ نے کئے۔اس مفاہمت نامے کا مقصد قابل تجدید توانائی کے لئے قرض کے مستحق اداروں کی مالی امداد میں تعاون کا فریم ورک قائم کرنا اور ہندوستان میں اور آئی آر ای ڈی اور یو ایس ایکزم بینک کے درمیان تعاون کی مختلف شکلوں میں امریکی اشیا اور سروسز کی برآمدگی کا راستہ ہموار کرنا ہے۔

ہندو ویتنام کے مابین سات معاہدوں پر دستخط، دفاعی تعلقات کو مضبوط بنانے پر اتفاق

☆ہندو ویتنام کے مابین 2020 تک تجارتی اہداف کو 15 ارب ڈالر تک پہنچانے کے مقصد سے ہندوستان اور ویتنام نے سات معاہدوں پر دستخط کئے اور دفاعی وسلامتی شعبے میں اپنے تعاون کو بھی نئی بلندی پر لے جانے کا فیصلہ کیا۔یہاں

باقی کور 49 پر

1SSN 0971. 8338

ترقیاتی ماھنامہ

یوجنا

نئی دہلی

دسمبر 2014

ایف ڈی آئی اور بین الاقوامی تجارت

☆ چیف ایڈیٹر کے قلم سے	اداریہ	2
☆ ہندوستانی کمپنیاں غیر ملکوں میں سرمایہ کاری کیوں کرتی ہیں؟	وی این بالا سبرانیم	5
☆ ہندوستانی ریاستوں میں ایف ڈی آئی کی آمد میں علاقائی عدم مساوات	ڈاکٹر ایس آر کیشو	11
☆ ازکاررفتہ اور غیر ضروری قوانین این آر آئی کے لئے مسائل	انل ملہوترا	19
☆ ہندوستان میں ایف ڈی آئی: پالیسی میں تبدیلی	سوجن شن	22
☆ ریٹیل شعبہ میں ایف ڈی آئی: ترقی کے لئے خطرہ یا ترقی کا وسیلہ	لینا اجیت کوشل	25
☆ تفرقہ انگیز اختراع اور متصل امکان	دیونا تھن	29
☆ ای انشورنس اکاؤنٹ (کیا آپ جانتے ہیں؟)	واٹیکا چندرا	32
☆ غیر رسمی معیشت کا فروغ	انوپ کمار ستپتھی کلائی یاراسن اے	33
☆ جراثیم کش ادویہ	وندنا جین	39
☆ جدید تحقیقات' انسانی تجسس کا نتیجہ	محمد فوزان	42
☆ خواتین کے لئے گاؤں میں روزگار	ڈاکٹر کے این تیواری ہریش تومر	43
☆ راشٹریہ ایکتا دوس پر وزیراعظم کا خطاب	......	کور 4
☆ بڑھتے قدم (ترقیاتی خبرنامہ)	ادارہ	کور۔II

چیف ایڈیٹر:
راجیش کمار جھا

سینئر ایڈیٹر
حسن ضیاء

ایڈیٹر
احسان خسرو

فون: 23042566 **فیکس:** 23359578

معاون: رقیہ زیدی
سرورق تزئین: جی پی دھوپے

جلد:34 شمارہ۔9

قیمت: 10روپے

جوائنٹ ڈائریکٹر (پروڈکشن):
وی کے مینا

سالانہ خریداری اور رسالہ نہ ملنے کی شکایت کے لئے رابطہ:
بزنس مینیجر:
pdjucir@gmail.com
فون:011-26100207

مضامین سے متعلق خط و کتابت کا پتا:
ایڈیٹر یوجنا (اردو)' 538-A' یوجنا بھون
سنسد مارگ' نئی دہلی-110001
ای میل:yojana.urdu@yahoo.co.in
ویب سائٹ:www.publicationsdivision.nic.in
www.yojana.gov.in

● **یوجنا** اردو کے علاوہ ہندی' انگریزی' آسامی' گجراتی' کنڑ' ملیالم' مراٹھی' تمل' اڑیہ' پنجابی' بنگلہ اور تیلگو زبان میں بھی شائع کیا جاتا ہے۔☆ نئی ممبرشپ' ممبرشپ کی تجدید اور ایجنسی وغیرہ کے لئے منی آرڈر/ڈیمانڈ ڈرافٹ' پوسٹل آرڈر''اے ڈی جی پبلی کیشنز ڈویژن (منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈ کاسٹنگ) کے نام درج ذیل پتے پر بھیجیں: بزنس منیجر یوجنا (اردو) پبلی کیشنز ڈویژن (جرنلس یونٹ) بلاک iv لیول vii' آر کے پورم' نئی دہلی۔110066 فون:011-26100207

زرسالانہ: 100 روپے' دوسال:180 روپے' تین سال:250 روپے' پڑوسی ملکوں کے لیے (ایئرمیل سے)530 روپے۔☆ یوروپ اور دیگر ممالک کے لیے (ایئرمیل سے)730 روپے۔

☆اس شمارے میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے' ضروری نہیں کہ یہ خیالات ان اداروں' وزارتوں اور حکومت کے بھی ہوں' جن سے مصنفین وابستہ ہیں۔

یوجنا منصوبہ بند ترقی کے بارے میں عوام کو آگاہ کرتا ہے مگر اس کے مضامین صرف سرکاری نقطۂ نظر کی وضاحت تک محدود نہیں ہوتے۔

چیف ایڈیٹر کے قلم سے

یوجنا

ایف ڈی آئی کے سیاسی اور معاشی پہلو

گزشتہ 60 برس میں اپنی تقدیر بدلنے کے سفر میں ہندوستان نے ایک طویل مسافت طے کی ہے۔ نہ صرف گنگا میں بہت سا پانی بہہ گیا ہے بلکہ میسی سی پی، دانوبے، نیل اور آمیزن میں بھی کافی پانی بہہ چکا ہے۔ دنیا کا معاشی نقشہ تیزی سے بدل رہا ہے۔ نوآبادیاتی نظام کے خلاف جدوجہد کے دوران ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکا میں جو لڑائی لڑی گئی، اس نے قوم پرستی کا جو جذبہ پیدا کیا تھا، وہ آج اپنی آب وتاب کھو رہا ہے۔ آج دنیا ایک چھوٹی سی جگہ بن کر رہ گئی ہے اور ملکوں کی تقدیریں باہم منسلک ہوتی جا رہی ہیں۔ شہنشاہیت کا دور آیا، انقلاب کا دور آیا اور آج اکیسویں صدی کی دنیا میں سرمایہ کا دور ہے۔ دنیا بھر کے معاشی نظام کی تشکیل میں دنیا کے ایک حصہ سے سرمایہ کے دوسرے حصے میں جانے کا اہم رول ہے۔ آج دنیا میں باہم منسلک بازار ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم اس پیچیدہ عالمی معاشی نظام کو سمجھنے کی کوشش کریں اور عالمی معیشت کے بنیادی حقائق کو سمجھیں۔

ہندوستان میں امپورٹ سبسٹی ٹیوشن انڈسٹریلائزیشن (آئی ایس آئی) ماڈل جو ابتدائی برسوں میں اپنایا گیا، اس کے مختلف پہلو تھے۔ یہ محسوس کیا گیا کہ ہندوستان میں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی آمد کے تین دور رہے۔ 1969 سے 1975 تک کا دور ایف ڈی آئی کی مخالفت کا دور رہا۔ 1975 سے 1991 تک کا دور منتخب ایف ڈی آئی کا دور رہا اور بالآخر 1991 میں معاشی اصلاحات کی ابتدا ہوئی۔ معاشی پالیسی کے ارتقا کا یہ سفر ہندوستانی سیاست کے مختلف ادوار کا بھی آئینہ دار ہے۔ یہ صحیح ور حقیقت پسندانہ ہوگا کہ معاشی پالیسی میں تبدیلیوں کو بڑے سیاسی اور سماجی پس منظر میں دیکھا جائے جس میں یہ پالیسیاں تشکیل پاتی ہیں۔ یہ بات موضوع بحث ہو سکتی ہے کہ آزادی کے فوری بعد ملک نے معاشی ترقی کا جو ماڈل اپنایا تھا، وہ صحیح تھا یا نہیں لیکن اس بات پر عام طور پر اتفاق کیا جاتا ہے کہ ہندوستان ایک مضبوط اور پائیدار معاشی ڈھانچہ اور ادارہ جاتی نظام کھڑا کرنے میں کامیاب رہا جس کی بدولت ہم معاشی عالمیت کے چیلنجوں کا اپنی شرطوں پر مقابلہ کر سکے۔

ملک میں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کو اپنی جانب راغب کرنے کے لئے ادارہ جاتی اصلاحات کلیدی حیثیت رکھتی ہیں۔ حکومت نے بہت سے ایسے اقدامات کئے ہیں جن سے ملک میں ایف ڈی آئی کو لانے میں سہولت ملے اور غیر ملکی سرمایہ کار اس جانب کشش محسوس کر سکیں گے۔ دفاعی پیداوار، تعمیرات اور ریٹیل کو ایف ڈی آئی کے لئے کھولا گیا ہے۔ حکومت ہندوستان کو اشیاء کی تیاری کا مرکز بنانا چاہتی ہے۔ اسی لئے میک ان انڈیا مہم چلائی گئی ہے تاکہ غیر ملکی کمپنیوں کو ہندوستان آنے کی دعوت دی جا سکے۔ 1992 میں ملک میں ہونے والی براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری مجموعی قومی پیداوار کا 0.1 فی صد تھی جو 2011 میں بڑھ کر 1.7 فی صد ہو گئی ہے۔ آج ہندوستان میں ایف ڈی آئی گراس فکسڈ کیپٹل فارمیشن (جی ایف سی ایف) کا اہم جزو بنتی جا رہی ہے۔ 2011 میں اس نے 6.4 فی صد کی سطح بنا لی۔

لیکن آج یہ اہم بات ہے کہ ہم عالمیت کے ذریعہ لائے گئے مواقع کا کس طرح اپنے حق میں بہترین استعمال کریں۔ ہمیں کامیابی ملنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سماجی، ماحولیاتی اور سیاسی دشواریاں نہ آئیں۔ ملک میں غیر ملکی سرمایہ کاری لانے کے لئے سماج میں اتفاق رائے پیدا کرنا ضروری ہے۔ خاص طور سے سماج کے کمزور طبقات کو ساتھ لینا ضروری ہے جن کو اپنے روزگار کے چھن جانے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ اگر ہم اس پہلو کو نظر انداز کر دیں گے تو ایف ڈی آئی کے کام دھینو پر ایسٹ انڈیا کمپنی جیسی صورت حال سایہ فگن ہو جائے گی جو دو صدی قبل تجارت اور سرمایہ کاری کے نام پر ہمارے ملک میں داخل ہوئی تھی۔

☆☆☆

وی این بالاسبرامنیم

ہندوستانی کمپنیاں غیر ملکوں میں

سرمایہ کاریاں کیوں کرتی ہیں؟

تاریخی وجوہات نیز گذشتہ برسوں میں ہندوستان کی اقتصادی پالیسیوں کی ارتقا کی وجہ سے ہندوستان سے باہر جانے والی ایف ڈی آئی دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں کے مقابلے میں منفرد اور ممتاز ہے۔ اس مضمون میں یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ ہندوستان کی باہر جانے والی ایف ڈی آئی کے فروغ کی سب سے زیادہ اہم وجہ تاجروں کے ایک قابل صنعت کارانہ طبقے کی اس کی میراث ہے۔ اس مضمون میں صنعت کارانہ طبقے نیز اقتصادی اور سماجی عناصر کے سرچشموں کے بارے میں تبادلہ خیالات کیا گیا ہے جنھوں نے انھیں اس قسم کی صنعت کارانہ صلاحیتوں سے مزین کیا ہے جو دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں میں کمپنیاں نہیں رکھتی ہیں۔

حالیہ برسوں میں چین اور ہندوستان نے نہ صرف اپنے ایف ڈی آئی نظاموں کو نرم بنایا ہے بلکہ غیر ملکوں میں سرمایہ کاروں کے طور پر بھی ابھرے ہیں۔ اگرچہ ہندوستان کی سرمایہ کاریوں کا حجم چین کی سرمایہ کاریوں کے حجم سے کہیں کم ہے لیکن اشیاء اور خدمات پر مرکوز ہندوستان کی ایف ڈی آئی کی ہیئت، ترقی یافتہ ملکوں میں اس کی بہت زیادہ موجودگی، حصولیوں پر مبنی غیر ملکی مارکیٹوں خصوصاً امریکہ اور برطانیہ میں داخلے کے اس کے طریقے نے اسے ابھرتی ہوئی معیشت کے دیگر سرمایہ کاروں سے ممتاز بنادیا ہے۔ ہندوستان کی سرمایہ کاریوں کی یہی وہ خصوصیات ہیں، جن کا تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس مضمون میں اس بات پر تبادلہ خیالات کیا گیا ہے کہ ہندوستانی کمپنیوں نے اپنی منفرد انتظامی صلاحیتوں کی وجہ سے ہی مختلف قسم کی سرمایہ کاریاں کی ہیں۔ غیر ملکوں میں ہندوستان کی سرمایہ کاریوں کا سائز اور طریقہ

مضمون نگار لینکاسٹر یونیورسٹی کے مینجمنٹ اسکول سے وابستہ ہیں۔

ہندوستان کی ایف ڈی آئی کا کل ذخیرہ 1990 میں ایک بہت کم یعنی 124 ملین ڈالر سے بڑھ کر ترقی پذیر ملکوں کے کل او ڈی آئی ذخیرے میں 3 فی صد کے حصے کے ساتھ 2011 میں 111,257 ملین ڈالر ہوگیا۔ ٹیبل 1 ملاحظہ کریں۔

ہندوستان کی او ڈی آئی اپنی ہیئت کے لحاظ سے چین کی او ڈی آئی سے نمایاں طور سے مختلف ہے جب کہ چین کی سرمایہ کاریوں کا ایک بڑا حصہ تیل اور خام مال میں ہے، ہندوستان کی سرمایہ کاریاں اشیاء سازی اور خدمات میں ہیں (ٹیبل 2)۔

ہندوستان کی او ڈی آئی کا 50 فی صد سے زیادہ حصہ ترقی یافتہ معیشتوں میں ہے جب کہ چین کی او ڈی آئی کا 75 فی صد سے زیادہ حصہ ترقی پذیر معیشتوں میں ہے۔

2008 کے اختتام تک ہندوستان صرف امریکہ کے بعد برطانیہ میں دوسرا سب سے بڑا سرمایہ کار تھا۔ (خاکہ 2)

ہندوستان کی او ڈی آئی کا فروغ زیادہ تر حصولیوں

کے ذریعے ہے (خاکہ 3)۔ اگست 2010 میں ختم ہونے والے سال میں ہندوستان ابھرتی ہوئی معیشتوں سے ہونے والی سرحد پار ایم اور اے لین دین کے 24 فی صد کے حصے کے ساتھ دس سب سے زیادہ حصولی والے ملکوں کی فہرست میں دوسرے نمبر پر تھا۔ 2000 سے 2009 کے دوران ہندوستانی کمپنیوں نے 72 ارب ڈالر کے برابر 1347 انضمام اور حصولیاں کی تھیں۔ (ٹیبل 3)

ٹیٹلے ٹی، جاگوور اینڈ لینڈ روور، کورس اسٹیل (سب کی سب ٹاٹا کے ذریعہ حاصل کردہ)، وہائیٹ اینڈ میکے، اسکوٹش ڈسٹلری کمپنی جو ہندوستانی صنعت کار مالیہ کے ذریعہ حاصل کردہ ہیں نیز سافٹ ویئر میں متعدد سرمایہ کاریاں یہ سب ذرائع ابلاغ میں نمایاں طور سے نظر آئی ہیں۔

روایتی وضاحتیں

کمپنیاں خاص طور سے اس صورت میں فوائد (او) پر اپنی اجارہ داری کا استعمال کرنے کے لئے غیر ملکوں میں سرمایہ کاری کرتی ہیں جب مارکیٹ کی عدم تکمیلات اور ادارہ جاتی عناصر کی وجہ سے ان کے پاس غیر ملکی کمپنیوں کے لئے برآمدات کرنے یا ان فوائد کی اجازت دینے کے انتخابات نہیں ہوتے ہیں جن کی وہ حامل ہیں۔ غیر ملکوں میں سرمایہ کاریوں کے لئے جگہوں (ایل) کے انتخاب نیز سفاکوں (1) سے کمپنیوں کے اجارہ دارانہ فوائد کا تحفظ کرنے کے طور طریقوں کو شامل کرنے کے لئے اسٹیفن ہائمر کے اس درک پر تبادلہ خیالات کیا گیا ہے اور اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ ایف ڈی آئی کے ان تین پہلوؤں کو ایک ساتھ ملا دیا جاتا ہے نیز ان کا حوالہ او ایل آئی کے نمونے یا ایف ڈی آئی کے منتخبہ نظریے کے طور پر دیا جاتا ہے۔

او ایل آئی کے نظریے کی تازہ ترین آزمائشوں کا تعلق ہندوستان اور چین سے ہے۔ ہندوستان سے متعلق رہنمایانہ مطالعات وہ ہیں جو جے پرکاش پردھان نے کئے ہیں، جنہوں نے بہت محنت شعاری سے سرکاری ذرائع سے غیر شائع شدہ اعداد وشمار اور معلومات کا ایک مجموعہ اکٹھا کیا ہے۔

پردھان کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ مزدوروں کی زیادہ پیداواری صلاحیت، آر اور ڈی کے اخراجات، انتظامی ہنر جیسا کہ اوپر توضیح کی گئی ہے، برآمدات اور 1991 کی نرم کاری کے بعد اقدامات یہ وہ تمام عناصر ہیں جن کی وجہ سے ہندوستانی اشیاء ساز کمپنیاں غیر ملکوں میں سرمایہ کاریاں کرنے کا فیصلہ کرتی ہیں۔ یہ بات قابل بحث ہے کہ آیا یہ نتائج اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں یا نہیں کہ غیر ممالک میں کاروبار کرنے والی ہندوستانی کمپنیاں اس قسم کے مالکانہ فوائد کی حامل ہیں جس پر او ایل آئی کا نظریہ زور دیتا ہے۔ ہندوستانی اشیاء ساز کمپنیوں کی زیادہ لیبر پیداواری صلاحیت ان کے پیداواری عمل کے نسبتاً زیادہ سرمایانہ شدت اور ان صنعتوں میں جو مخصوص طور سے سرمایانہ شدت والی ہیں، ان کی بہت زیادہ موجودگی کی وجہ سے آتی ہیں۔ ہندوستانی اشیاء ساز کمپنیوں کی یہ دو خصوصیات زیادہ تر درآمدات کا متبادل کرنے والی صنعت کاری (آئی ایس آئی) کی نرم کاری سے پہلے کے اس دور کا ایک نتیجہ ہیں جس کا ذکر متعلقہ کتابوں میں وسیع طور سے کیا جاتا ہے۔ درحقیقت ہندوستانی اشیاء ساز شعبے میں بیشتر چھوٹے گروپ چین میں ہم پلہ صنعتی گروپوں کے مقابلے میں بہت زیادہ سرمایے پر مبنی ہیں۔

ہندوستانی کمپنیوں کے ذریعے او ڈی آئی کے سلسلے میں پردھان کے تجزیے میں شامل کردہ مختلف چیزوں کی فہرست میں سب سے اوپر انتظامی ہنر ہیں۔ درحقیقت ہندوستانی کمپنیوں کی انتظامی مہارت ایک مالکانہ فائدہ ہے جو کمپنیوں کو غیر ممالک میں سرمایہ کاری کرنے کی ترغیب دیتا ہے لیکن انتظامی صلاحیتیں جو اوصاف کی ایک گوناگونی پر مشتمل ہوتی ہیں، آسانی سے ممکن التعین نہیں ہیں۔ پردھان نے عمر، سائز، آر اور ڈی، درآمد کردہ جانکاری کے لئے ادا کردہ معاوضوں، فروخت کے اخراجات نیز صنعتوں اور شعبوں کی قسم اور ملکیت کے لئے مختلف فرضی چیزوں کے ایک مجموعے پر کمپنیوں کے اثاثوں کے فی یونٹ منافعوں کی مراجعت کرکے اس کا تعین کیا ہے۔ منافعوں کی تخمینہ شدہ سطح کو انتظامی مہارت کا منافع معلوم کرنے کے لئے حقیقی منافعوں سے منہا کردیا جاتا ہے۔ یہ انتظامی ہنر کا اندازہ لگانے کا ایک دیسی طریقہ ہے، کسی قدر جو منتظمین میں جبلی ہے، جس میں ان عناصر سے غیر متعلق صنعت کارانہ ہنر شامل ہیں جو اس کمپنی کو متصف کرتے ہیں۔ لیکن اس اقدام کے ساتھ ایک مسئلہ ہوسکتا ہے۔ اس سے محض سرمایے سے کل منافعوں کا اظہار ہوسکتا ہے۔ مثلاً اجرتوں کا مالیت پر مبنی نظام۔ اگر اجرت کی شرح کم ہے یا روزگار کی سطح کم ہے تو مالیت پر مبنی سے اجرتوں کو منہا کرنے کے بعد باقی رقم زیادہ ہوگی۔ ایک اور طریقے سے اندازہ لگانے سے انتظامی خوش تدبیری سے منافع کی زیادہ شرح کی وجہ سے زیادہ منافع نہیں ہوسکتا ہے لیکن مارکسی اصطلاح میں غیر کمائی ہوئی آمدنی، سرمایے کی ملکیت سے محض کل منافع ہوسکتا ہے۔

ٹیبل 1۔ چین اور ہندوستان کا او ڈی آئی کا ذخیرہ (ملین ڈالر)

ممالک	1981	1985	1990	1995	2000	2005	2006	2007	2008	2009	2010	2011
چین	39	900	4,455	17,768	27,768	57,206	73,330	95,799	147,949	229,600	297,600	365,981
ہندوستان	80	93	124	495	1,733	9,741	27,036	44,080	62,451	77,207	92407	11125

ماخذ: یو این سی ٹی اے ڈی

انتظامی صلاحیتوں سمیت انتظامی ہنروں کو مستقل منافعوں میں اضافے کی شرط کے ساتھ' پیداواری کاموں کی تخمینہ شدہ کوب۔ڈوکلاس قسم میں 'اے' اصطلاح (کل عنصری پیداواریت کا اشاریہ) میں رکھا جاتا ہے۔ ہندوستانی معیشت میں کل عنصری پیداواریت کے فروغ کے دستیاب تخمینوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں نرم کاری کے بعد کے دور میں زیادہ اضافہ نہیں ہوا ہے۔گولڈا ور کمار کے مطالعہ میں نرم کاری سے پہلے کے دور کے مقابلے میں نرم کاری کے بعد کی مدت میں ہندوستانی اشیاء سازی کے شعبے کی کل عنصری پیداواریت کے فروغ کی سالانہ شرح میں کمی درج کی گئی ہے۔انہوں نے اس کمی کی وجہ عمومی طور سے ہندوستانی اشیاء ساز کمپنیوں میں صلاحیت کا کم استعمال ہونا بتائی ہے۔اس ایک اور مطالعے (مکھرجی اور مجمدار 2007) میں بھی اسی طرح کا نتیجہ نکالا گیا ہے جس میں 1980 سے 2000 تک اشیاء سازی کی ہندوستانی منظم صنعت میں تکنیکی تبدیلی کا ایک تفصیلی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

بیشتر اشیاء ساز کمپنیوں کے معاملے میں تکنیکی کارگزاری کی عدم موجودگی کو استعمال کئے جانے والے سازوسامان کی پیداواریت میں اضافہ کرنے کے لئے درکار انتظامی ہنر کی عدم موجودگی نہیں سمجھا جانا چاہئے۔یہ محض اس وجہ سے ہے کہ سخت لیبر قوانین اور اقدام کو دبا دینے پر آمادہ نوکر شاہی کی موجودگی میں منتظمین نے سرمایے پر مبنی ٹکنالوجیاں اختیار کر کے منافع کو زیادہ سے زیادہ کرنے کا انتخاب کیا ہوگا۔

اس سے پہلے ذکر کردہ اعداد وشمار کے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ بڑے منافعوں والی کمپنیاں غیر ملکوں میں سرمایہ کاریاں کرنے کی طرف مائل ہوتی ہیں۔لیکن بڑے منافعوں والی سبھی کمپنیاں ایسا نہیں کرسکتی ہیں۔ درحقیقت اس بات کا امکان ہے کہ ان بہت سی کمپنیوں نے جنہوں نے غیر ممالک میں سرمایہ کاریاں کی ہیں' بین اقوامی سرمایہ جاتی مارکیٹوں میں سرمایہ کاری کرنے کے لئے فنڈس میں اضافہ کیا گیا ہوگا۔وہ ہندوستانی کمپنیاں جنہوں نے غیر ملکوں میں کاروبار کیا ہے' ملکیت کے ایک منفرد فائدے سے استفادہ کرتی ہیں جسے صنعت کارانہ صلاحیت کہا جاسکتا ہے جس میں انتظامی کارکردگی' خطرہ اٹھانا' نئی مارکیٹوں کے بارے میں پیشین گوئی کرنا اور ان کی نشاندہی کرنا شامل ہے جو کہ صنعت کارانہ صلاحیت کے صرف چند اوصاف ہیں۔ہندوستانی کمپنیاں اس سلسلے میں ابھرتی ہوئی معیشتوں کی کمپنیوں میں منفرد ہوسکتی ہیں۔ ہندوستانی منتظمین کے یہ منفرد اوصاف کیسے اور کہاں سے آتے ہیں؟۔

غیر ملکوں میں سرمایہ کاریاں کرنے والی ہندوستانی کمپنیوں کے منفرد اوصاف

ان عناصر کے بارے میں تفصیل سے بیان کرنا ناممکن ہے جو غیر ملکوں میں سرمایہ کاریاں کرنے کے سلسلے میں کمپنیوں کو متاثر کرتے ہیں۔ابھرتی ہوئی مارکیٹوں سے بیشتر کمپنیوں کے غیر ممالک میں سرمایہ کاری کرنے کی ایک وجہ موجود کمپنیوں میں جبلی ٹکنالوجیکل صلاحیتیں حاصل کرنا ہے۔یہ او ڈی آئی کے لئے اثاثہ حاصل کا مفروضہ مقصد ہے۔موجودہ کمپنیوں کی اس حصولی کے لئے انتظامی کارگذاری کی ضرورت ہوتی ہے لیکن یہ اس قسم کی نہیں ہے جس کا ذکر اعداد وشمار کے مطالعات میں کیا گیا ہے۔ یہ ایک مختلف قسم کی ہے نیز اس میں ان اثاثوں کی نوعیت اور پیداواری صلاحیت کی نشاندہی کرنا جو نشانہ شدہ کمپنیوں کے پاس ہے' ان کی مارکیٹ کی صلاحیت غیر ممالک میں کام کرنے میں شامل خطرات اور ان سب سے بڑھ کر ایک غیر ملکی مقام وقوع میں کاموں کا انتظام کرنے کی صلاحیت شامل ہے۔

اس کے علاوہ حاصل کردہ کمپنیوں کو بحال کرنا ہوگا۔وہ پائیدار پر مبنی فوائد کی حاصل ہوسکتی ہیں لیکن مارکیٹوں کو تلاش کرنے اور انہیں فروغ دینے کے سلسلے میں ان کی عدم صلاحیت کی وجہ سے وہ دکھی ہوسکتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غیر ملکوں میں سرمایہ کاری کرنے والے ہندوستانی منتظمین اس قسم کے ہنروں کے حامل ہیں یا وہ کینس کے ذریعے وضع کردہ اصطلاح' صنعت کاروں کی ''فطری خوشدلی' کا استعمال کرتے ہیں۔ یہ اس طرح کا صنعت کارانہ ہنر ہے جس نے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بین اقوامی سرمایہ جاری مارکیٹوں میں غیر ملکوں میں اپنی سرمایہ کاریوں کے لئے درکار سرمایہ حاصل کے سلسلے میں متعدد ہندوستانی کمپنیوں اور سب سے زیادہ نمایاں طور پر ٹاٹا کی رہنمائی کی ہے۔ ناتھنیل (1979) کے الفاظ

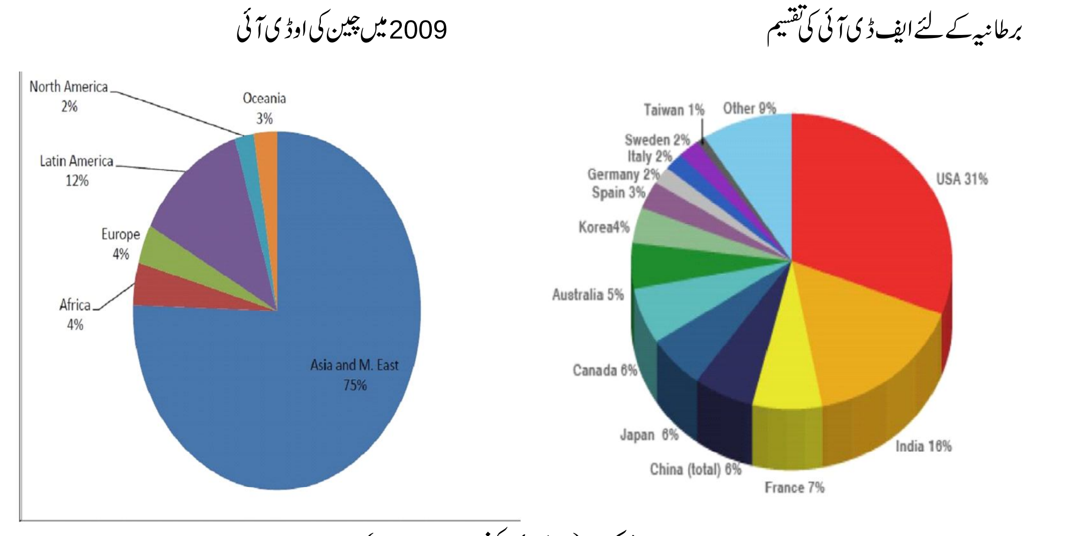

خاکہ 2 (ماخذ: دی اکونومسٹ 2009)

میں ''صنعت کارانہ صلاحیت اعلیٰ درجہ کی معلومات زیادہ اہم طور سے تصور کو منعکس کر سکتی ہے جو نئے مواقع کے ان خطرات اور غیر یقینیوں کو داخلی طور پر کم کر دیتا ہے

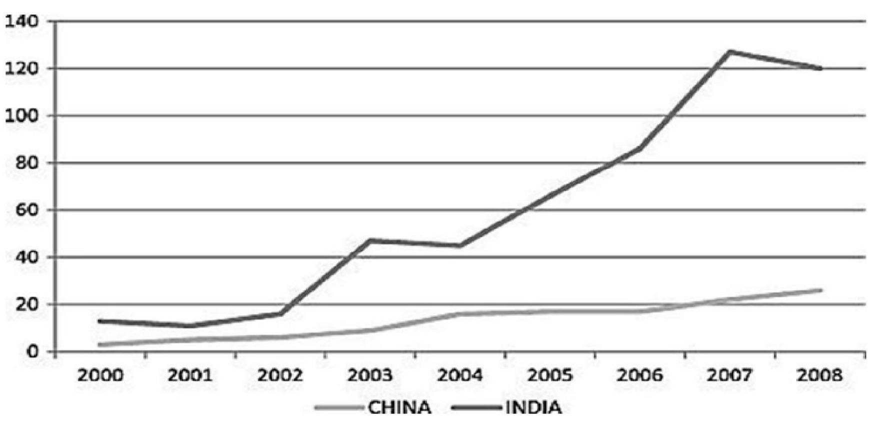

ماخذ: ڈی بیولے اور ڈوان مو (2012)

جنہیں دیگر سرمایہ کاروں کے ذریعے نظر انداز یا مسترد کر دیا جاتا ہے''۔

صنعت کارانہ صلاحیت کے بارے میں مطالعات صنعت کارانہ صلاحیت کو دو بڑے گروپوں میں درجہ بند کر دیتے ہیں۔ ضرورت پر مبنی صنعت کارانہ صلاحیت اور موقع پر مبنی صنعت کارانہ صلاحیت۔ اول الذکر صلاحیت کا استعمال اس وقت کیا جاتا ہے، جب روزگار کے مواقع زوال پذیر ہوتے ہیں نیز روزگار کے متلاشی لوگ خود اپنے آپ پیداواری سہولیات قائم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ موقع پر مبنی صنعت کارانہ صلاحیت اس وقت واقع ہوتی ہے جب کمپنیاں نئی مارکیٹوں پر قبضہ کرنے کی تدابیر اور وسائل تلاش کرتی ہیں۔ نرم کاری کے بعد کے دور میں غیر ملکوں میں کاروبار کرنے والی ہندوستانی کمپنیوں کا تعلق موقع پر مبنی طبقے یا شمپیڑ یائی صنعت کاروں سے ہو سکتا ہے۔

ہندوستانی کمپنیوں کی صنعت کارانہ جبلتوں اور مہارت کا پتہ ہندوستانی معیشت کی متعدد منفرد خصوصیات سے لگایا جاتا ہے۔ ان میں سے اولین خصوصیت تاریخ سے میراث ہے۔ ہندوستان اپنی ذات اور برادری پر مبنی کاروباری صنعت کارانہ صلاحیت کی ایک لمبی تاریخ کا حامل ہے۔ ان گروپوں میں سب سے زیادہ نمایاں گروپ برطانوی نوآبادیاتی دور میں ہندوستان کی غیر ملکی تجارت میں روپے لگانے کے سلسلے میں ایک نمایاں کردار کے ساتھ بنیادی طور سے تاجر اور قرض دہندگان، بنئے اور مارواڑی ہیں۔ پارسیوں کا نہ تو ہندوؤں اور نہ ہی مسلمانوں کے ساتھ کوئی مذہبی تعلق تھا۔ ان کا خود اپنا ہی ایک طبقہ تھا۔ انہوں نے برطانوی اور ہندوستانی کاروباری ایوانوں کے درمیان ایک رابطہ فراہم کیا تھا۔ برطانیہ کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ ان کے کاروباری تعلقات انیسویں صدی میں چین کے ساتھ افیم کی نفع بخش تجارت میں شرکت کے لئے وسیع طور سے بڑھ رہے تھے۔

پارسیوں اور بنیوں دونوں کے کاروباری مفادات روئی، چائے، ریشم اور دیگر خام مال کے لئے عالمی مارکیٹوں میں تھے۔ نوآبادیاتی دور کے دوران ہندوستانی کاروباری اداروں کی ایک خصوصیت ہندوستانی اور یوروپی، دو ثقافتوں کے درمیان آسانی سے آگے بڑھنے کے سلسلے میں ہندوستانی تاجروں کی صلاحیت تھی۔

دوسرا عنصر جس نے ہندوستانی کمپنیوں میں صنعت کارانہ ہنر کو فروغ دینے کے سلسلے میں تعاون کیا ہے، زیادہ تر کنبے پر مبنی کاروباری گروپوں کا وجود ہے۔ 2000 سے 2008 کی مدت کے دوران 1347 پر تخمینہ شدہ غیر ملکی حصولیوں کی تعداد کا تین چوتھائی حصہ انفرادی کمپنیوں کے مقابلے میں گروپ سے وابستہ کمپنیوں کے ذریعے کیا گیا بتایا جاتا ہے۔ اس سے انفرادی کمپنیوں پر کاروباری گروپوں کے ذریعے استفادہ کردہ اعلیٰ درجے کی اس فوقیت کا اظہار ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ مارکیٹ کی

ٹیبل۔ 2000 تا 2009 میں ہندوستانی کمپنیوں کے ذریعہ سرحد پار انضمام اور حصولیوں کی جغرافیائی تقسیم

ممالک	2000	2001	2002	2003	2004	2005	2006	2007	2008	2009	Total
یو ایس اے	22	12	9	17	20	35	43	62	76	27	323
یو کے	5	2	8	11	7	16	26	20	36	12	143
یو ایس اے + یو کے 27		14	17	28	27	51	69	82	112	39	466
کناڈا	0	0	0	0	0	2	5	9	7	9	32
دیگر	34	29	34	52	47	91	111	112	198	141	849
میزان	61	43	51	80	74	144	185	203	317	189	1,347

ماخذ: تھومسن ون بینکر (2010)

بیرونی چیزوں کو اندرونی بنانے کے قابل ہوجاتی ہیں۔ گروپ پر مبنی کمپنیاں ہندوستان کے لئے بے نظیر نہیں ہیں۔ وہ دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں میں بھی موجود ہیں۔

لیکن ہندوستانی گروپوں کی کنبہ جاتی جہت ہندوستانی کاروباری ایوانوں کی ایک خصوصیت ہوسکتی ہے۔ وہ یونٹ جو گروپ بناتے ہیں' گوناگوں مصنوعات اور خدمات پیدا کرتے ہیں' لیکن وہ سب خطرات کی ساجھے داری کرتے ہیں' مالیے اور معلومات کے ایک ذخیرے سے استفادہ کرتے ہیں نیز مزدور اور انتظامیہ کی تربیت کے سلسلے میں روپے لگاتے ہیں۔ یہ گروپ اس قسم کے اداروں اور ترقی یافتہ سرمایہ جاتی مارکیٹوں کی عدم موجودگی کی تلافی کرتے ہیں جو ترقی یافتہ ملکوں میں خطرہ اٹھانے اور منصوبہ بندی کرنے کے سلسلے میں سہولت مہیا کرتے ہیں۔

ایک تیسرا عنصر جس نے ہندوستانی کاروبار کے صنعت کارانہ ہنروں کے سلسلے میں تعاون کیا ہے' تاریخی زمانے سے آج کے دور تک ہندوستان کے لئے بے نظیر تعلیم کا نظام ہے۔ جیسا کہ ترتھنکر رائے نے لکھا ہے' نو آبادیاتی زمانے میں ہندوستان میں تعلیمی نظام ذات پات پر مبنی تھا۔ یہ تعلیمی نظام ذات پات پر مبنی تھا اور اس پر ان لوگوں کا غلبہ تھا جو پیشوں میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ اس طرح سے چیدہ ذات کے گروپ ابتدائی تعلیم سے اعلی تعلیم میں آگئے تھے اور اس نظام نے ان کی ضروریات پوری کی تھیں نیز عمومی طور سے آبادی کے لئے ابتدائی تعلیم کو نظر انداز کیا گیا تھا۔ یہ ذات پات پر مبنی تعلیم ہے جس کا بنیادی طور سے رخ سول سروس اور پیشوں کی طرف تھا' جس نے اس سروسز گروپ میں سافٹ ویئر اور سروسز معیشت کی ترقی کی بنیاد رکھی تھی جو کہ غیر ملکیوں میں ہندوستان کے بڑے سرمایہ کاروں میں ایک ہے۔

ایک چوتھا عنصر جس نے ہندوستانی کاروباری ایوانوں کو انتظامی مہارت کے فروغ کے سلسلے میں تعاون کیا ہے' برطانیہ اور امریکہ میں ہندوستان کے لوگوں کی موجودگی ہے۔ گذشتہ دہے کے دوسرے حصے کے لئے دستیاب اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ برطانیہ میں 1.6 ملین ہندوستانی تھے جو اس ملک کی کل آبادی کا 1.8 فی صد حصہ تھے نیز امریکہ میں 2.8 ملین ہندوستانی تھے جو امریکہ کی آبادی کا 0.9 فی صد حصہ تھے۔ امریکہ اور برطانیہ دونوں میں پیشہ ور لوگ 'مشہور بچولیوں' کے طور پر کام کرتے ہیں' جیسا کہ دیوش کپور نے کہا ہے۔ وہ غیر ملکی اور ہندوستانی کمپنیوں کے درمیان مصالحت کراتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ ''آنے جانے والے تارکین وطن'' بھی ہیں جیسا کہ جگدیش بھگوتی نے کہا ہے۔ وہ ہندوستان اور اپنی رہائش کے ملکوں کے درمیان بار بار سفر کرتے ہیں نیز دونوں ملکوں میں ان کے کاروباری مفادات ہیں۔ اس سب سے خاص طور سے معیشت کے سروس شعبے کے جز' مثلاً مالیہ' مارکیٹ فہمی اور سافٹ ویئر کی صنعت میں ہندوستانی کاروباری کمپنیوں کی انتظامی مہارت میں اضافہ ہوتا ہے۔

غیر ملکوں میں ہندوستانی سرمایہ کاروں کے اس قابل دید فروغ کے لئے دو دیگر وضاحتیں ہوسکتی ہیں۔ پہلی یہ کہ ملک کے مقابلے میں غیر ملکوں میں کاروباری ماحول میں کام کرنا آسان تر ہوسکتا ہے۔ ذرائع ابلاغ میں حالیہ خبروں میں ان لوگوں کی طرف تک سے بھی جو بالی گارچوں کے طور پر مشہور ہیں اور جنہوں نے نوکرشاہوں کے ساتھ کام کرنے کا ایک تعلق قائم کیا تھا' سست رفتار سرکاری ضابطہ جاتی نظام کی وجہ سے ہندوستانی تاجروں کی محرومیوں اور ناکامیوں کا ذکر کیا گیا تھا۔

دوسری یہ کہ ہندوستان میں خاصی نفع بخش گھریلو مارکیٹ کی موجودگی میں غیر ملکی مارکیٹوں کی کشش نے 19 ویں صدی کے دوسرے نصف حصے کے دوران برطانیہ کے تجربے کی گونج پیدا کی تھی۔ 1870 سے 1914 کی مدت کے دوران برطانیہ نے زیادہ تر نو آبادیوں کے لئے بہت زیادہ محکمہ جاتی سرمایہ بھیجا تھا۔ 1914 میں غیر ملکوں میں برطانوی سرمایے کے کل ذخیرے کا تخمینہ 20 ارب ڈالر لگایا گیا تھا۔ اگرچہ برطانیہ میں بے روزگاری تھی اور تجارتی توازن میں کافی کمی تھی۔ اس کے باوجود بھی برطانوی سرمایے کی یہ برآمدات کی گئی تھیں۔ غیر ملکوں میں برطانیہ کی سرمایہ کاریوں کی وصول کنندگان یہ نو آبادیاں تھیں۔ انہوں نے اپنی برآمداتی آمدنیوں سے یہ قرضے ادا کئے تھے اور برطانیہ نے غیر ملکوں میں اپنی سرمایہ کاریوں سے ہونے والے منافعوں سے نو آبادیوں سے خام مال کی اپنی درآمدات کے لئے ادائیگی کی تھی۔ اس صورت حال کی وجہ سے جو 1980 کے دہے کے دوران دوبارہ پیدا ہوگئی تھی' جن لوگوں نے برطانیہ کی سرمایہ جاتی برآمدات کو ملکی اکوئیٹیوں اور غیر ملکی بانڈوں کے درمیان خطرے اور منافع کی شرحوں کے سلسلے میں اختلافات کا سبب قرار دیا تھا نیز جن لوگوں نے اسے ملکی مارکیٹوں میں مختلف اقسام کی

کمیوں اور خامیوں کا سبب قرار دیا تھا' ان لوگوں کے درمیان کافی بحث ومباحثہ پیدا ہوگیا تھا۔ برطانیہ کی گھریلو مارکیٹ میں جو سرمایہ جاتی برآمدات کے سلسلے میں پیش پیش تھی' کمیوں اور خامیوں میں ڈھانچہ جاتی سختیاں' مزدور تنظیموں کی طاقت اور تیزی سے پیشوں کو تبدیل کرنے کے سلسلے میں نارضامندی شامل تھیں۔ ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ اس قسم کی کمیاں اور خامیاں نیز سختیاں آج کے دور کی ہندوستانی معیشت کی بھی ایک خصوصیت بن گئی ہیں نیز وہ او ڈی آئی بی وائی ہندوستانی کمپنیوں کے فروغ کا سبب ہوسکتی ہیں۔

مختصر یہ کہ ہندوستانی صنعت کار جس قسم کے ہنروں کے حامل ہیں اور جن سے انہیں غیر ملکوں میں سرمایہ کاری کرنے کے لئے اپنی کوششوں کے سلسلے میں بخوبی مدد ملتی ہے' وہ ہندوستان کی تاریخ کی میراث ہیں یعنی نوآبادیاتی دور سے صنعت کارانہ اور کاروباری ہنر نیز زیادہ ماضی قریب یعنی آزادی کے بعد کے برسوں سے انجینئرنگ اور انسانی مہارتیں۔ لائسنس راج کے زمانے میں جو 1991 تک تین دہوں سے بھی زیادہ کے عرصے تک چلا تھا' ان ہنروں اور مہارتوں کو مقفل کردیا گیا تھا۔ اقتصادی نرم کاری کے اقدامات کی وجہ سے پابندیاں ختم ہوگئی تھیں۔ ان کی وجہ سے صنعت کار قواعد و ضوابط سے نمٹنے کے ایک طرح سے بے لطف اور دلگیر پھڈکل کاموں سے نجات پاگئے تھے نیز ان کی وجہ سے عالم کاری کردہ دنیا میں مقابلہ جاتی مارکیٹوں کے ذریعے پیش کردہ چیلنجوں کا سامنا کرنے اور خطرہ اٹھانے کا ماحول فراہم ہوتا تھا۔

اختتام

تاریخی وجوہات نیز گذشتہ برسوں میں ہندوستان کی اقتصادی پالیسیوں کی ارتقا کی وجہ سے ہندوستان سے باہر جانے والی ایف ڈی آئی دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں کے مقابلے میں منفرد اور ممتاز ہے۔ اس مضمون میں یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ ہندوستان کی باہر جانے والی ایف ڈی آئی کے فروغ کی سب سے زیادہ اہم وجہ تاجروں کے ایک قابل صنعت کارانہ طبقے کی اس کی میراث ہے۔ اس مضمون میں صنعت کارانہ طبقے نیز اقتصادی اور سماجی عناصر کے سرچشموں کے بارے میں تبادلہ خیالات کیا گیا ہے جنہوں نے انہیں اس قسم کی صنعت کارانہ صلاحیتوں سے مزین کیا ہے جو دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں میں کمپنیاں نہیں رکھتی ہیں۔ 1990 کے دہے کے دوران صنعت کاری کے سلسلے میں قواعد وضوابط نیز ممانعتوں کے خاتمے کی وجہ سے صنعت کاروں کی خوشدلیاں نیز تجارت اور سرمایہ کاری کے ذریعے عالمی معیشت میں شرکت کرنے کی خواہش آشکار ہوئی تھی۔ غیر ملکوں میں سرمایہ کاری کرنے والی ہندوستانی کمپنیاں جس قسم کے ملکیت کے فوائد کی حامل ہیں' وہ تنظیم' سرمایہ کاری اور مارکیٹ کے مواقع کی نشاندہی کرنے نیز اس صنعت کارانہ صلاحیت اور ہنر کے عطا کردہ ہیں جو انہیں بین اقوامی مارکیٹ میں کام کے قابل بناتا ہے۔ ان اوصاف نیز اس مضمون نشاندہی کردہ دیگر اوصاف کا آسانی سے تعین نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس موضوع پر مزید تحقیق کو معاملے کے مطالعات پر مبنی ہونا ہوگا۔

☆☆☆

گذشتہ سال کے مقابلہ رواں سال میں بالواسطہ ٹیکس وصولی میں اضافہ

☆ بالواسطہ ٹیکس ریونیو (عارضی /وقتی) میں اپریل سے اکتوبر 2014کے دوران 2,85,126کروڑ روپیہ کی وصولی ہوئی۔ بمقابلہ اپریل سے اکتوبر 2013کے جس میں بالواسطہ ٹیکس ریونیو 2,69,909 تھا۔ اس طرح اپریل سے اکتوبر 2014کے دوران یہ اضافہ 5.6فی صد درج کیا گیا ۔ گذشتہ سال کے مقابلے میں اور اسی طرح 15-2014 کے دوران مقررہ نشانہ کی 45.7فی صدحصولیابی ہوئی۔سروس ٹیکس وصولی میں اپریل سے اکتوبر 2014کے دوران 90,673کروڑ روپیہ رہی جبکہ اپریل سے اکتوبر 2013میں یہ 81,758کروڑروپیہ تھی۔ لہذا اس میں بھی 10.9فی صداضافہ ہوا۔اسی طرح کسٹم سے حاصل شدہ ریونیو اپریل سے اکتوبر 2014میں1,06,123کروڑ روپیہ ہوا جبکہ اپریل سے اکتوبر 2013کے دوران یہ 98,707کروڑ روپیہ تھا' لہٰذا 7.5فی صد کا اضافہ درج کیا گیا ۔ اور اس طرح کسٹم نے 15-2014میں 52.6فی صد کا مقرر نشانہ حاصل کرلیا۔

☆☆☆

ڈاکٹر ایس آر کیشو

ہندوستانی ریاستوں میں

ایف ڈی آئی کی آمد میں علاقائی عدم مساوات

ریاستی حکومت کو غیر ملکی سرمایہ کاروں کے لئے رعایت میں اضافہ کرنے کے بجائے بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے۔ اگر ایف ڈی آئی کے معتدل آمد والی ریاستیں اور ایف ڈی آئی کی کم آمد والی ریاستیں حکمرانی کو بہتر بناتی ہیں، شفافیت لاتی ہیں، بدعنوانی دور کرتی ہیں، بنیادی ڈھانچہ فراہم کرتی ہیں نیز اپنی ریاست کو زیادہ متحرک اور جاندار بناتی ہیں تو ایف ڈی آئی کی آمد سے متعلقہ ریاستوں کی ترقی کو فروغ ملے گا۔

ایف ڈی آئی کو دنیا میں تمام دیگر سرمایہ جاتی آمد پر ترجیح دی جاتی ہے۔ چوں کہ ایف ڈی آئی میں ایک غیر قرضہ جاتی مالی سرمایہ ہے، اس لئے یہ مطلوبہ ہے۔ ایف ڈی آئی سے میزبان معیشت میں سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں کثیر اثر کے ذریعہ روزگار، آمدنی اور بچت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے میزبان معیشتوں میں جدید ترین مشینری، بہترین ٹکنالوجی، ہنر انتظامی معلومات نیز تیار اشیاء اور خدمات کی کافی برآمدات فراہم ہوتی ہیں۔ یہ صارفین کو وسیع اور گوناگوں انتخابات فراہم کرتی ہے کیوں کہ کمپنیاں صارفین کو معیاری سامان فراہم کرنے کے لئے مقابلہ آرائی کرتی ہیں۔ یہ مقابلہ آرائی گھریلو اجارہ داریوں کو ختم کرنے نیز قیمتوں کو نیچے لانے کو یقینی بناتی ہیں۔ ایف ڈی آئی میزبان معیشتوں کے کارپوریٹ ٹیکس مالیے کے لئے بھی تعاون کرتی ہے۔

ایف ڈی آئی کی مثبت خصوصیات نظریاتی طور سے مکمل ہیں۔ لیکن جب زمینی حقائق کی بات ہوتی ہے تو یہ جزوی طور سے صحیح نظر آتی ہیں۔ ایف ڈی آئی سے بعض اوقات نہ تو جدید ٹکنالوجی آسکتی ہے اور نہ ہی روزگار کے وعدہ کردہ مواقع پیدا ہوسکتے ہیں۔ تاہم بہت سی معیشتیں ایف ڈی آئی کی مثبت خصوصیات سے متاثر رہتی ہیں۔ تاہم بہت سی معیشتیں ایف ڈی آئی کی مثبت خصوصیات سے متاثر رہتی ہیں۔ حکومتیں ایف ڈی آئی کو راغب کرنے کے لئے متعدد رعایات اور ترغیبات کا اعلان کرکے ایک دوسرے سے مقابلہ آرائی کرتی ہیں۔ وہ ایف ڈی آئی کو راغب کرنے کے لئے نہ صرف سبسڈی شدہ شرحوں پر زمین، پانی، بجلی اور دیگر عوامی سہولیات فراہم کرتی ہیں بلکہ ٹیکس رعایت، غیر تقسیم کردہ منافعوں پر چھوٹ، ٹوٹ پھوٹ کے اضافی بھتوں وغیرہ کی شکل میں رعایات بھی فراہم کرتی ہیں۔

لیکن میزبان معیشتوں کے ذریعے بہت زیادہ رعایات اور ترغیبات کے باوجود ایف ڈی آئی تمام معیشتوں میں مساوی طور سے نہیں جاتی ہے۔ چند معیشتوں میں ایف ڈی آئی کی آمد کے اجتماع کی بہت زیادہ سطح ہے جس کی وجہ سے دنیا میں ایف ڈی آئی کی آمد میں بہت زیادہ علاقائی عدم مساوات ہوگئی ہے۔ یہ بات ہندوستانی ریاستوں کے معاملہ میں بھی سچ ہے کیوں کہ اسی قسم کی علاقائی عدم مساوات ان کے لئے ایف ڈی آئی کی آمد کے معاملے میں پائی جاتی ہے۔

سازگار کلیدی تعین کار

وہ اہم وجوہات جس کی وجہ سے چند ریاستوں میں ایف ڈی آئی کی زیادہ آمد ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے علاقائی عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے، ان کا پتہ ان عناصر میں لگایا جاسکتا ہے جو سرمایہ کاروں کو سرمایہ کاری کرنے کے ان کے فیصلوں کو متاثر کرتے ہیں۔

بین الاقوامی مالیاتی کارپوریشن (2001) نے

مضمون نگار بنگلورو یونیورسٹی کے پوسٹ گریجویٹ ڈیپارٹمنٹ آف اکونومکس میں اکونومکس کے پروفیسر ہیں۔

ان عناصر کے طور پر جو ایف ڈی آئی کی آمد کو اثر انداز کرتے ہیں' مارکیٹ کے سائز اور اس کے فروغ کے امکان' سیاسی اور اقتصادی استحکام' دیگر اہم مارکیٹوں سے رابطے اور ان سے قربت' تربیت یافتہ افرادی طاقت اور اجرتی ڈھانچے نیز صنعتی اور ادارہ جاتی بنیادی ڈھانچے کی دستیابی کی نشاندہی کی ہے۔

ڈنگ (1993) کے مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ مزید ایف ڈی آئی کو راغب کرنے کے لئے مارکیٹ کے سائز لیبر کے اخراجات' قدرتی وسائل کی دستیابی' ہیئتی اور انسانی بنیادی ڈھانچے کے معیار' ترغیبات' بڑے اقتصادی ماحول نیز ادارہ جاتی ڈھانچے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

غیر ملکی تجارت کے ہندوستانی ادارے (1994) نے ایف ڈی آئی کو راغب کرنے کے لئے کلیدی تعین کاروں کے طور پر ان چیزوں کی نشان دہی کی ہے۔

(ا) قانون اور امن کی عام صورت حال (2) بنیادی ڈھانچہ (3) خوشگوار صنعتی تعلقات (4) تربیت یافتہ اور پیداواری ورک فورس (5) سماجی بنیادی ڈھانچے

ٹیبل-1

آر بی آئی کا رجسٹرڈ دفتر ریاستیں	احاطہ کردہ اسٹیٹ	2013-14 (اپریل تا مارچ)	مجموعی آمد (اپریل "00" تا جون 2014)	کل آمد کا فی صد
ایف ڈی آئی کی زیادہ آمد والی ریاستیں				
ممبئی	مہاراشٹر، دادر اور نگر حویلی، دمن اور دیو	20,595	320,281	30
نئی دہلی	دہلی، پارٹ آف یوپی اینڈ ہریانہ	38,190	214,820	20
چنئی	تمل ناڈو پانڈیچری	12,595	69,161	6
بنگلور	کرناٹک	11,422	62,431	6
احمد آباد	گجرات	5,282	45,292	4
حیدر آباد	آندھرا پردیش	4,024	43,817	4
ایف ڈی آئی کی معتدل آمد والی ریاستیں				
کولکاتا	مغربی بنگال، سکم، انڈمان اینڈ نکوبار جزیرہ	2,659	13,532	1
جے پور	راجستھان	233	6,360	0.6
چنڈی گڑھ	چنڈی گڑھ، پنجاب، ہریانہ، ہماچل پردیش	562	6,148	0.6
بھوپال	مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ	708	5,595	0.5
کوچی	کیرالا، لکش دیپ	411	4,875	0.4
ایف ڈی آئی کی کم آمدنی والی ریاستیں				
پنجاب	گوا	103	3,660	0.4
بھونیشور	اڑیسہ	288	1,926	0.2
کانپور	یوپی، اترانچل	150	1,962	0.2
گوہاٹی	آسام، اروناچل پردیش، منی پور، میگھالیہ، میزورم، ناگالینڈ، تری پور	4	352	0
پٹنہ	بہار، جھارکھنڈ	9	228	0
علاقہ نہیں بتایا گیا ہے	50,283	286,604	26	
کل میزان		147,518	1,076,093	100%

ماخذ: ایس ای اے کی ویب سائٹ پر دستیاب اعداد و شمار سے مرتب کردہ

کی دستیابی (6) سرمایہ کار کے لئے سازگار ماحول (7) سیاسی استحکام (8) ایف ڈی آئی کی راہ میں رکاوٹوں کو بروقت دور کرنا اور ان کی بروقت منظوریاں (9) کم سے کم نوکر شاہی اور (10) ترغیبات اور رعایات۔

ایف ڈی آئی کو راغب کرنے کے لئے بین ریاستی مقابلہ آرائی

ہندوستانی ریاستوں کی اکثریت نے اس یقین

ٹیبل۔2

ریاستیں (تعداد)	کل آبادی کے لئے فی صد آبادی	گھنا پن (فی مربع کلومیٹر)	خواندگی	یونیورسٹی (فی صد)	کالج 2011-12	اندراج طلبا (تعداد)
ایف ڈی آئی کی زیادہ آمدنی والی ریاستیں						
مہاراشٹر	9.29	365	82.91	44	4603	1955226
دہلی	1.38	11,297	86.34	25	184	278770
تمل ناڈو	5.96	555	80.33	59	2309	1482277
پوڈوچیری	0.10	2.598	86.55	4	83	35122
کرناٹک	5.05	319	75.6	43	3281	1001473
گجرات	4.99	308	79.31	37	1805	893648
آندھرا پردیش	7.00	308	67.66	47	4814	1847479
ایف ڈی آئی کی معتدل آبادی والی ریاستیں						
مغربی بنگال	7.55	1,029	77.08	26	899	944075
راجستھان	5.67	201	67.06	45	2652	789479
چنڈی گڑھ	0.09	9,252	86.43	3	24	64510
مدھیہ پردیش	6.00	236	70.63	33	2061	928939
چھتیس گڑھ	2.11	189	71.04	17	530	304381
کیرالا	2.76	859	93.91	17	962	404121
لکش دیپ	0.01	2,013	92.28	0	3	410
ایف ڈی آئی کی کم آمد والی ریاستیں						
گوا	0.12	394	87.4	2	49	278770
اڑیسہ	3.47	269	73.45	19	1089	510418
یوپی	16.49	828	69.72	58	4849	2564886
اروناچل پردیش	0.11	17	66.95	3	26	16068
منی پور	0.22	122	79.85	3	79	33755
میگھالیہ	0.24	132	75.48	10	61	41633
ناگالینڈ	0.16	119	80.11	4	57	20026
تری پورہ	0.30	350	87.75	3	39	32800
اترانچل	0.84	189	79.63	20	395	294485
آسام	2.58	397	73.18	9	485	268451
بہار	8.58	1,102	63.82	20	649	690776
جھارکھنڈ	2.72	414	67.63	12	234	274450
ہندوستان	100	382	74.04	642	34908	15956428

ماخذ: اقتصادی جائزے، مردم شماری کی رپورٹ اور ایچ آر ڈی کی سالانہ رپورٹ سے مرتب کردہ

کے ساتھ کہ ایف ڈی آئی سے ترقی کے عمل میں تیزی آئے گی، ترغیبات کے ایک وسیع سلسلے سے ایف ڈی آئی کوراغب کرنے کے لئے سنجیدہ کوششیں کی ہیں۔ ان ترغیبات میں بینکوں کی رعایتی شرح سود، فروخت ٹیکس اور ایکسائز محصول سے مختلف استثنات، ٹیکس کے التوا کی اسکیمیں، بجلی اور دیگر افادیتوں کے لئے محصول کی کم کردہ شرحیں، مخصوص مدت کے لئے جائیداد ٹیکس میں کمی یا ان سے استثنات وغیرہ شامل ہیں۔ ریاستوں نے اکثر ''توجہ مرکوز'' کی جانے والی صنعتوں کی نشاندہی کی ہے نیز کاروبار شروع کرنے کے لئے تیار بنیادی ڈھانچہ فراہم کیا ہے جس کے نتیجے میں صنعتی زرعی پروسیسنگ اور آئی ٹی پارک وجود میں آئے ہیں۔ ریاستوں نے زمین کے

ٹیبل۔3

ریاستیں	خالص ریاستی گھریلو پیداوار (2012-13) کروڑ موجودہ قیمتیں	فی کس خالص ریاستی گھریلو پیداوار 2012-13 (روپے) موجودہ قیمتیں	ریلوے لائن 2011-12 (کلومیٹر)	سڑکوں کی لمبائی 2011-12 (کلومیٹر)	ہوائی اڈے، بین اقوامی + گھریلو 2011-12 (تعداد)
ایف ڈی آئی کی زیادہ آمد والی ریاستیں					
مہاراشٹر	1239104	107670	5,602	4,257	3+9
دہلی	332521	192587	183	80	1+0
تمل ناڈو	671192	98550	4,062	4,943	3+3
پانڈیچری	15887	122654	11	53	NA
کرناٹک	466810	77309	3,073	4,396	2+4
گجرات	584367	96976	5,271	4,032	1+7
آندھرا پردیش	678524	78958	5,264	4,537	1+2
ایف ڈی آئی کی معتدل آمد والی ریاستیں					
مغربی بنگال	567594	62509	3,937	2681	1+2
راجستھان	410834	59097	5,784	7,130	1+0
چنڈی گڑھ	232613	50691	16	24	1+0
مدھیہ پردیش	333010	44989	4,955	5,064	2+4
چھتیس گڑھ	131796	50691	1,187	2,289	0+2
کیرلا	309332	88527	1,050	1,457	3+0
ایف ڈی آئی کی کم آمد والی ریاستیں					
گوا	29888	161822	69	269	1+0
اڑیسہ	210683	49241	2,461	3,704	0+7
یوپی	683651	33137	8,763	7818	1+0
اروناچل پردیش	11218	78145	1	2,027	0+2
منی پور	10489	36474	1	1,317	0+1
میگھالیہ	15884	59517	NA	1,171	1+0
ناگالینڈ	13682	65908	13	494	0+1
تری پورہ	22453	60963	151	400	0+3
اترانچل	99157	97528	345	2042	0+2
آسام	126149	40475	2,434	2,940	1+3
بہار	287129	28774	3,612	4,106	1+2
جھارکھنڈ	141644	44045	1,984	2,170	0+3
ہندوستان	8372744	67839	64,460	76818	24+64

ماخذ: اقتصادی جائزے کے اعداد وشمار ایئرپورٹس اتھارٹی آف انڈیا کی ویب سائٹ سے مرتب کردہ

رجسٹریشن سے لے کر دیگر اجازتوں کے سلسلے میں ایک ہی جگہ پر رکاوٹوں کو دور کرنے کا نظام بھی شروع کیا ہے۔ انہوں نے عمل آوری میں اضافہ کرنے اور اس کے سلسلے میں سہولت بہم پہنچانے، بدعنوانی کو کم کر کے اور شفافیت لانے کے لئے بڑی تعداد میں ضابطوں اور طریق کار کو آسان بھی بنایا ہے۔

ہندوستانی ریاستوں میں ایف ڈی آئی کی آمد

ان اقدامات کے باوجود ہندوستانی ریاستوں میں ایف ڈی آئی کی آمد کے سلسلے میں وسیع عدم مساوات رہی ہے۔ اس مضمون نگار نے ہندوستانی ریاستوں کی درجہ بندی ایف ڈی آئی کی زیادہ آمد والی ریاستوں، ایف ڈی آئی کی معتدل آمد والی ریاستوں اور ایف ڈی آئی کی کم آمد والی ریاستوں کے طور پر کی ہے جو کہ اپریل 2000 سے اپریل 2013 تک ان کے یہاں ایف ڈی آئی کی آمد پر مبنی ہے (ٹیبل نمبر 1)۔

ہندوستان میں ایف ڈی آئی کی آمد کا اجتماع چھ ریاستوں میں ہے یعنی مہاراشٹر، نئی دہلی، تمل ناڈو، کرناٹک، گجرات اور آندھرا پردیش۔ انہوں نے اپریل 2000 سے جون 2014 کے دوران 693641 کروڑ روپے کی مجموعی مالیت کی ایف ڈی آئی حاصل کی ہیں جو ہندوستان میں ایف ڈی آئی کی کل آمد کا 70 فی صد حصہ ہیں۔ تنہا مہاراشٹر کا حصہ اپریل 2000 سے جون 2014 کے دوران ہندوستان میں ایف ڈی آئی کی آمد کا 30 فی صد (320281 کروڑ روپے ہے)۔ مہاراشٹر میں تنہا ممبئی نے مہاراشٹر میں ایف ڈی آئی کی کل آمد کا بیشتر حصہ حاصل کیا ہے۔ چناں چہ ممبئی صرف تجارتی راجدھانی ہی نہیں ہے بلکہ ہندوستان کی ایف ڈی آئی راجدھانی بھی ہے۔

مہاراشٹر کے بعد 214820 کروڑ روپے (20 فی صد) کے ساتھ نئی دہلی، 69161 کروڑ روپے (6 فی صد) کے ساتھ تمل ناڈو، 62431 کروڑ روپے (6 فی صد) کے ساتھ کرناٹک، 45292 (4 فی صد) کے ساتھ گجرات اور 43813 کروڑ روپے (4 فی صد) کے ساتھ تلنگانہ، آندھرا پردیش کا نمبر تھا۔

ٹیبل 4۔ اقتصادی آزادی کا عدد اشاریہ

ریاستیں	اقتصادی آزادی کی مجموعی درجہ بند		لیبر کی ضابطہ بندی اور کاروبار		قانونی ڈھانچہ اور سیکورٹی		حکومت کا سائز	
	مجموعی	درجہ	رقبہ	درجہ	رقبہ	درجہ	رقبہ	درجہ
ایف ڈی آئی کی زیادہ آمد والی ریاستیں								
مہاراشٹر	0.42	11	0.43	6	0.16	17	0.68	3
تمل ناڈو	0.54	2	0.51	2	0.55	2	0.57	10
کرناٹک	0.43	9	0.44	5	0.35	11	0.49	16
گجرات	0.65	1	0.87	1	0.39	9	0.69	2
آندھرا پردیش	0.50	3	0.40	8	0.50	4	0.59	6
ایف ڈی آئی کی معتدل آمد والی ریاستیں								
مغربی بنگال	0.35	17	0.29	17	0.14	18	0.62	5
راجستھان	0.46	7	0.29	16	0.55	3	0.54	12
مدھیہ پردیش	0.47	6	0.40	9	0.62	1	0.38	20
چھتیس گڑھ	0.44	8	0.39	10	0.47	5	0.47	18
کیرلا	0.42	10	0.42	7	0.31	13	0.53	13
ہماچل پردیش	0.47	5	0.46	3	0.33	12	0.62	4
پنجاب	0.40	13	0.19	20	0.43	6	0.58	9
ایف ڈی آئی کی کم آمد والی ریاستیں								
اوڈیشہ	0.36	15	0.33	12	0.26	14	0.50	15
اترپردیش	0.36	16	0.32	13	0.37	10	0.38	19
آسام	0.32	19	0.26	18	0.13	19	0.58	8
بہار	0.31	20	0.30	15	0.12	20	0.52	14
جھارکھنڈ	0.33	18	0.20	19	0.20	16	0.59	7
اتراکھنڈ	0.39	14	0.46	4	0.24	15	0.48	17

ماخذ: ہندوستان کی ریاستوں کے لئے اقتصادی آزادی کی درجہ بندیاں

ان ریاستوں کو جنہوں نے اپریل 2000 سے جون 2014 کے دوران 4500 کروڑ روپے سے لے کر 40000 روپے تک کی ایف ڈی آئی حاصل کی ہیں، ایف ڈی کی معتدل آمدوالی ریاستیں سمجھا جاتا ہے۔ ایف ڈی آئی کی معتدل آمدوالی ریاستیں ہیں: مغربی بنگال، سکم، راجستھان، پنجاب، ہریانہ، ہماچل پردیش، مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ اور کیرالا۔

ان ریاستوں کو جنہوں نے اپریل 2000 سے جون 2014 کے دوران ایف ڈی آئی کی 4500 کروڑ روپے سے کم آمد کو راغب کیا ہے، ایف ڈی آئی کی آمدوالی ریاستیں سمجھا جاتا ہے۔ ایف ڈی آئی کی کم آمد کے زمرے میں آنے والی ریاستیں ہیں گوا، اوڈیشہ، آسام، اروناچل پردیش، منی پور، میگھالیہ، میزورم، ناگالینڈ، تری پورہ اور بہار، جھارکھنڈ۔

ریاستوں کے راجدھانی شہروں نے متعلقہ ریاستوں میں ایف ڈی آئی کی آمد کی اکثریت کو راغب کیا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ ٹیکس اور دیگر مالی ترغیبات کے باوجود صرف چند ریاستوں میں ایف ڈی آئی کی آمد کا اجتماع ہے، ان ریاستوں کے صرف چند شہروں میں مزید۔ اس طرح کی عدم مساوات کی وجوہات کا پتہ لگانے کی غرض سے ان ریاستوں کے بڑے اقتصادی اشاریوں کا تجزیہ کیا جارہا ہے۔

ایف ڈی آئی کے سلسلے میں علاقائی عدم مساوات کی وجوہات

ہندوستان میں علاقائی عدم مساوات کے لئے بہت سی وجوہات ہیں نیز ان میں سے بڑی وجوہات بڑی مارکیٹ، ہنر مند عملے کی دستیابی، اقتصادی ترقی، اچھا بنیادی ڈھانچہ، زیادہ اقتصادی ترقی اور کاروباری ماحول کے لئے سہولت ہیں۔

آبادی، گھناپن، خواندگی اور اعلی تعلیم کے لئے اندراج نیز ایف ڈی آئی

خواندگی کے ذریعے متصف کردہ ہنر مند عملے کی دستیابی، زیادہ تعلیم کے سلسلے میں داخل کردہ طلبا کی تعداد نیز ان کی متعلقہ ریاستوں میں یونیورسٹی اور کالجوں کی دستیابی، آبادی کے ذریعے متصف کردہ ہنر مند عملے کی دستیابی کی وجہ سے ایف ڈی آئی حاصل کی جاتی ہے (ٹیبل نمبر 2)۔ اگرچہ کچھ طلبا تعلیم کے لئے دیگر ریاستوں اور غیر ملکوں میں جاتے ہیں لیکن ان طلبا کی اکثریت خود اپنی ریاستوں میں اپنا اندراج کراتی ہے۔

ایف ڈی آئی وسیع مارکیٹ کے ذریعہ حاصل کی جاتی ہے جو ملک کی آبادی کے ذریعے ظاہر کی جاتی ہے۔ ہندوستانی ریاستوں کے معاملے میں افراد کی سب سے بڑی تعداد اتر پردیش میں رہ رہی ہے (16.49 فی صد)، لیکن اس نے ملک میں بہت ہی برائے نام ایف ڈی آئی کو راغب کیا ہے۔ ایسا ہی معاملہ بہار (8.58 فی صد) اور راجستھان (6.69 فی صد) کا ہے۔

لیکن مہاراشٹر (9.29 فی صد) کے معاملے میں آبادی کا سائز ایک مثبت اثر کا حامل ہے جو کہ ہندوستان میں دوسری سب سے زیادہ آبادی والی ریاست ہے۔ وہ ملک میں ایف ڈی آئی کی سب سے زیادہ وصول کنندہ بھی ہے۔ ایف ڈی آئی کی زیادہ آمد کے زمرے میں دیگر ریاستیں تمل ناڈو (5.96 فی صد)، کرناٹک (5.05 فی صد) اور گجرات (4.99 فی صد) ہیں جو کہ دہلی (1.38 فی صد) اور پانڈیچری (0.10 فی صد) کو چھوڑ کر اعتدال کے ساتھ آبادی والی ریاستیں ہیں۔

ایک ریاست میں تیار کردہ سامان اور خدمات دیگر ہندوستانی ریاستوں میں آسانی سے دستیاب کرائی جاسکتی ہیں اور اس لئے ریاست کی آبادی ہندوستان میں ایف ڈی آئی راغب کرنے کے سلسلے میں ایک اہم اصول اور معیار نہیں ہے۔

آبادی کے گھنے پن سے ایک کلومیٹر میں آبادی کے گنجان ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ جتنا زیادہ گھنا پن ہوگا، اتنا ہی صنعتوں اور بنیادی ڈھانچوں کے دیگر پروجیکٹوں کے لئے زمین کا بڑا قطعہ حاصل کرنے کا امکان کم ہوگا۔ دہلی میں فی مربع کلومیٹر 11297 لوگوں کے زیادہ گھنے پن کے باوجود ایف ڈی آئی کی بہت بڑی رقم حاصل کر رہی ہے کیوں کہ یہ دہلی کے گردو پیش کے علاقوں میں صنعتیں لگارہی ہے، جو دیگر ریاستوں کے تحت آتے ہیں لیکن قومی راجدھانی خطے کے طور پر تسلیم کئے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر نوئیڈا اور غازی آباد اتر پردیش میں ہیں جب کہ گڑگاؤں، فرید آباد، بہادر گڑھ ہریانہ میں ہیں۔ ایف ڈی آئی کی زیادہ آمد والی ریاستوں کے معاملے میں یہ گھنا پن فی مربع کلومیٹر 308 افراد سے لے کر 555 افراد تک ہے۔ ایف ڈی آئی کی معتدل آمدوالی ریاستوں میں گھنا پن 189 سے 9252 تک ہے۔ ایف ڈی آئی کی کم آمدوالی ریاستوں میں گھنا پن اوسط ہے جو 17 سے لے کر 1102 تک ہے۔

اس کا یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ ریاستوں میں ایف ڈی آئی کی آمد پر آبادی کے گھنے پن کا برائے نام اثر ہے۔ خواندگی ایک اور اہم مظہر ہے، جسے معلومات کے

لئے ایک فلیٹ کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ایف ڈی آئی کی زیادہ آمد والی ریاستوں میں آندھرا پردیش (67.66 فی صد) کو چھوڑ کر دیگر تمام ریاستیں 74.04 فی صد کے قومی اوسط سے اوپر ہیں۔ ایف ڈی آئی کی معتدل آمد والی ریاستوں میں مدھیہ پردیش، راجستھان اور چھتیس گڑھ کو چھوڑ کر دیگر تمام ریاستیں قومی اوسط سے اوپر ہیں۔ ایف ڈی آئی کی کم آمد والی ریاستوں میں اڑیسہ، اترپردیش، اروناچل پردیش، آسام، بہار اور جھارکھنڈ قومی اوسط سے نیچے ہیں۔

ایف ڈی آئی کی زیادہ آمد والی ریاستوں میں 259 یونیورسٹیاں (40.3 فی صد)، 17079 کالج (48.9 فی صد) اور اعلی تعلیم کے لئے اندراج شدہ 7493995 طلبا ہیں۔ جب کہ ایف ڈی آئی کی معتدل آمدنی والی 19 ریاستوں میں 141 یونیورسٹیاں (21.19 فی صد)، 7131 کالج (20.4 فی صد) اور اندراج شدہ 3435915 (21.5 فی صد) طلبا ہیں نیز ایف ڈی آئی کی کم آمد والی ریاستوں میں، 163 یونیورسٹیاں (25.3 فی صد)، 8012 کالج (22.9 فی صد) اور اندراج شدہ 5026518 طلبا ہیں۔

لہٰذا یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ہنر مند لیبر کی دستیابی ریاستوں میں ایف ڈی آئی کو راغب کرنے پر ایک مثبت اثر کی حامل ہے۔

اقتصادی ترقی، بنیادی ڈھانچہ اور ایف ڈی آئی

ایف ڈی آئی کی زیادہ آمد والی ریاستوں میں ایف ڈی آئی کی کم آمد والی ریاستوں کے مقابلے میں زیادہ خالص ریاستی گھریلو پیداوار، ریلوے، سڑکوں کی لمبائی کے لحاظ سے اندازہ کردہ فی کس اور بہتر بنیادی ڈھانچہ ہے (ٹیبل نمبر 3)۔

ایف ڈی آئی کی معتدل آمد والی ریاستیں اقتصادی اور بنیادی ڈھانچے کے سلسلے میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ اس لئے وہ ایف ڈی آئی کی آمد کی رفتار میں تیزی حاصل کر رہی ہیں۔ ایف ڈی آئی کی کم آمد والی ریاستوں میں گوا، اترانچل اور اروناچل پردیش کو چھوڑ کر دیگر ریاستوں میں فی کس آمدنی کم ہے۔ ریلوے لائنیں اور سڑکوں کی لمبائی اڑیسہ، اترپردیش، آسام، بہار اور جھارکھنڈ میں زیادہ ہے لیکن ریاست کے سائز کے تعلق سے یہ معتدل ہے۔

اقتصادی ترقی، بنیادی ڈھانچے اور ایف ڈی آئی کی آمد میں ایک مثبت تعلق ہے، یہ ان ریاستوں میں ترقی کو مزید فروغ دیتا ہے لیکن علاقائی عدم مساوات کو وسیع کرتا ہے۔

اقتصادی آزادی کا عدد اشاریہ اور ایف ڈی آئی

اقتصادی آزادی کا عدد اشاریہ ملکوں نیز ملک کے اندر ریاستوں کی درجہ بندی کرتا ہے جو دولت پیدا کرنے والی سرگرمی کے بارے میں سرکاری ضابطوں کی تعداد اور درجے میں مبنی ہوتا ہے۔ چناں چہ مجموعی اقتصادی آزادی کے سلسلے میں گجرات کا درجہ پہلا ہے۔ لیبر اور کاروبار کے ضابطے کے سلسلے میں بھی اس کا درجہ پہلا ہے۔ لیکن حکومت کے سائز کے سلسلے میں اس کا درجہ دوسرا ہے نیز قانونی ڈھانچے اور سیکورٹی کے سلسلے میں اس کا درجہ چوتھا ہے۔ اقتصادی آزادی کے عدد اشاریے میں ایف ڈی آئی کی زیادہ آمد والی دیگر تمام ریاستیں بھی سب سے اوپر 11 درجوں پر ہیں جب کہ تمل ناڈو کا درجہ دوسرا، آندھرا پردیش کا درجہ تیسرا، کرناٹک کا درجہ نواں اور مہاراشٹر کا درجہ گیارہواں ہے۔ سب سے زیادہ باعث حیرت مہاراشٹر ہے جس کا درجہ اقتصادی آزادی کے عدد اشاریے میں گیارہواں ہے۔ اس نے ہندوستان میں ایف ڈی آئی کی کل آمد کے 30 فی صد حصے کو راغب کیا ہے۔ ایف ڈی آئی کی معتدل آمد والی ریاستوں میں ہماچل پردیش کا درجہ پانچواں، مدھیہ پردیش کا درجہ چھٹا، چنڈی گڑھ کا درجہ آٹھواں، کیرالہ کا درجہ دسواں، پنجاب کا درجہ تیرہواں اور مغربی بنگال کا درجہ سترہواں ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایف ڈی آئی میں رفتہ رفتہ اضافہ ہو رہا ہے۔ اقتصادی آزادی کا عدد اشاریہ ایف ڈی آئی کی کم آمد والی ریاستوں میں اطمینان بخش نہیں ہے۔

لہٰذا اقتصادی آزادی کا عدد اشاریہ ریاستوں میں ایف ڈی آئی کی آمد پر معتدل اثر کا حامل ہے۔

بجلی اور ایف ڈی آئی

کافی اور معیاری بجلی کی دستیابی ایف ڈی آئی کی زیادہ آمد کو راغب کرنے کے سلسلے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ہندوستان میں ایف ڈی آئی کی زیادہ آمد والی ریاستیں بجلی کی زیادہ نصب شدہ صلاحیت کی بھی حامل ہیں۔ مہاراشٹر جو ایف ڈی آئی کا سب سے زیادہ وصول کنندہ ہے، 13-2012 میں 23.73 جی ڈبلیو کے ساتھ ہندوستانی ریاستوں میں بجلی کی نصب شدہ صلاحیت کے معاملے میں سرفہرست ہے۔ اس کے بعد 22.79 جی ڈبلیو کے ساتھ گجرات، 15.60 جی ڈبلیو کے ساتھ تمل ناڈو، 1379 جی ڈبلیو کے ساتھ آندھرا پردیش، اور 12.13 جی ڈبلیو کے ساتھ کرناٹک کا نمبر ہے جو ایف ڈی آئی کی آمد والی سرکردہ ریاستیں بھی ہیں۔ ایف ڈی آئی کی معتدل آمد والی ریاستیں یعنی راجستھان 9.86 جی ڈبلیو، مغربی بنگال 7.57 جی ڈبلیو مدھیہ پردیش 6.32 جی ڈبلیو، چھتیس گڑھ 4.04 جی ڈبلیو اور کیرالہ 2.49 جی ڈبلیو، بجلی کی اپنی نصب شدہ صلاحیت کو بہتر بنا رہی ہیں۔ ایف ڈی آئی کی کم آمد والی ریاستوں بجلی کی ایک جی ڈبلیو سے بھی کم نصب شدہ صلاحیت ہے۔

ایف ڈی آئی کے آمد اور ریاستوں کی بجلی کی نصب شدہ صلاحیت کے درمیان ایک مثبت تعلق ہے۔

اختتام

چھ ریاستوں میں ایف ڈی آئی کی آمد کے 70 فی صد حصے کا اجتماع ہے جس کی وجہ سے ہندوستان میں علاقائی عدم مساوات اور بڑھ گیا ہے۔ مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ ان ریاستوں میں ایف ڈی آئی کی آمد پر آبادی کے گھنے پن کا برائے نام اثر ہے جب کہ ان ریاستوں میں ایف ڈی آئی کو راغب کرنے پر ہنر مند لیبر کی دستیابی، اقتصادی ترقی، اچھے بنیادی ڈھانچے، پیدا کردہ نصب شدہ بجلی کا مثبت اثر ہے۔ لیکن ریاستوں میں ایف ڈی آئی کی آمد پر اقتصادی آزادی کے عدد

اشاریے کا معتدل اثر ہے۔
ریاستی حکومت کو غیر ملکی سرمایہ کاروں کے لئے رعایت میں اضافہ کرنے کے بجائے بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے۔ اگر ایف ڈی آئی کے معتدل آمد والی ریاستیں اور ایف ڈی آئی کی کم آمد والی ریاستیں حکمرانی کو بہتر بناتی ہیں، شفافیت لاتی ہیں، بدعنوانی دور کرتی ہیں، بنیادی ڈھانچہ فراہم کرتی ہیں نیز اپنی ریاست کو زیادہ متحرک اور جاندار بناتی ہیں تو ایف ڈی آئی کی آمد سے متعلقہ ریاستوں کی ترقی کو فروغ ملے گا۔ ☆

عالمی تنظیم تجارت پر کامرس کے وزیر کا بیان

مرکزی وزیر کامرس نے عالمی تنظیم تجارت پر درج ذیل نکات سے متعلق بیان جاری کیا ہے :

تکثیریت اور ہمہ جہتی سے وابستگی:

☆ ہندوستان تکثیری تجارتی نظام کی زبردست حمایت کرتا ہے اور اسے مستحکم کرنے اور اس امر کو یقینی بنانے کے تئیں عہد بستہ ہے کہ عالمی تنظیم تجارت کو مرکزی عالمی معاشی مقام کی حیثیت حاصل رہے۔ عالمی تنظیم تجارت ترقی پذیر ممالک اور خاص طور سے انتہائی کمزور اور حاشیہ پر پڑے ممالک کے بہترین مفاد میں ہے اور ہم نے اس ادارے کو مستحکم بنائے رکھنے کا عزم مصمم کیا ہے۔ ☆ تفریق کے خاتمے، پیش گوئی، شفافیت اور انتہائی اہمیت کے ساتھ ترقی کے اصول تکثیری تجارتی نظام کے اہم عنصر کی حیثیت رکھتے ہیں اور انہیں کسی قیمت پر ضائع نہیں کیا جانا چاہئے۔ محض کچھ ملکوں کے درمیان اجتماعی تجارتی انتظامات اس تکثیری نظام کی جگہ نہیں لے سکتے بلکہ یہ عالمی تنظیم تجارت کے، شفافیت اور عدم ارتکاز کے بنیادی اصولوں کے بھی منافی ہے۔

ہندوستان کے موقف کے اسباب:

2001 میں جس دوحہ ڈیولپمنٹ ایجنڈہ پر اتفاق رائے قائم ہوا تھا، وہ ترقی کے تئیں وابستگی کے سب سے پہلے دور کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ایجنڈہ بازار اور ترقیاتی مسائل کے درمیان انتہائی نفیس توازن کی حیثیت رکھتا ہے۔ ☆ ہم بالی پیکج کی حمایت تو کرتے ہیں لیکن بعد میں ہونے والی تبدیلیاں جب اس پر منفی اثرات مرتب کرتی ہیں تو ہندوستان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ اس پیکج کی تصحیح کی جائے۔

عالمی تنظیم تجارت کے قواعد اور غذائی سلامتی:

☆ بین الاقوامی تجارت اور غذائی سلامتی کے درمیان تعلق پر بارہا بحث کی جاچکی ہے اس لئے غذائی سلامتی کو یقینی بنانے کے لئے عالمی تنظیم تجارت کے قواعد انتہائی اہمیت کے حامل ہیں ☆ عالمی تنظیم تجارت کے متعلقہ اصولوں میں غذائی سلامتی کے خدشات کا اعتراف کیا گیا ہے۔ ان اصولوں کا مقصد زرعی تجارت کو متوازن بنانا ہے نہ کہ غذائی سلامتی کو یقینی بنانا۔ ☆ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ عالمی تنظیم تجارت کے قواعد کو دنیا کے ملکوں کے ذریعہ کی جانے والی غذائی سلامتی کی کوششوں کی حمایت کرنی چاہئے۔

تجارتی ترقی کے معاہدے کے تئیں عہد بستگی:

☆ ہندوستان نے متعدد مواقع پر تجارتی ترقی کے معاہدہ کے تئیں اپنی عہد بستگی کا اظہار کیا ہے۔ ☆ ہمیں تجارت کے لئے اس کی اہمیت کا اعتراف ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے عالمی تجارت کے مفاد میں اس پر اتفاق کیا تھا۔ ☆ تاہم ترقی پذیر ملکوں کو لاگت کے مطابق اس کے فوائد حاصل نہیں ہو سکے ہیں۔

ترقی پذیر دنیا میں ہندوستان کے موقف اور اس کی بازگشت کی وسیع تر تفہیم:

☆ عالمی تنظیم تجارت پر ہندوستان کے موقف سے مرتب ہونے والے خدشات اور اثرات پر میڈیا میں بارہا بحث ہو چکی ہے۔ لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ پوری دنیا میں اس کی بازگشت سنائی دیتی رہی ہے۔

عالمی تنظیم تجارت کے رکن ممالک سے اس معاملے کو آگے بڑھانے کی اپیل:

☆ ہمیں اس بات پر بہت خوشی ہے کہ ہندوستان اور امریکہ نے عالمی تنظیم تجارت نے غذائی سلامتی کے مقصد سے کی جانے والی پبلک اسٹاک ہولڈنگ کے مسئلے پر اپنے اختلافات ختم کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کامیابی سے تمام خدشات کا ازالہ ہو گیا ہے۔ ☆ اس سے عالمی تنظیم تجارت کا تعطل ختم ہوگا اور تجارتی ترقی کے معاہدے کی عمل آوری کی راہیں ہموار ہوں گی۔ ☆ ہمیں پورا یقین ہے کہ تنظیم کے تمام ممبران عالمی تنظیم تجارت میں اس کو تعمیری جذبے کے ساتھ اٹھائیں گے۔ ☆ ہم عالمی تنظیم تجارت کے اراکین سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ اس مسئلے کو عالمی تنظیم تجارت کے اجلاس عام میں منسٹریل کانفرنس کی طرف سے آگے بڑھایا جائے اور عالمی تنظیم تجارت کو ایسی ہی مزید کامیابیوں سے ہمکنار کرنے کی راہ ہموار کی جائے۔

☆☆☆

انل ملہوترا

ازکار رفتہ اور غیر ضروری قوانین:

این آر آئی کے لئے مسائل

سال 2015 میں مہاتما گاندھی کی غیر ملکی سفر سے ہندوستان واپسی کے سو سال پورے ہوں گے۔اس سلسلے میں احمد آباد میں 9 جنوری 2015 کو پرواسی بھارتیہ دیوس منایا جائے گا۔اس موقع پر منعقدہ جشن غیر ممالک میں مقیم ہندوستانیوں کو وطن واپسی کا موقع فراہم کرے گا۔ امریکہ میں میڈیسن اسٹیڈیم نیویارک میں ایک پرہجوم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہندوستانی نژاد افراد (پی آئی او) کارڈ ہولڈر اور اوورسیز سیٹزن آف انڈیا (او سی آئی) کو ایک کر کے غیر ممالک میں مقیم ہندوستان سے گئے لوگوں کو بغیر کسی دشواری کے ویزا مل سکے گا۔لہٰذا وزارت داخلہ نے 30 ستمبر کو ایک اعلامیہ جاری کیا جس کے تحت پی آئی او کارڈ تاحیات چلتا رہے گا اور اس کارڈ کا حامل شخص پولیس رپورٹنگ اور فاریزس ریجنل رجسٹریشن آفس میں اندراج کرانے سے مستثنیٰ ہوگا۔ یہ ایک اچھا قدم ہے۔غیر ممالک سے آ رہے ان مہمانوں کا خیر مقدم ایک اچھی بات ہے لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ خاندان اور سماج سے متعلق ہندوستانی قوانین پر بھی غور کیا جائے۔اگر ہم ترقی اور پیش رفت کی موجودہ صورت حال کو دیکھیں تو غیر مقیم ہندوستانیوں کے لئے ہندوستان کے قوانین ان کی توقعات کے مطابق نہیں ہیں' لہٰذا ان قوانین کی معنویت کا جائزہ لینا اور عہد حاضر کے تناظر میں ان کو دیکھنا ضروری ہے۔ غیر مقیم ہندوستانیوں کے امور کی وزارت کے مطابق دنیا کے 200 ممالک میں 21909875 غیر مقیم ہندوستانی ہیں جو ان ممالک میں جا کر بس گئے ہیں اور اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔صحیح تعداد تین کروڑ تک بھی ہوسکتی ہے۔ یہ بین اقوامی ہندوستانی اپنے میں ایک قومیت ہیں' لہٰذا ایک ایسے عالمی قانون کی ضرورت ہے جو ان کے مسائل کا دھیان رکھ سکے۔ یہ لوگ ہندوستان میں اپنے خاندانوں سے ربط میں رہنا چاہتے ہیں۔ان کے امیگریشن' قومیت' شادی' طلاق' زبردستی شادی' والدین کے درمیان بچے پر تنازعہ' جائیداد کی تقسیم' دوسرے ممالک میں بچے گود لینے' وراثت' ترکہ' ہندوستان جائیداد کرایہ پر اٹھانا اور سروگیسی جیسے مسائل ہیں۔غیر ملکی عدالتوں میں ان معاملات کو لے کر بڑی دشواری پیدا ہوتی ہے کیوں کہ ہندوستان کے بعض قوانین عہد حاضر کی ضرورت کی تکمیل نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ غیر ملکی قوانین کا ہندوستان میں اطلاق غیر ممالک میں سنائے گئے فیصلوں کا ہندوستان میں قابل قبول ہونا اور ہندوستانی عدالتوں کے فیصلے وغیرہ جیسے مسائل غور و فکر کے متقاضی ہیں۔ان عالمی ہندوستانیوں کے عائلی قوانین بھی اکثر مسائل پیدا کرتے ہیں۔ان قوانین کو جدید بنانے کی ضرورت ہے۔ان میں سے بعض قوانین وقت گزرنے کے ساتھ اپنی اہمیت اور معنویت کھو چکے ہیں۔ اکثر عدالتوں کا اختیار سماعت ایک دوسرے سے متصادم ہو جاتا ہے۔اس سے بھی گھریلو اور خاندانی مسائل اور جھگڑوں کے حل میں دشواری آتی ہے۔

مصنف 1983 سے وکالت کے پیشہ میں ہیں۔انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے قانون کی تعلیم حاصل کی۔

پس منظر

پاسپورٹ ایک ایسی دستاویز ہے جو کوئی ملک اپنے شہری کو دیتا ہے تا کہ وہ دوسری جگہ آسانی سے جا سکے۔ یہ پاسپورٹ کے حامل شخص کا ایک طرح کا اعلامیہ ہے۔کسی شخص کو پاسپورٹ ملنے کا مطلب ہے کہ اس کی ہندوستانی شہریت کی تصدیق ہوگئی ہے۔البتہ پاسپورٹ ایکٹ 1967 کے مطابق یہ پاسپورٹ مسترد یا ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔ستونت سنگھ ساہانی بنام اے پی او نئی دہلی آل انڈیا رپورٹر 1967 سپریم کورٹ 1836 میں عدالت عالیہ نے کہا تھا کہ کسی شخص کو پاسپورٹ سے محروم رکھنا آرٹیکل 21 میں اسے دی گئی آزادی کی خلاف ورزی ہے۔ مینکا گاندھی بنام یونین آف انڈیا آل انڈیا رپورٹر 1978 سپریم کورٹ 597 میں اس بات کو دہرایا گیا کہ کسی شخص کا پاسپورٹ ضبط کرنا اس کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

تنازعہ

آج ہندوستان میں یہ بحث جاری ہے کہ برطانوی حکومت کے تحت بنائے گئے قوانین کو ختم کر دیا جائے۔ خود برطانیہ میں 1849 اور 1942 کے درمیان بنائے گئے 38 قوانین کے خاتمہ کا عمل جاری ہے۔ یہ قوانین برطانوی حکومت کے دور میں ہندوستانی ریلوے نیٹ ورک کے رکھ رکھاؤ سے متعلق تھے۔ لیکن ہمارے یہاں آج بھی از کار رفتہ اور غیر ضروری قوانین موجود ہیں۔ اس پرانے سامان کے جالے صاف کر کے اس کو تازی ہوا اور دھوپ دکھانا ضروری ہے۔ ہر چند کہ پارلیمنٹ نے پاسپورٹ ایکٹ 1967 شہریت ایکٹ 1955 اور 2005 بنائے ہیں اور ہندوستان کے غیر ملی شہریوں کے لئے گنجائش رکھی ہے پھر بھی ہم پاسپورٹ (ہندوستان میں داخلہ) قانون 1920 رجسٹریشن آف فاریزس ایکٹ 1939 اور فاریزس ایکٹ 1946 پر منحصر ہیں۔ ہندوستان کی غلامی کے دنوں میں بنائے گئے یہ قوانین آج بیکار ہو چکے ہیں۔ یہ فطری انصاف کے اصولوں کے خلاف ہیں اور (کسی اتھارٹی) کو بے لگام اور بے روک ٹوک اختیارات دیتے ہیں۔ اس طرح کے قوانین کو خارج کرنا ضروری ہے جب کہ ہم ان سے آج بھی وابستہ ہیں۔

پاسپورٹ کا قانون

پاسپورٹ ایکٹ 1967 ایک مکمل اور ہمہ گیر قانون ہے جو پاسپورٹ میں تبدیلی، اسے ضبط کئے جانے اور اسے ختم کرنے نیز اس فیصلہ کے خلاف اپیل کرنے کی گنجائش دیتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ پاسپورٹ (ہندوستان میں داخلہ) ایکٹ 1920 اور فاریزس ایکٹ 1946 کسی شخص کو بغیر مناسب قانونی عمل کے ملک بدر کرنے کی طاقت دیتا ہے۔ کسی جمہوری ملک میں جہاں عدالتی نظر ثانی کی گنجائش ہوتی ہے، اس طرح کے قوانین غلط ہیں۔ 1920 اور 1946 کے یہ قوانین جن میں نظر بندی، گرفتاری اور تنہائی میں قید میں رکھنے جیسے اختیارات دیئے جاتے ہیں۔ ہندوستان کے آئین میں دی گئی آزادی کے خلاف جاتے ہیں۔ آزادی سے پہلے بنے یہ فرسودہ قوانین بنیادی آزادیوں کے خلاف ہیں۔

شہریت کا قانون

شہریت کا قانون 1955 دفعہ 9 میں کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی مرضی سے کسی دوسرے ملک کی شہریت قبول کرلے گا تو وہ ہندوستان کا شہری نہیں رہے گا۔ یہ دفعہ دوسرے ملک کی شہریت لیتے ہی شہری کی ہندوستانی شہریت کو ختم کر دیتی ہے۔ اس قانون کے تحت شہریت کے ضوابط 2009 بنائے گئے ہیں۔ ان ضابطوں کے رول 40 کے مطابق کسی ہندوستانی شہری کے غیر ملکی شہریت حاصل کرنے کی مختلف شکلیں بتائی گئی ہیں اور اس کی تفصیلات بتائی گئی ہیں۔

شہریت کے ضابطوں کے شیڈول III کے مطابق اہم نکات حسب ذیل ہیں:

1۔ اگر مرکزی حکومت کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ کسی شخص نے اپنی مرضی سے کسی دوسرے ملک کی شہریت قبول کرلی ہے تو وہ ایسے شخص کو مقررہ مدت کے اندر اس چیز کو طے کرنے کا وقت دے سکتی ہے۔ اگر کسی شخص نے ایسا نہیں کیا ہے تو بارِ ثبوت اس شخص پر ہوگا کہ وہ یہ ثابت کرے کہ اس نے کسی دوسرے ملک کی شہریت قبول نہیں کی ہے۔

2۔ جہاں تک کسی ہندوستانی شہری کے دوسرے ملک کا شہری ہونے کے تعین کا معاملہ ہے، مرکزی حکومت اس معاملہ میں اس ملک میں واقع سفارت خانہ یا اس ملک کی حکومت سے رجوع کر کے اس معاملہ پر رپورٹ تیار کر سکتی ہے۔

3۔ کسی شخص کے ذریعے غیر ملکی پاسپورٹ حاصل کرنا اس بات کا حتمی ثبوت ہوگا کہ اس شخص نے پاسپورٹ کے اجرا کی تاریخ سے پہلے اس ملک کی شہریت حاصل کرلی ہے۔

سپریم کورٹ کے فیصلے

شہریت قانون 1955 کی دفعہ 9(2) اور شہریت کے ضوابط 1956 کا رول 30 مرکزی حکومت کو یہ اختیار دیتے ہیں کہ وہ دوسرے ملک کی شہریت لینے والے شخص کی ہندوستانی شہریت کے خاتمے سے متعلق حتمی فیصلہ لے۔ دفعہ 9(2) اور رول 30 کے مطابق کسی شخص کا غیر ملکی پاسپورٹ لینا اس کی ہندوستانی شہریت کے خاتمہ کا ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ دفعہ 9(2) کے تحت مرکزی حکومت کی انکوائری ایک نیم عدالتی انکوائری ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں قانون مندرجہ ذیل فیصلوں کے سبب حتمی شکل لے چکا ہے۔

1۔ ریاست اے پی بنام عبدالقادر اے آئی آر 1961 ایس سی 1467۔

2۔ ریاست اے پی بنام سید محمد اے آئی آر 1962 ایس سی 1778۔

3۔ ریاست یوپی بنام رحمت اللہ اے آئی آر 1971 ایس سی 1382۔

اس طرح کسی شخص کی شہریت کے تعین کا قانون طے شدہ ہے۔

نئے زمرے

ہندوستان کے آئین کا آرٹیکل 9 اور شہریت ایکٹ 1955 کی دفعہ 9 کے تحت ایک ارب بیس کروڑ ہندوستانی جن میں 30 ملین این آر آئی 180 ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی دوہری شہریت کا مسئلہ ہے۔ ہندوستانی نژاد لوگ (پی آئی او) اور اوورسیز سیٹزن آف انڈیا (اوسی آئی) کے زمرے اس مقصد سے بنائے گئے تھے کہ ہندوستان میں پیدا ہوئے لوگوں کو اس کا فائدہ مل سکے۔ اس طرح پی آئی او اور اوسی آئی کو بعض فوائد حاصل ہیں۔ انہیں بغیر ویزا کے ہندوستان میں رہنے کا حق اور رجسٹریشن اور دیگر اجازتوں کے بغیر رہنے کا حق حاصل ہے۔ ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 5 کے مطابق جو شخص ہندوستان کا باشندہ ہے، ہندوستان میں پیدا ہوا ہے، اور اس کے والدین ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں اور وہ آئین ہند کے اطلاق سے پانچ سال پہلے سے ہندوستان

میں رہ رہا ہے' اسے ہندوستانی شہری مانا جائے گا۔اس طرح ہندوستانی قومیت کوفرض کرلیا گیا ہے۔

قومیت کا تعین

1946 کے قانون کے تحت اگر کسی شخص کی قومیت کے تعین کے تعلق سے کوئی تنازعہ پیدا ہوتا ہے تو اس شخص کو اس ملک کا شہری مانا جائے گا' جس سے اس کا قریب ترین رشتہ ہے۔1920اور 1946 کے قوانین کسی شخص کی شہریت کے تعین اور اس کے غیر ملکی ہونے کا اعلان کرنے سے قبل اسے اپنی شہریت اور قومیت ثابت کرنے کے بھرپور مواقع نہیں دیتے۔اس مسئلہ کے تعین کے لئے ٹریبونل بھی نہیں ہے۔1955 کے شہریت قانون اور شہریت کے ضوابط 2009 کے مطابق اگر کسی شخص نے غیر ملکی شہریت حاصل کرلی ہے اور اس بارے میں کوئی سوالات پیدا ہورہے ہیں اور یہ تعین کرنا ہے کہ اس نے کب اور کیسے یہ شہریت حاصل کی تو اس کا فیصلہ مرکزی حکومت کرے گی۔ان دفعات کی تشریح کرتے ہوئے سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ مرکزی حکومت کسی شخص کو اسی حالت میں ملک بدر کرسکتی ہے جب ایک نیم عدالتی انکوائری کے عمل کے تحت حکومت اس بارے میں مطمئن ہوجائے کہ یہ شخص واقعی غیر ملکی ہے اور ہندوستانی شہری نہیں ہے۔محض غیر ملکی پاسپورٹ کسی شخص کو غیر ملکی قرار نہیں دے سکتا۔یہ وقت ہے کہ ہماری پارلیمنٹ قومیت کے تعین میں آزادی اور انصاف کے اصولوں کی کارفرمائی کی اجازت دے۔

قابل غور سوال

آج کے سماجی حالات میں عالمی ہندوستانی پی آئی او یا او سی آئی کا درجہ پانے کے اہل ہیں۔اگر وہ اپنے اصلی وطن سے رشتہ جوڑنا چاہتے ہیں تو انہیں 1920اور 1946 کے غلامی کے دور کے قوانین کی روشنی میں غیر ملکی نہ قرار دیا جائے۔شہریت کا قانون 1955 ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔آج محض غیر ملکی پاسپورٹ ہونا کسی شخص کے ہندوستان سے فوری اخراج کا سبب نہیں بن سکتا۔لہٰذا 1920اور 1946 کے قوانین کو رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔یہ قوانین 1946 کے حالات کے مطابق بنائے گئے تھے۔یہ ایک بڑا مسئلہ ہے اور پارلیمنٹ کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

وقت کی ضرورت

آج ہندنژاد لوگوں کے شادی بیان اور شہریت سے متعلق تنازعات ہیں۔ضرورت ایک ایسے قانونی نظام کی ہے جہاں سنوائی اور انصاف کا صحیح ماحول مل سکے۔کسی شخص کو ملک بدر کرنا صحیح قدم نہیں ہوگا۔ہندوستان نے خود کو ایک خود مختار سوشلسٹ' سیکولر جمہوری ملک قرار دیا ہے۔اسے اختیار ہے کہ وہ قومیت سے متعلق معاملات میں حتمی فیصلے لے۔اس ملک کے پاس پورے اختیار اور صلاحیت ہے کہ وہ ہندوستانی نژاد لوگوں کے معاملات کو طے کرسکے۔آزادی کے بعد بنے ہمارے قوانین اور ہماری سرگرم عدلیہ' ہمارے آئین میں دی گئی آزادیوں کے محافظ ہیں'لہٰذا قبل از آزادی بنائے گئے فرسودہ قوانین کو ختم کردینا چاہئے۔اس کے علاوہ بین الاقوامی ہندوستانیوں کے لئے نئے قانون بننے چاہئیں۔اکثر والدین کے الگ الگ ملکوں میں ہونے سے معصوم بچوں کو پریشانی جھیلنی پڑتی ہے۔ازدواجی جھگڑوں کے مسائل بھی ہیں۔کامرشیل سروگیسی سے بچوں کی پیدائش ہندوستان میں ایک بڑا کاروبار ہے۔انسانوں کی اسمگلنگ اور غلط طور پر امیگریشن کے لئے مرکزی قوانین کی ضرورت ہے۔عائلی قوانین میں شریک حیات کو نان نفقہ ملنے کا حق وغیرہ مسائل ہیں۔اس وقت کمرشیل قوانین کو ترجیح دی جارہی ہے۔جب کہ خاندان اور سماج سے متعلق قوانین نظر انداز ہورہے ہیں' اسی لئے پچھلے پچاس سال میں کچھ بھی نہیں بدلا ہے۔تبدیلی ضروری ہے اور ہمیں غیر ممالک میں مقیم ہندوستانیوں کے بہبود کا بھی خیال رکھنا ہوگا۔ہندوستان کے قوانین کو الگ تھلگ رہنے کے بجائے عالمی قانونی نظام سے ہم آہنگ ہونا ہوگا۔

شہریت اور غیر ملکیوں سے متعلق

قانون: ایک نظر میں

☆دی رجسٹریشن آف فاریزس ایکٹ 1935۔این ایکٹ ٹو پروائڈ فار دی رجسٹریشن آف فاریزان انڈیا۔

☆دی رجسٹریشن آف فاریزس رولس' 1992 اشوڈ ان سپر سیشن آف رجسٹریشن آف فاریزس رولس 1939 رولس میڈ انڈر دی 1939 ایکٹ۔

☆دی فاریزس ایکٹ 1946۔این ایکٹ تو کنفر اپن ای سنٹرل گورنمنٹ سرٹین پاور ان ریسپکٹ آف فاریزس۔

☆دی فاریزس آرڈر 1948۔این آرڈر میڈ انڈر سیکشن 3 آف دی 1946 ایکٹ فار پاور ٹو گرانٹ پرمیشن ٹو ڈیپارٹ فرام انڈیا۔

☆دی فاریزس (ٹریبونلس) آرڈر 1964۔این آرڈر میڈ انڈر سیکشن 3 آف دی 1946 ایکٹ ٹو کنسٹی ٹیوٹ ٹریبونل ٹو ڈیٹرمائن اف اے پرسن از اے فاریز۔۔

☆دی پاسپورٹ (انٹری ان ٹو انڈیا) ایکٹ 1920۔این ایکٹ ٹو ٹیک پاور ٹو ریکوائر پاسپورٹ آف پرسنس انٹرنگ انڈیا۔

☆دی پاسپورٹ (انٹری ان ٹو آنڈیا) رولس 1950۔رولس میڈ انڈر 1920' ایکٹ۔

☆دی پاسپورٹ ایکٹ 1997۔این ایکٹ ٹو پرووائڈ فار دی اشو آف پاسپورٹ اینڈ ٹریول ڈکومنٹ ٹو ریگولر ڈیپارچر فرام انڈیا۔

☆دی سٹیزنس شپ ایکٹ 1955۔این ایکٹ ٹو پرووائڈ فار دی اکویزیشن اینڈ ڈیٹرمینیشن آف انڈین سٹیزن شپ۔

☆دی سٹیزن شپ رولس 2009' رولس میڈ انڈیا انڈر سٹیزن شپ ایکٹ 1955۔

☆☆☆

سوجن شن

ہندوستان میں ایف ڈی آئی:

پالیسی میں تبدیلی

ایف ڈی آئی کے شعبہ میں پالیسی میں ایک اہم تبدیلی ایف ڈی آئی کے حامی دور میں فارن ایکس چینج مینجمنٹ ایکٹ 1999 کی تشکیل تھی۔ 1973 میں بنے فیرا قانون کے برخلاف اس قانون (فیما) نے غیر ملکی زرمبادلہ کے معاملہ میں ریزرو بینک آف انڈیا کے ساتھ ساتھ سیکورٹیز اینڈ ایکس چینج بورڈ (سیبی) کی شرکت بھی کرائی۔

مصنف نیشنل یونیورسٹی سنگاپور میں جنوب ایشیائی مطالعات کے ادارہ میں ریسرچ ایسوسی ایٹ ہیں۔

براہ راست غیرملکی سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) کو معیشت میں ایک ملک کی دوسرے ملک میں سرمایہ کاری سے تعبیر کرسکتے ہیں۔اس کا مقصد یہ ہے کہ ایک ملک دوسرے ملک کی تجارتی سرگرمیوں میں دلچسپی رکھتا ہے۔(اوای سی ڈی 2013) دوسرے لفظوں میں ہندوستان میں ایف ڈی آئی غیرمقیم اور ہندوستان سے باہر کے افراد کی ہندوستانی کمپنی میں سرمایہ کاری ہے۔اس ذریعہ سے غیرملکی سرمایہ کار نہ صرف میزبان ملک میں اثاثے پیدا کرسکتا ہے بلکہ وہ کمپنی کو چلانے کے فیصلوں میں شامل بھی ہوسکتے ہیں۔ایف ڈی آئی سے کسی کمپنی کو عالمی سرمایہ حاصل ہوتا ہے جو پورٹ فولیو سرمایہ کاری کے مقابلہ زیادہ دیرپا ہوتا ہے۔ ایف ڈی آئی کی آمد کے اچھے اور برے اور فائدہ مند اور نقصان دہ دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ بہت سی نئ ابھرتی ہوئی معیشتوں نے اپنے ملک کی معاشی ترقی میں ایف ڈی آئی کی آمد سے فائدہ اٹھایا ہے۔(مورن 1998)۔ پچھلی دو دہائیوں میں ہندوستان اور چین جیسی نئ ابھرتی ہوئی معیشتوں میں غیر ملکی سرمایہ کاری کی آمد میں مسلسل اضافہ ہوا ہے۔(یواین سی ٹی اے ڈی 2010) اس وقت چین سرمایہ کاری کے لئے میزبان ملک کے طور پر سرفہرست ہے۔جب کہ کثیر قومی کارپوریشن کی سرمایہ کاری کے معاملے میں ہندوستان تیسری حیثیت رکھتا ہے۔ان دو ابھرتی ہوئی مارکیٹ معیشتوں نے پالیسی میں تبدیلی کرکے اور انتظامی طریقہ کار میں اصلاحات کرکے غیرملکی سرمایہ کاری کو اپنی جانب راغب کیا ہے۔اس کا سبب ایف ڈی آئی کے اچھے اثرات ہیں۔ ان سے روزگار پیدا ہوا ہے۔زیادہ سرمایہ سے تیار ہونے والی اشیاء اور سہولتوں کی آمد ہوئی ہے۔ٹکنالوجی کے تبادلہ سے پیداوار کو فروغ حاصل ہوا ہے اور انتظامیہ میں سرمایہ کاروں کی شرکت سے کمپنیوں کی شفافیت بہتر ہوئی ہے۔جنوبی کوریا، تائیوان، ہانگ کانگ اور سنگاپور جیسے ایشیا کے ترقیاتی ماڈلوں نے دکھادیا کہ غیر ملکی سرمایہ کاری کتنی سود مند ہے۔غیرملکی سرمایہ کاری سے اچانک کرنسی کے گرنے اور عالمی مالیاتی فنڈ سے قرضے لینے جیسی صورت حال سے بچا جاسکتا ہے کیوں کہ غیرملکی سرمایہ کاری آنے کی شکل میں غیرملکی زرمبادلہ کی رقم کسی ملک کے پاس موجود رہتی ہے اور یہ رقم کسی بڑے معاشی جھٹکے کو جھیلنے میں مدد دیتی ہے۔(کروگر اور ایٹو 2000:7)

ہندوستان میں غیرملکی سرمایہ کاری کی آمد سے متعلق پالیسی میں تبدیلی

ہندوستان میں ایف ڈی آئی کو سہولت دینے والے معاشی اداروں میں تبدیلی آئی ہے کیوں کہ 1970 کی دہائی کے درمیانہ عرصہ سے بازار عالمی بازاروں سے منسلک ہوئے ہیں۔(مکرجی 2014اے)۔ غیرملکی سرمایہ کاری سے متعلق پالیسی کے تین مراحل رہے۔ 1۔ایف ڈی آئی مخالف (75-1969)، 2۔ منتخب ایف ڈی آئی (91-1975)، 3۔ایف ڈی آئی کی حمایت (1991 کے بعد)(شن 2104) ایف ڈی

آئی مخالف عرصہ میں 1969 میں حکومت نے ملکی بینکوں کو قومی تحویل میں لیا اور غیر ملکی زرمبادلہ کی ضابطہ بندی کے لئے فارن ایکس چینج ریگولیشن ایکٹ (فیرا) بنایا۔ اس قانون کا مقصد یہ تھا کہ حکومت غیر ملکی زرمبادلہ پر اپنا اجارہ بنانا چاہتی تھی۔ ریزرو بینک آف انڈیا کے علاوہ کسی سرکاری ادارہ کو غیر ملکی زرمبادلہ سے متعلق اختیارات نہیں تھے۔ منتخب ایف ڈی آئی کے عرصے میں ہندوستانی معیشت میں تبدیلیاں آئیں اور پابندیاں نرم ہوئیں۔ اس وقت کی حکومت نے ہندوستانی صنعت میں غیر ملکی سرمایہ کو آنے کی حوصلہ افزائی کی۔ سال 1976 ہندوستانی معیشت میں تبدیلی کا سال رہا۔ فرینک (1977) کے مطابق مملکت کی تشکیل نو کی جارہی ہے تاکہ بڑے اور غیر ملکی سرمایے کے مفادات کو اچھی طرح پورا کیا جاسکے اور معاشی اور سیاسی مفادات کے مقابلے الگ حیثیت دی جاسکے۔ (صفحہ 473)۔

یہ تبدیلی اس وقت واضح ہوگئی جب راجیو گاندھی کی حکومت نے ایف ڈی آئی کی آمد کی حمایت کی۔ تیل کی قیمتوں کے بحران اور 1980 کی دہائی کے ابتدا میں عالمی مندی سے جو مالی بحران پیدا ہوا، اس نے راجیو گاندھی کو یہ محسوس کرایا کہ غیر ملکی قرضے کے مقابلے غیر ملکی سرمایہ کاری زیادہ بہتر چیز ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری پالیسی غیر ملکی سرمایہ کاری کے تعلق سے بالکل واضح ہے۔ ہمارے دروازے ہر ایک کے لئے کھلے ہوئے نہیں ہیں۔ ہم غیر ملکی سرمایہ کاری اپنی شرطوں پر لیتے ہیں۔ یہ سرمایہ کاری غیر ملکی اکویٹی کی خاص حد تک کئی شعبوں میں لی جاتی ہے۔ اس کے تناسب کی شرط نرم کی جاسکتی ہے اگر معاملہ کا تعلق ہائی ٹکنالوجی یا برآمدات کو فروغ دینے سے ہے۔ غیر ملکی قرض کی مقدار پچھلے کئی برسوں میں بڑھ رہی ہے۔ اس سے ہماری بڑھتی ہوئی ضروریات اور چیزوں کو سمونے کی صلاحیت کا پتہ چلتا ہے۔ البتہ براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کم ہے۔ غیر ملکی سرمایہ کاری بعض معاملوں میں قرض سے بہتر ہے۔ قرض سے کیا گیا کام فائدہ مند ہو یا نہ ہو لیکن قرض ادا کرنا ہوتا ہے۔ جب کہ سرمایہ کاری میں واپسی جب ہوتی ہے جب پیداوار شروع ہوجائے اور منافع آنے لگے۔ ہم ضابطوں کو بہتر بنا کر اور غیر ضروری رکاوٹوں کو دور کر کے اپنی معیشت کے بھلے کے لئے غیر ملکی سرمایہ کاری کا بڑا حصہ اپنے یہاں لا سکتے ہیں۔ (گاندھی 1988)

1990 کی دہائی کی ابتدا میں جو معاشی دشواریاں آئیں، وہ براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کے میدان میں نئی معاشی پالیسیوں کی تشکیل کا سبب بنیں۔ 1991 سے 1996 تک خزانہ سکریٹری رہے مونٹیک سنگھ اہلووالیہ کے تیار کئے گئے پالیسی پیپر کی بنیاد پر معاشی اصلاحات کا اصلی نقشہ تیار ہوا جو 1991 میں عمل درآمد میں آیا۔ اس نے تجویز پیش کی کہ اندرون ملک بعض شعبوں میں کمپنیوں میں غیر ملکی سرمایہ کاروں کو اداشدہ سرمایے میں اکویٹی 40 فی صد سے بڑھا کر 51 فی صد کر دی جائے۔ پالیسی میں یہ تبدیلی اس وقت ہوئی جب ادائیگیوں کے توازن کا بحران پیدا ہوگیا۔ اس سے غیر ملکی سرمایہ کاری آنے میں مدد ملی۔ (مکرجی 2014 بی)

ایف ڈی آئی کے شعبہ میں پالیسی میں ایک اہم تبدیلی ایف ڈی آئی کے حامی دور میں فارن ایکس چینج مینجمنٹ ایکٹ 1999 کی تشکیل تھی۔ 1973 میں بنے فیرا قانون کے برخلاف اس قانون (فیما) نے غیر ملکی زرمبادلہ کے معاملہ میں ریزرو بینک آف انڈیا کے ساتھ ساتھ سیکوریٹیز اینڈ ایکس چینج بورڈ (سیبی) کی شرکت بھی کرائی۔ سیبی اور آر بی آئی غیر ملکی ادارہ جاری سرمایہ جاتی اور وہ ایف ڈی آئی دیکھتے ہیں جو آٹومیٹک روٹ سے آتا ہے۔ غیر ملکی سرمایہ کاروں کو اس خودکار راستہ سے مختلف صنعتی شعبوں میں زیادہ آسانی سے آنے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے علاوہ وزارت تجارت وصنعت کا دفتر برائے صنعتی امداد اور وزارت خزانہ کا غیر ملکی سرمایہ کاری ترقیاتی بورڈ ان تجاویز کی جانچ کرتے ہیں جو آٹومیٹک روٹ سے نہیں آتیں۔ اس طرح غیر ملکی سرمایہ کاری ترقیاتی بورڈ کا رول تجاویز کی منظوری یا غیر منظوری میں اہم حیثیت رکھتا ہے۔ یہ تبدیلی فیما قانون کے بعد ہی آئی ہے۔ غیر ملکی

آر بی آئی کے علاقائی دفاتر سے موصولہ ایف ڈی آئی کی آمد کی تفصیل اپریل 2000 تا جون 2014

آر بی آئی کے علاقائی دفاتر	اہم ریاستیں	کل آمد	کل کا فی صد
(کروڑ روپے میں)	کل آمد کا فی صد		
ممبئی	مہاراشٹر	320,281	30
نئی دہلی	دہلی	214,820	20
چینئی	تمل ناڈو	69,161	6
بنگلور	کرناٹک	62,431	6
احمد آباد	گجرات	45,292	4
حیدرآباد	آندھرا پردیش	43,817	4
کولکاتا	مغربی بنگال	13,532	1
~	~	~	~
بھونیشور	اوڈیشہ	1,962	0.2

حوالہ: ایف ڈی آئی سے متعلق حقائق محکمہ صنعتی ترقی و فروغ حکومت ہند

سرمایہ کاری کے فروغ کا بورڈ غیرملکی سرمایہ کاروں کو ایک چھت کے نیچے تجاویز کی جانچ اور منظوری کے عمل سے گزرنے کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ موجودہ وزیراعظم نے موثر حکمرانی پر زور دیا ہے اور دنیا بھر کے سرمایہ کاروں کو دعوت دی ہے کہ وہ ہندوستان میں آ کر اشیا تیار کریں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان غیرملکی سرمایہ کاری کا مرکز بن جائے۔ انہوں نے ایف ڈی آئی کی تعریف یہ کی ہے کہ فرسٹ ڈیولپ انڈیا یعنی سرمایہ کاری کا مقصد پہلے میزبان ملک ہندوستان کی ترقی ہونا چاہئے۔ اچھی حکومت کے جن تین پہلوؤں پر زور دیا گیا ہے' وہ ہیں لائسنس اور ضابطوں میں نرمی اور صنعتوں کے لئے بنیادی ڈھانچہ کی بہت صورت حال۔ دفاع، تعمیرات اور ریلوے میں بھی غیرملکی سرمایہ کاری کو کھولنے کا ارادہ ہے۔ حکومت نے مینوفیکچرنگ اور بنیادی ڈھانچہ سے متعلق کئی شعبوں مثلاً شہری ہوابازی' بایوٹیک' کیمیکلس' تعمیرات' کان کنی' تیل اور گیس' دواسازی' قابل تجدید توانائی وغیرہ کو غیرملکی سرمایہ کاری کے لئے منتخب کیا ہے۔ یہ اقدامات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ حکومت ہندوستانی صنعتوں میں ایف ڈی آئی کے اچھے اثرات کی معترف ہے۔

ریاستوں میں غیرملکی سرمایہ کاری کی الگ الگ سطحیں

2011 میں براہ راست غیرملکی سرمایہ کاری 32 بلین امریکی ڈالر رہی جو مجموعی گھریلو پیداوار کا 3 فی صد ہے۔ (یو این سی ٹی اے ڈی 2013)۔ وزیر اعظم اور وزیرخزانہ نے معاشی اصلاحات کی حمایت کرتے ہوئے ایف ڈی آئی کی آمد کا خیر مقدم کیا ہے۔ مرکزی حکومت سے حمایت کے باوجود ریاسی سطح پر ایف ڈی آئی کی آمد الگ الگ سطحوں پر ہے۔ ٹیبل 1 سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپریل 2000 سے جون 2014 تک براہ راست سرمایہ کاری مختلف ریاستوں میں کتنی رہی۔ اس سے مختلف ریاستوں کے درمیان فرق کا پتہ چلتا ہے۔ مثال کے طور پر پورے ملک کی نصف غیرملکی سرمایہ کاری مہاراشٹر اور دہلی میں ہوئی۔ تمل ناڈو' کرناٹک' گجرات اور آندھرا پردیش کی حیثیت درمیانہ ہے۔ جب کہ مغربی بنگال اور اڑیسہ میں براہ راست غیرملکی سرمایہ کاری سب سے کم ہے۔

ایک سوال یہ ہے کہ بعض ریاستوں میں ایف ڈی آئی کی آمد زیادہ اور بعض میں کم کیوں ہے۔ جب کہ مرکزی سطح پر پالیسیاں ایف ڈی آئی کی حامی ہیں۔ اڑیسہ جیسی ریاستیں جہاں ایف ڈی آئی کم آیا ہے' وہاں سماج کی جانب سے بھی ایف ڈی آئی آنے کی مخالفت کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر پوہنگ اسٹیل کمپنی جنوبی کوریا کو اڑیسہ میں جگت سنگھ پور میں زمین کے حصول کے معاملہ میں سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ جس ایگزیکٹو کمیٹی نے پوسکو کے پروجیکٹ کے لئے غیرملکی حقوق قانون کی صورت حال کا جائزہ وزارت ماحولیات اور جنگلات کی درخواست پر لیا' اس نے زمین کے حصول میں مقامی گاؤں والوں کے اتفاق رائے کے معاملے میں نظرانداز کر دیا (پنگل پانڈے اور سریش 5-3-2010)۔ مدراس ہائی کورٹ کے ایک جج جنہوں نے جگت سنگھ پور میں پاسکو پروجیکٹ پر سماج کی مخالفت کی جانچ پر نگاہ رکھی تھی' ان کے مطابق یہ مخالفت ریاست میں قانون اور انتظام کی خراب صورت حال کے سبب تھی۔ اسی طرح مغربی بنگال میں سنگور میں نینو کی فیکٹری لگانے کے لئے ٹاٹا کو سماجی مخالفت جھیلنی پڑی جبکہ ٹاٹا ہندوستانی صنعت کار ہیں۔ اس سے ریاستی حکومت کی باز آبادکاری سے متعلق کمزور پالیسی کا پتہ چلتا ہے۔ (چندرا 2008) یہ بھی ایک چیلنج ہے کہ حکومت ایف ڈی آئی کی آمد کی سماجی مخالفت کا کس طرح مقابلہ کرتی ہے۔ ریاستوں کی الگ الگ سماجی و سیاسی حالت کے پیش نظر ایف دی آئی کی آمد کے تعلق سے اس مسئلہ کا جائزہ لیا جانا چاہئے۔

☆☆☆

ضروری اعلان

مضمون نگار حضرات سے گزارش ہے کہ وہ یوجنا کے معیار کے مطابق مضامین ارسال کریں۔ ممکن ہو تو کمپوز شدہ مضامین درج ذیل پتہ پر ای۔میل کریں:

yojana.urdu@yahoo.co.in

yojanaurdu.com@gmail.com

ادارہ ______

لینا اجیت کوشل

ریٹیل شعبہ میں ایف ڈی آئی:

ترقی کے لئے خطرہ یا ترقی کا وسیلہ

یہ بات بے بنیاد معلوم ہوتی ہے کہ بڑے بڑے اسٹوروں کے آنے سے چھوٹے دکاندار کاروبار سے باہر ہوجائیں گے۔ ہندوستان میں بازار کی دو شکلیں ہیں۔ایک طرف درمیانہ اور چھوٹا طبقہ ہے جو چھوٹی دکانوں سے اپنی ضروریات کی تکمیل کرتا ہے۔ جب کہ رئیس طبقہ سپر اسٹور میں جاتا ہے۔ان دونوں کے بیچ کوئی مقابلہ نہیں ہے اور سپر مارکیٹ چھوٹی دکانوں کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہیں۔اس مقالہ میں تجویز یہ ہے کہ غیر ملکی تجارتی ادارے ٹکنالوجی اور علم کا ذریعہ بن سکتے ہیں ا ور کسانوں کو ان کی پیداوار کے لئے اچھا بازار فراہم کرسکتے ہیں۔

ہندوستان میں ریٹیل شعبہ مجموعی قومی پیداوار کا 14-15 فی صد ہے۔ یہ شعبہ غیر ملکی اور ہندوستانی دونوں طرح کے تجارتی اداروں کے لئے سرمایہ کاری کا پرکشش ذریعہ ہے۔ 2012 میں ہندوستان نے ایف ڈی آئی (براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری) کے ذریعہ غیر ملکی تجارتی اداروں کو 100 فی صد ملکیت کا حق دیا گیا ہے۔ غیر ملکی تجارتی اداروں کے لئے یہ شرط لگادی گئی کہ وہ ایک سنگل برانڈ کے فروخت میں 30 فی صد مال اندرون ملک سے ہی حاصل کریں۔ بعد میں 2012 میں غیر ملکی تجارتی اداروں کو ملٹی برانڈ پروڈکٹس بیچنے اور 51 فی صد تک اکویٹی رکھنے کی اجازت دے دی گئی۔ اس کے علاوہ غیر ملکی اداروں کو کم از کم 100 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کرنی ہوگی جس میں 50 فی صد سرمایہ کاری بنیادی ڈھانچہ کے شعبہ میں گودام اور کولڈ اسٹوریج وغیرہ بنانے پر کرنی ہوگی۔ 2014 میں نئی حکومت نے معاشی پالیسیوں میں فراخ دلی اپنانے کی توثیق کی اور ملٹی برانڈ ریٹیل میں ایف ڈی آئی پر پابندی لگائی۔ یہ اس خدشہ کا رد عمل تھا کہ کرانہ کی دکانوں کو ایف ڈی آئی آنے سے نقصان پہنچے گا۔ لیکن آج ایف ڈی آئی کی معیشت میں اہمیت کو بھی تسلیم کیا جارہا ہے۔

ہندوستان کی ریٹیل صنعت 2010-12 میں 10.6 فی صد سی اے جی آر رہی جس کے 2015 میں 18.8 فی صد ہونے کا اندازہ ہے اور اس کی مارکیٹ میں مالیت 750-850 امریکی ڈالر ہونے کا اندازہ ہے۔

ہندوستان میں ریٹیل شعبہ منظم اور غیر منظم دونوں شکلوں میں ہے۔ غیر منظم شعبہ میں کرانہ کی وہ دکانیں شامل ہیں جو روایتی طور پر ایک خاندان کے لوگ چلاتے ہیں۔ گلی کوچوں میں واقع چھوٹی چھوٹی دکانیں اسی ذیل میں آتی ہیں جب کہ منظم شعبہ میں سپر مارکیٹ ہائپر مارکیٹ، ڈپارٹمنٹل اسٹور اور اسپشلیٹی چین شامل ہیں۔ منظم ریٹیل کا شعبہ کل شعبہ کا 8 فی صد ہے جس کے 2020 تک 20 فی صد ہونے کی توقع ہے۔ ہندوستان میں خوردنی اشیاء کی ریٹیل مارکیٹ کل فروخت کا 63 فی صد ہے۔ اس

مصنفہ نے دیوی اہلیہ یونیورسٹی اندور سے تعلیم حاصل کی۔ وہ تین برس یوجی سی کی ریسرچ فیلو رہی ہیں۔

سے جی ڈی پی میں 14 فی صد حصہ آتا ہے اور کل روزگار میں اس کا حصہ 7 فی صد ہے۔ ہندوستان میں گھروں میں 48 فی صد آمدنی کھانے پینے پر خرچ ہوتی ہے جو اخراجات کا ایک بڑا حصہ ہے۔ (میکنسے 2007)۔ زیادہ تر اس طرح کی خریداری چھوٹے دکانداروں سے کی جاتی ہے۔

زرعی پیداوار کا مارکیٹ کمیٹی ایکٹ 1991 میں وجود میں آیا۔ اس میں کسانوں کے لئے یہ لازم قرار دیا کہ وہ اپنی پیداوار لازمی طور پر ریاستی زرعی مارکیٹنگ بورڈ کی قائم کردہ منڈیوں میں ہی کریں اور لائسنس شدہ تاجروں یا بچولیوں سے ہی کاروبار کریں۔ یہ بچولیے ایک گروہ بنالیتے ہیں اور خوردنی اشیاء کی ریٹیل مارکیٹ پر اپنی اجارہ داری قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ سرکاری ٹیکس، ٹرانسپورٹ کا خرچہ اور ایجنٹ کا کمیشن یہ سب مل کر قیمتوں کو بڑھا دیتے ہیں اور بچولیے ریٹیلر سے زیادہ رقم لیتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر غریب کسان اور بازار میں سامان خریدنے والے گاہک دونوں کا نقصان ہوتا ہے اور بچولیے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ قیمتوں میں اس اضافہ کو روکنے کے لئے مرکزی حکومت نے ریاستوں سے درخواست کی تھی کہ وہ پھلوں اور سبزیوں کو اے پی ایم سی ایکٹ سے مستثنیٰ کر دیں لیکن صرف اس قدم سے قیمتوں کو قابو میں نہیں کیا جاسکتا۔ اگر غیر ملکی تجارتی ادارے سپلائی کی چین کے سلسلے کو کم کرتے ہیں اور بچولیوں کو درمیان سے ہٹاتے ہیں تو یقیناً قیمتوں پر فرق پڑے گا۔ (گھوشال اور سری نواس 2011) کوہلی اور بھاگوتی 2011۔ کثیر قومی ریٹیلر کے آنے سے ہندوستان میں اشیاء کی تقسیم کا نظام بہتر ہو سکے گا۔

ابھرتی ہوئی معیشت میں جہاں مڈل کلاس بڑی تعداد میں موجود ہے، غیر ملکی ملکیت والے ملٹی برانڈ اسٹور باعث کشش ہوں گے لیکن یہ سوچنا غلط ہے کہ اس سے کرانہ کی دکانوں کا کاروبار متاثر ہوگا کیوں کہ بڑی تعداد میں ایسے لوگ ہیں جن کی آمدنی بہت کم ہے اور ان کے پاس سپر مارکیٹ تک پہنچنے کے لئے وسائل نہیں ہیں۔ ان کے پاس فریج بھی نہیں ہے جس میں وہ اشیاء کوئی روز تک

محفوظ رکھ سکیں۔ ہندوستان بہت بڑا ملک ہے جہاں غریب بھی ہیں اور امیر بھی، اس لئے یہاں غیر ملکی تجارتی ادارے اور گلی محلوں کی چھوٹی چھوٹی دکانیں ساتھ ساتھ رہ سکتی ہیں۔

ہندوستان میں ریٹیل میں ایف ڈی آئی پر بحث

آزادانہ معیشت کے عہد کی شروعات کے بعد ایک اہم پالیسی اقدام یہ تھا کہ ایف ڈی آئی سے متعلق اصول وضوابط کو نرم بنایا جائے۔ یہ بات حیران کن ہے کہ نئی حکومت نے ملٹی برانڈ ایف ڈی آئی میں آزادانہ پالیسی اپنانے کی اس بنیاد پر حمایت نہیں کی ہے کہ اس سے چھوٹے دکان داروں کی روٹی روزی پر فرق پڑے گا۔ ہمارا ماننا ہے کہ حکومت کے یہ خدشات درست نہیں ہیں اور غیر ملکی ملٹی برانڈ تجارتی اداروں کو ریٹیل شعبہ میں لانے کے لئے ٹھوس دلائل موجود ہیں۔ غیر ملکی اداروں سے زرعی شعبہ کی کارکردگی پر مثبت اثر پڑے گا۔ اس سے صارفین کو فائدہ ہوگا اور بالائی آمدنی والے گروپ کو فائدہ ہوگا ہی، بالآخر یہ فائدہ کم آمدنی والے طبقات کو بھی ہوگا۔

یہاں دو دلائل قابل غور ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ ریٹیل شعبہ دوہری حیثیت رکھتا ہے۔ ایک طرف بڑی بڑی منظم دکانیں ہیں، دوسری جانب غیر منظم شعبے میں چھوٹے چھوٹے دکاندار ہیں۔ یہاں اس شعبہ کے دو پہلو ان معنوں میں ہیں کہ بڑے اور چھوٹے تاجر دو الگ الگ طبقات ہیں۔ ان کے گاہک بھی الگ الگ ہیں۔ اس کے علاوہ ریٹیل میں ایف ڈی آئی سے کسانوں کی کارکردگی بہتر ہوگی کیوں کہ اندرون ملک وسائل اور ملٹی نیشنل فرموں کی شمولیت کو ملا کر فارمنگ ٹکنالوجی کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

کرانہ دکانوں کو ایف ڈی آئی سے خطرہ: بے بنیاد خدشہ

معیشت کی ترقی میں ایف ڈی آئی کے رول پر کافی تحقیقی کام ہوا ہے۔ (باجپئی اور سچس 2000 لینسنگ اور موریسے 2001)۔ اس بات کا بھی مطالعہ کیا گیا ہے کہ ایف ڈی آئی کے ذریعہ معاشی ترقی میں اس طرح ملتی ہے۔ (میلر 1976 ہنسن 2004)۔ ہندوستان جیسے ملک کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ ایف ڈی آئی سے معیشت کی ترقی بھی ہو اور غریبی کے خاتمہ میں بھی مدد لی جائے۔

بڑے سپر مارکیٹس کا چھوٹے دکانداروں پر جو اثر پڑتا ہے، اس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس میں ملے جلے تاثرات اور خیالات ظاہر کئے گئے ہیں۔ سوبل اور ڈین (2008) کے مطابق امریکہ میں چھوٹے دکانداروں پر وال مارٹ کے آنے کا کوئی دور رس اثر نہیں پڑا۔ سوائے اس کے کہ تجارت میں ادل بدل ہوا اور کچھ معاملات میں توسیع ہوئی اور کچھ کام ختم ہوئے۔ جب کہ

جیا 2008 باسکر 2005 کی رپورٹ کے مطابق چھوٹے دکان داروں کا نقصان ہوا۔ ایگامی (2008) کے مطالعہ کے مطابق سپر مارکیٹ سے بڑے اور میڈیم سائز کے اسٹور ختم ہوجاتے ہیں لیکن چھوٹے اسٹورس پر اس کا فرق نہیں پڑتا اور قیمتوں میں مقابلہ آرائی ہوتی ہے۔ (اینڈرسن وغیرہ 1992 اور پیرلاف اور سیلوف 1985)۔ ایگامی نے صارفین کے مطالبات اور ضرورتوں میں فرق پر نظر ڈالی اور ان کی شاپنگ کی

عادات پر غور کرتے ہوئے تجویز پیش کی کہ جو اسٹور الگ فلور سائز کے ہوتے ہیں، وہ مختلف صافین کو الگ الگ پروڈکٹ فراہم کرتے ہیں۔ بالاسبرامنیم 2013 کے مطابق کم آمدنی والے طبقے لاگت، قیمت اور دسترس نیز اسٹوریج کے سبب عالمی سطح کا سامان نہیں لے سکتے جب کہ اعلی طبقہ ایسا کرسکتا ہے۔ بڑے بڑے سپر مارکیٹ عام طور پر بڑے شہروں کے مضافاتی علاقوں میں ہوتے ہیں کیوں کہ شہر کے قلب میں جگہ کی قلت ہوتی ہے اور کرایے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اہم مقامات پر کرایہ میں گذشتہ تین برس میں 50 فی صد تک اضافہ ہوا ہے اور یہ کرایہ کی عالمی شرحوں سے 400-300 پوائنٹس زیادہ ہیں۔ کرایہ ریٹیل اسٹور میں لاگت کا 40 فی صد ہوتا ہے۔ (ڈیلائٹ 2013)۔ عام طور پر کم آمدنی والا طبقہ سپر مارکیٹ تک جانے کے اخراجات نہیں برداشت کرے گا اور وہ اپنے پڑوس کی چھوٹی موٹی دکانوں سے اپنی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرے گا۔ چاہے یہ کرانہ اسٹور ہوں یا سبزی والے۔ یہ صحیح ہے کہ ہندوستان میں مڈل کلاس ابھر رہا ہے لیکن یہ کل آبادی کے محض 30 فی صد سے بھی کم ہے۔ (ڈیوشے بینک 2010) جب کہ 21.9 فی صد آبادی خط افلاس سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ (منصوبہ بندی کمیشن 2012) اس طرح منظم اور غیر منظم دونوں شعبے ساتھ ساتھ رہ سکتے ہیں اور الگ الگ قسم کے صارفین کی ضروریات کی تکمیل کرسکتے ہیں۔

کوہلی اور بھاگوتی (2011) کے مطالعہ کے مطابق بڑے دکانداروں یا اسٹورس کے آنے سے چھوٹے دکاندار کا نقصان نہیں ہوتا۔ چھوٹی دکانیں اکثر گھر میں چلائی جاتی ہیں۔ یہ دکانیں کم لاگت پر کاروبار کرتی ہیں اور ایک خاص حلقہ کی ضروریات پوری کرتی ہیں۔ یہ قرضے پر سامان بھی دیتی ہیں اور سامان کی واپسی میں بھی دشواری نہیں پیدا کرتیں۔ ایسے دکاندار صارفین کو ان کی ضروریات سے متعلق مشورہ بھی دیتے ہیں۔ پرہلاد (2008) کے مطابق غریب طبقہ کم مقدار میں بار بار سامان خریدتا ہے کیوں کہ ان کے پاس پیسہ بھی کم ہے اور گھر میں سامان کا ذخیرہ کرنے کی سہولت بھی کم ہوتی ہے۔ اس لئے چھوٹی دکانیں ان کی روزمرہ کی ضروریات کی تکمیل کرتی ہیں۔ صارفین کو اس بات کی آزادی ہوتی ہے کہ وہ قریب کی دکانوں اور سبزی منڈی سے تازہ پھل سبزیاں، دودھ وغیرہ خرید سکیں۔ کوہلی اور بھاگوتی 2011 کی تجویز کے مطابق یہ ہندوستان کا رجحان ہے اور عنقریب اس میں تبدیلی کا امکان نہیں ہے۔ مشترکہ خاندان میں گھر کے بڑے سامان خریدتے ہیں جو اکثر ریٹائرڈ لوگ ہوتے ہیں، وہ آس پاس کے بازاروں میں اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں اور اپنے ہم عمروں اور دوستوں کے ساتھ ملاقات بھی کرتے ہیں۔ اس طرح کی چھوٹی دکانیں گھروں پر سامان بھجوانے کی سہولت بھی دیتی ہیں۔ یہ سہولت صارفین کے لئے بڑی نعمت ہوتی ہے۔

ریٹیل ایف ڈی آئی کسانوں کے لئے بہتری اور اکویٹی کا ذریعہ

ہندوستان میں ایف ڈی آئی پر بحث کا زیادہ تر حصہ اس بات سے متعلق ہے کہ اس کا کرانہ اسٹوروں پر کیا اثر پڑے گا۔ مندرجہ بالا امور کے پیش نظر یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اہم مسئلہ غیر ملکی فرموں کا کسانوں کی بھلائی کرنا ہے جن کا اس وقت ریاستی حکومتوں کی منڈیوں میں بچولیوں کے ذریعے استحصال ہو رہا ہے۔ یہ منڈیاں کسانوں کی مدد کرنے کے بجائے ان کے لئے نقصاندہ ثابت ہو رہی ہیں۔ اس بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے کہ ایف ڈی آئی کا غربت سے کیا تعلق ہے۔ (ایرن 1999 بینسٹر 2001)۔ لیکن اس بارے میں کم لکھا گیا ہے کہ ایف ڈی آئی کس طرح دیہی علاقوں میں غریبوں تک پہنچ سکتا ہے۔ اس سلسلے میں پرہلاد کا کام مستثنیات میں سے ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ غیر ملکی تجارتی ادارے بھی غریب صارفین تک پہنچ سکتے ہیں۔ یہ ادارے غریب کسانوں کی پیداوار میں ان کی مدد کرسکتے ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں پیسہ کمانے آتی ہیں اور غریبی دور کرنے جیسی سماجی ذمہ داریوں سے ان کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ یہ بات صحیح بھی ہے تو بھی یہ کمپنیاں منافع کمانے کے ساتھ ساتھ سماجی مقاصد کی بھی تکمیل کرسکتی ہیں۔ ہندوستان میں لاکھوں لوگ دیہات میں رہ رہے ہیں اور وہ غریبی کی

زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی ضروریات کی اشیاء کا مارکیٹ غیر ملکی تجارتی ادارے لے سکتے ہیں۔ غیر ملکی ادارے کم آمدنی والے صارفین کے ساتھ خود کو جوڑ سکتے ہیں اور ان کی ضروریات پر غور کر سکتے ہیں۔ کسانوں کو صحیح ٹکنالوجی بیج اور کیمیاوی کھاد فراہم کر کے کسانوں کے منافع میں اضافہ اور ان کی فلاح و بہبود میں مدد دے سکتے ہیں۔ آج انفارمیشن کے دور میں انٹرنیٹ اور دوسرے طریقوں سے غیر ملکی ادارے کسانوں کو بیج اور کھاد کی جانکاری دے سکتے ہیں۔ سلائڈ شو اور ڈاکیومنٹری سے بھی کسانوں کی مدد کی جاسکتی ہے۔ ہندوستان میں ہندوستان لیور اور پیپسی کو جیسی کمپنیاں کم آمدنی والے کسانوں سے تعاون کرتی ہیں۔

اختتامیہ

اس مقالہ میں ریٹیل کے شعبہ میں ایف ڈی آئی پر ہونے والی بحث کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ بات بے بنیاد معلوم ہوتی ہے کہ بڑے بڑے اسٹوروں کے آنے سے چھوٹے دکاندار کاروبار سے باہر ہوجائیں گے۔ ہندوستان میں بازار کی دو شکلیں ہیں۔ ایک طرف درمیانہ اور چھوٹا طبقہ ہے جو چھوٹی دکانوں سے اپنی ضروریات کی تکمیل کرتا ہے۔ جب کہ رئیس طبقہ سپر اسٹور میں جاتا ہے۔ ان دونوں کے بیچ کوئی مقابلہ نہیں ہے اور سپر مارکیٹ چھوٹی دکانوں کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہیں۔ اس مقالہ میں تجویز یہ ہے کہ غیر ملکی تجارتی ادارے ٹکنالوجی اور علم کا ذریعہ بن سکتے ہیں اور کسانوں کو ان کی پیداوار کے لئے اچھا بازار فراہم کر سکتے ہیں۔

☆☆☆

نائب صدر جمہوریہ نے ساتویں ایشیائی معاشی سربراہ کانفرنس کا افتتاح کیا

☆ نائب صدر جمہوریہ جناب ایم حامد انصاری نے ترقی پذیر ممالک کے لئے ریسرچ اور معلوماتی نظام کی جانب سے منعقدہ ساتویں جنوب ایشیائی معاشی سربراہ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سارک ممالک کے رہنما علاقائی یکجہتی کے لئے معاشی تعاون بڑھانے کی ضرورت پر زور دے رہے ہیں ۔ 2011 میں مالدیپ میں منعقدہ سارک ملکوں کے سربراہوں کی 17 ویں کانفرنس میں جنوب ایشیا کے لیڈروں نے جنوب ایشیا کی اقتصادی یونین کے مقاصد اور عناصر سمیت جنوب ایشیا کی مستقبل کی ترقی کی سوچ پر کام کرنے کی ضرورت کے بارے میں اظہار خیال کیا تھا۔ البتہ یہاں ترقی پذیر ملکوں کے لئے ریسرچ اور معلوماتی نظام کی جانب سے منعقدہ ساتویں جنوب ایشیائی معاشی سربراہ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ اس سلسلے میں دانشوروں کو حکومتوں کے آگے جانا ہوگا اور نئے نظریات پیدا کرنے ہوں گے اور ممکنہ طور طریقے تلاش کرنے ہوں گے۔ اسی لئے ہی علاقائی ملکوں کی اس سربراہ کانفرنس میں اس موضوع پر توجہ دی جارہی ہے جو ایک اچھی پہل ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنوب ایشیا میں بین علاقائی تجارت اس وقت سے دوگنی ہوگئی ہے جب سے اس خطے نے جنوب ایشیائی آزاد تجارتی علاقے (سیفٹا) سے متعلق سمجھوتے کو نافذ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بین علاقائی برآمدات 2006 میں 10 ارب امریکی ڈالر تھی جو بڑھ کر 2013 میں تقریباً 22 ارب امریکی ڈالر ہوگئی ہیں اور امید ہے کہ جنوب ایشیا 2016 تک خاطر خواہ محصول میں کٹوتی کا نشانہ حاصل کرلے گا کیونکہ جنوب ایشیا میں آزاد تجارتی علاقے سے متعلق معاہدے کے نفاذ سے مزید پیش رفت ہوئی ہے۔ نائب صدر نے کہا کہ سارک کو یوروپی یونین اور آسیان جیسے دیگر اداروں کے تجربات سے فائدہ پہنچے گا اور جنوب ایشیائی معاشی یونین (ایس اے ای او) کا قیام علاقائی تعاون کی کوششوں میں ایک سنگ میل ثابت ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں بیشتر خطے وسیع معاشی یک جہتی کی جانب بڑھ رہے ہیں جبکہ جنوب ایشیا ابھی اس سمت میں پیچھے ہے۔

آبی وسائل کی وزارت کے سرکاری فیس بک پیج کا آغاز

☆ آبی وسائل دریاؤں کے فروغ وترقی اور دریائے گنگا کی صفائی اور بحالی کی وزارت نے سوشل میڈیا سے رابطے کی کوششوں میں اضافہ کرتے ہوئے اپنے فیس بک کے سرکاری پیج کا آغاز کیا۔ فیس بک کے اس پیج کا آغاز آبی وسائل، دریاؤں کے فروغ وترقی اور دریائے گنگا کی صفائی اور بحالی کے محکمے کے نو منتخب وزیر مملکت جناب سانور لال جاٹ نے کیا۔ اس موقع پر اپنی تقریر میں وزیر موصوف نے اس توقع کا اظہار کیا کہ اس فیس بک پیج کی لانچ کئے جانے سے ان کی وزارت کے پروگرام اور پالیسیوں تک عوام کے ایک بڑے حلقے کی رسائی ممکن ہو سکے گی۔ انہوں نے کہا کہ پانی کا زیادہ سے زیادہ مفید مطلب استعمال انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ خشک سالی اور سیلاب کی آفات سے مسلسل دوچار ہندوستان جیسے ملک میں پانی کی اہمیت وافادیت اپنے آپ میں انتہائی مسلّم ہے۔ اس موقع پر آبی وسائل دریاؤں کے فروغ وترقی اور گنگا ندی کی صفائی اور بحالی کے محکمے کی وزیر مملکت محترمہ اوما بھارتی بھی موجود تھیں۔ انہوں نے پروفیسر سانور لال جاٹ کو اپنی وزارت کے سینئر افسران سے متعارف کرانے کے بعد امید ظاہر کی کہ پروفیسر جاٹ کا تجربہ لمبے عرصے تک راجستھان کے وزیر آبپاشی کے منصب پر فائز رہنے کے سبب آبی وسائل کی وزارت کے لئے انتہائی سودمند ثابت ہوگا۔

☆☆☆

دیونا تھن

تفرقہ انگیز اختراع اور متصل امکان

اس مختصر سے مضمون میں، میں نے تفرقہ انگیز اختراعات کے معاملے پر بحث کی ہے اور اسے ٹکنالوجیکل نظام کے ارتقا کے سیاق و سباق میں پیش کیا ہے۔

ایک تفرقہ انگیز اختراع کیا ہے؟ یہ وہ ہے جو لازمی طور سے ایک نئی مصنوعات ہوئے بغیر مثلاً ایک نئی اور کم قیمت کا نکتہ پیدا کر کے موجودہ مارکیٹ میں تفرقہ پیدا کرتی ہے۔ یہ وہ ہوگی جسے ایک 'کم اختتامی تفریقہ' کا نام دیا گیا ہے جو ان گاہکوں کو نشانہ بناتی ہے' جو اعلیٰ اختتامی مصنوعات کا حصہ نہیں ہیں۔ عام طور سے تفرقہ انگیز اختراعات ٹکنالوجی کے لحاظ سے سیدھے سادے' آف دی شیلف اجزا پر مشتمل تھیں جنہیں مصنوعات کے ایک طرز تیاری میں ایک ساتھ جوڑا گیا تھا جو اس سے پہلے کے طریقوں کے مقابلے میں اکثر سادہ تر تھا۔ انہوں نے اس سے کم کی پیش کش کی تھی جو مسلمہ مارکیٹوں میں گاہک چاہتے تھے اور اس طرح وہاں شاذو نادر ابتدائی طور سے استعمال کی جاسکتی تھی۔ انہوں نے خصوصیات کے ایک مختلف پیکیج کی پیش کش کی تھی' جس کی قدر و قیمت صرف ابھرتی ہوئی مارکیٹوں میں لگائی گئی تھی جو اصل دھارے سے دور اور اس کے لئے غیر اہم تھیں"۔

تفرقہ انگیز اختراع کی ایک مستند مثال ہندوستانی ادویہ ساز کمپنیوں کی جنسی ادویہ کی تیاری کی ہے۔ برعکس انجینئر نگ اور عمل پر مبنی لیکن مصنوعات کی اختراعات پر نہیں' اسے ابتدائی طور سے ہندوستانی پیٹنٹ قانون کے ذریعہ فروغ دیا گیا تھا جس نے عمل کا اہتمام کیا تھا لیکن مصنوعات کے پیٹنٹوں کا نہیں۔ لیکن ڈبلیو ٹی او کے بعد ہندوستانی پیٹنٹ قانون کو ٹی آر آئی پی ایس کے مطابق بنایا جاچکا ہے۔ اس کے باوجود بھی ہندوستانی ادویہ ساز کمپنیوں نے مصنوعات کی جنسی ادویاتی نقلیں تیار کرنے کا سلسلہ جاری رکھا ہے جن کا پیٹنٹ حسب معمول بیس سالہ تحفظ کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ کم اور درمیانہ آمدنی والی معیشتوں کی ترقی پذیر دنیا میں صحت عامہ کی ضروریات کی ملحوظ رکھنے کے سلسلے میں ڈبلیو ٹی او کو مجبور کر دیئے جانے کی وجہ سے جنسی ادویہ کے سلسلے میں بین اقوامی تجارت کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ مستند تفرقہ انگیز انداز میں جنسی ادویہ جو ابتدائی طور سے کم آمدنی والی مارکیٹوں کے لئے نشانہ شدہ تھیں' اب زیادہ آمدنی والی مارکیٹوں بھی پھیل گئی ہیں جہاں طبی دیکھ بھال کے بڑھتے ہوئے اخراجات کو کم کرنے کے لئے پرزور کوشش کی جارہی ہے۔

نتیجتاً دور دراز مارکیٹوں سے جو اصل دھارے کے لئے غیر اہم ہیں' جنسی ادویہ کو اب زیادہ آمدنی والے ممالک کے طبی دیکھ بھال کے نظاموں میں ثابت قدمی سے قائم کیا جاتا ہے۔ جنسی ادویہ کی امریکہ کی تقریباً 40 فی صد درآمدات ہندوستانی کمپنیوں سے موصول ہوتی ہیں۔ ادویہ کی مارکیٹوں میں ہندوستان کی تفرقہ انگیز اختراع کی اہمیت کا ایک اقدام اس دوا کی جنسی نقلوں کے لئے ہندوستانی کمپنیوں کے ساتھ معاہدہ کرنے کے سلسلے میں ایک امریکی دواساز کمپنی کا حالیہ اقدام ہے۔ یہ معاملہ اس صورت میں بھی کیا جارہا ہے جب کہ اصل دوا پیٹنٹ کے تحفظ کے تحت ہے۔ ہپاٹائیٹس سی کا علاج کرنے کے کے لئے یہ دوا ترقی پذیر دنیا میں صحت عامہ کے لئے واضح اہمیت کی حامل ہے۔ اس معاہدے کی وجہ سے یہ دوا جس کی ایک گولی کی قیمت زیادہ آمدنی والے ملکوں میں تقریباً 1000 ڈالر ہے' کم آمدنی والے ملکوں میں ایک گولی ایک ڈالر میں دستیاب ہوگی۔ اس معاہدے کے ذریعے امریکی کمپنی کمی آمدنی والے ملکوں میں بہت کم زائد رقم قبول کرتے ہوئے زیادہ آمدنی والے ملکوں میں زیادہ رقم والی اپنی مارکیٹ کا تحفظ کرنے کی امید کرے گی۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ جنسی ادویات کے ذریعے ادویہ کی مارکیٹ کا تفرقہ اہمیت کا حامل ہے جسے مغرب کی بڑی ادویہ ساز کمپنیاں اپنی کاروباری حکمت عملیوں میں اہمیت دے

مضمون نگار نئی دہلی میں واقع انسانی ترقی کے ادارے میں پروفیسر نیز امریکہ کی ڈیوک یونیورسٹی میں مہمان ریسرچ فیلو ہیں۔

رہی ہیں۔

جنسی ادویہ نے ثابت کیا ہے کہ وہ تفرقہ انگیز اختراع کا ایک بہترین معاملہ ہیں۔ وہ عملی قسم کی ٹکنولوجیکل اختراعات ہیں نہ کہ نئی مصنوعات۔ لیکن مسلمہ مصنوعات تیار کرنے کے لئے نئے عمل ضرور ہیں۔ دیگر ہندوستانی عملی اختراعات بھی ہیں جو ابھی تفرقہ انگیز نہیں ہیں لیکن ایسی بن سکتی ہیں۔ مریخ کا مشن محض اس وجہ سے کم اخراجاتی نہیں تھا کہ زیادہ آمدنی والے ملکوں کے سائنس دانوں اور انجینئروں کے مقابلے میں ہندوستانی سائنس دانوں اور انجینئروں پر کم خرچ آیا تھا۔ یہ بتایا جاتا ہے کہ اس میں ایک اہم عملی اختراع بھی شامل تھا جس کی وجہ سے مریخ کے مدار میں منگل یان لے جانے کے لئے درکار راکٹ کا سائز کم ہوگیا تھا۔ ہندوستان کے پاس ابھی اتنا طاقت ور راکٹ نہیں ہے جتنا کہ امریکی، روسی یا چینی راکٹ ہیں، لہٰذا آئی ایس آر او نے جو کیا تھا، وہ یہ تھا کہ اس نے اس رفتار کو پکڑنے کے لئے جو کہ ایک زیادہ طاقت ور راکٹ پیدا کر لیتا ہے۔ اس راکٹ کو زمین کے اطراف مدار میں ڈال دیا تھا۔ جیسا کہ ایک اور سیاق و سباق میں جی ای۔ ہیلتھ کیئر کے سی ای او ٹیری بریسینہم نے کہا تھا ''رکاوٹ اور مجبوری کم خرچ اختراع کی ماں ہے''۔ دیہی علاقوں میں بجلی کی رکاوٹ اور گرد آلود حالات کی وجہ سے آئی آئی ٹی نے اسپرنگ کی بجائے نوٹس کی گریویٹی لوڈنگ کا استعمال کرتے ہوئے ایک اے ٹی ایم از سر نو وضع کیا تھا۔ اس سے بجلی کی کھپت میں 95 فی صد کی کمی آئی تھی اور ایئر کنڈیشننگ کی ضرورت بھی ختم ہوگئی تھی۔

اس طرح کی عملی اختراعات کو ٹکنولوجیکل ارتقا کے ڈھانچے کے اندر کیسے واقع کیا جاسکتا ہے؟ اس طرح کے ایک ارتقائی ڈھانچے سے یہ دیکھنے میں مدد ملتی ہے کہ ہندوستان کی موجودہ اختراعی طاقت کہاں موجود ہے۔

ہندوستانی عملی اختراعات واقع کرنا

ٹکنالوجیکل اختراعات فی الواقع موجود تکنیکوں کے سلسلے کی توسیع کرتی ہیں۔ اختراع حقیقی کی اس میں توسیع کرتی ہے جسے اسٹوارٹ کاف مین نے 'متصل امکان' کا نام دیا ہے۔ حیاتیاتی لحاظ سے جس میں انہوں نے اس اصطلاح کی اصل میں توضیح کی ہے، متصل امکان ''ان سالماتی اقسام کا ایک مجموعہ ہے جو حقیقی سے ایک رد عمل قدم دور ہیں لیکن ابھی موجود نہیں ہیں''۔

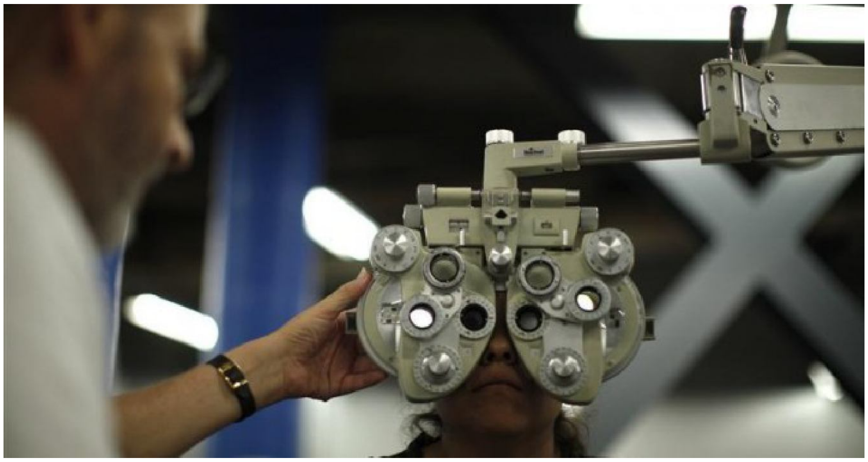

اقتصادی لحاظ سے حقیقی ان تکنیکوں کا مجموعہ ہے جو موجود ہیں۔ تکنیکوں کا ایک اور مجموعہ بھی ہے، وہ تکنیکی جو موجود نہیں ہیں لیکن معلومات کے موجودہ مجموعے کے ساتھ قابل عمل ہیں۔ جیسا کہ جیول موکیئر نے معلومات اور تکنیک کے درمیان تعلق کی خاصیت بیان کی ہیں''۔ قابل عمل تکنیکوں کے مجموعے کے لئے مفید معلومات کے مجموعے سے لائحہ عمل بنانا ٹکنالوجی کے کسی ارتقائی نمونے کے مرکزی نظریات میں سے ایک نظریہ ہونا چاہئے''۔

لیکن قابل عمل تکنیکوں کے مجموعے کے علاوہ فی الواقع موجودہ تکنیکوں کا ایک مجموعہ بھی ہے جسے ہمیں سگما کہنا چاہئے۔ حقیقی تکنیکوں کے مجموعے کو نکال کر قابل عمل تکنیکوں کا سیٹ تب کاف مین کے 'متصل امکان' کے مطابق ہوگا۔ ہم عالمی معیشت کے متصل امکان کی توضیح ان قابل عمل تکنیکوں کا مجموعہ ہونے کے طور پر کر سکتے ہیں جو ابھی موجود نہیں ہیں۔ ظاہری طور سے قابل عمل تکنیکوں کا مجموعہ مفید معلومات کے مجموعے کے ذریعہ رکا ہوا ہے۔ لیکن حقیقی تکنیک قابل عمل تکنیکوں کی جگہ مکمل طور سے پر نہیں کرتی ہیں۔ اس طرح معلومات کی موجودہ صورت حال کے ساتھ بھی 'متصل امکان' میں معیشت کی توسیع کی اجازت دی گئی ہے۔

لیکن جو چیز متصل امکان میں اس اقدام کا تعین کرتی ہے، وہ اس بات کا بھی تعین کرتی ہے کہ کون سی قابل عمل تکنیک اختیار کی جائے گی؟ یہاں دو گنا تعین حدود ہے۔ ابتدائی طور سے ماہر ٹکنالوجی اور کمپنی کی رکاوٹ ہے کہ کیا کام کرے گا اور کیا قابل فروخت ہوگا لیکن بالآخر اس بات کا مارکیٹ تعین ہے کہ کون سی قابل عمل تکنیک فی الواقع مارکیٹوں میں خود اپنی اہمیت رکھتی ہیں۔

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ حقیقی سے متصل امکان کے لئے اقدام بے تکے نہیں ہیں۔ اس کا انحصار مارکیٹ عناصر کے سلسلے میں ضروریات اور مواقع کی ان کے ادراک کی بنیاد پر اختراع کاروں اور کمپنیوں کے فیصلوں پر ہے۔ یہ سیاق وسباق پر بہت منحصر ہے۔ یہ ایک مارکیٹ سے دوسری مارکیٹ خاص طور سے زیادہ قدر و قیمت والی مارکیٹوں سے کم قدر و قیمت والی مارکیٹوں کے لئے مختلف بھی ہوسکتی ہیں۔ زیادہ قدر و قیمت والی ایک مارکیٹ میں یونٹ قیمت پر توجہ دینا اہم نہیں ہوسکتا ہے۔ ایک مصنوعات کی خصوصیات زیادہ اہم ہوسکتی ہیں۔ لیکن کم قدر و قیمت والی مارکیٹ میں قیمت اور عملی اخراجات کچھ اضافی خصوصیات سے زیادہ اہم ہوسکتے ہیں۔ مارکیٹ کے مختلف جزو (زیادہ قدر و قیمت، کم قدر و قیمت) کے بارے میں ارتقائی لحاظ سے موزونیت کے منظر کے حصوں کے طور پر سوچا جاسکتا ہے۔ نتیجتاً وہ خصوصیات یا تکنیک جو

موزونیت کے منظر کے ایک حصے میں منتخب نہیں ہوئی ہیں، موزونیت کے منظر کے دوسرے حصے میں منتخب ہوسکتی ہیں۔

چناں چہ جس طریقہ میں متصل امکان تک رسائی حاصل کی جاتی ہے، وہ مختلف مارکیٹوں میں کام کرنے والی کمپنیوں کے درمیان مختلف ہوگا۔ ایک او ای سی ڈی مارکیٹ کے لئے مثلاً ایک ایسا ریفریجریٹر تیار کرنا ضروری نہیں ہوگا جو بجلی نہ آنے کی صورت میں بھی کام کرسکتا ہے لیکن وہ دیہی ہندوستان یا دیہی افریقہ کے 'موزونیت کے منظر' میں اہم ہوگا۔ موزونیت کے ان فرق کا مطلب ہے کہ مارکیٹ کے مختلف حصوں میں کام کرنے والی کمپنیاں مختلف طریقوں میں متصل امکان تک رسائی کریں گے۔ متصل امکان کا استعمال کم قدر و قیمت والی مارکیٹ کے حصوں میں کام کرنے والی کمپنیاں بنیادی کاموں کے ساتھ مصنوعات بناتے ہوئے مصنوعات اور کام کاج کے اخراجات دونوں کو کم کرنے کے طریقے معلوم کرنے کے سلسلے میں کریں گی جب کہ زیادہ قدر و قیمت والی مارکیٹ کے حصوں میں کام کرنے والی کمپنیاں وہ خصوصیات تلاش کریں گے جن سے مصنوعات کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوگا۔ اسمارٹ فونوں تک رسائی کے لئے یکسیا ؤمی یا ہندوستانی میکس موبائل اور امریکن ایپل کے درمیان یہ فرق ہے۔

اختراع اور صارفین کا کردار

نئی مصنوعات کی اختراع کے لئے عام طور سے تیار کنندگان اور استعمال کنندگان یا زیادہ صحیح طور سے سرکردہ استعمال کنندگان کے درمیان قریبی اور بار بار تفاعل کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ سرکردہ استعمال کنندگان مثال کے طور پر وہ افراد ہوسکتے ہیں جو پہاڑی سائیکلوں کی سواری ہیں اور جنہیں مختلف علاقوں میں درکار مختلف خوبیوں کا علم ہے یا وہ اشیاء ساز یا تیار کنندگان ہوسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر 'انٹیل' چپ تیار کنندگان باقاعدگی سے سافٹ ویئر تیار کنندگان مثلاً مائیکرو سافٹ اور کمپیوٹر تیار کنندگان دونوں کے ساتھ تفاعل کرتا ہے۔ یہ تفاعل ڈیزائن اور بعد کی مارکیٹنگ دونوں کے لئے لازمی ہے۔

ظاہری طور سے ان معیشتوں کو جن میں مصنوعات تیار کنندگان اور سرکردہ استعمال کنندگان کے درمیان تفاعل زیادہ گھنا ہے، ان معیشتوں کے مقابلے میں جہاں اس طرح کا تفاعل کافی طور سے کم گھنا ہے، نئی مصنوعات تیار کرنے کے لئے بہتر درجہ دیا جاتا ہے۔ اس حساب سے اس بات کا امکان ہے کہ زیادہ سرکردہ استعمال کنندگان والی ترقی یافتہ معیشتیں ابھرتی ہوئی معیشتوں کے مقابلے میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کریں گی۔

بہرحال ابھرتی ہوئی معیشتوں سے کاروبار کی عالمی نوعیت ابھرتی ہوئی معیشت کی کمپنیوں کی ترقی یافتہ مارکیٹ کی ضروریات کی ساتھ رابطے میں رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ انٹرنیٹ کا فروغ' فاصلے کے اثر کو کم کرتے ہوئے تفاعل کو زیادہ گھنا بناتا ہے۔ لیکن یہ توقع کی جائے گی کہ ترقی یافتہ معیشتیں اب بھی اس سلسلے میں ابھرتی ہوئی معیشتوں سے آگے رہیں گی۔ یا اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ اس کو ایک اور انداز میں پیش کرنے کے لئے ترقی یافتہ معیشتوں' او ای سی ڈی معیشتوں سے کمپنیاں ان معیشتوں کی مارکیٹ کی ضروریات کے رابطے میں رہیں گی۔ تحقیق و ترقی کا کام ایک ابھرتی ہوئی معیشت میں بہتر طور سے انجام دیا جاسکتا ہے لیکن یہ کام او ای سی ڈی ملکوں سے ایم این سی کی ماتحت کمپنیوں کے ذریعے ہوگا۔ مثال کے طور پر ہندوستان میں کوریائی سیمسنگ کے کچھ بڑے ریسرچ یونٹ ہیں۔ ان یونٹوں کو اعلیٰ تکنیکی مصنوعات کی تیاری کے کام میں شامل کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے سیمسنگ ایپل کے لئے بڑا حریف بن سکا ہے۔ مثال کے طور پر سیمسنگ کے اسمارٹ فونوں اور ٹیبلیٹوں میں دستیاب کھیل، موسیقی، ریڈر اور سماجی نیٹ ورکنگ ایپس ہندوستانی یونٹوں کے ذریعے تیار کئے جاتے ہیں۔

جہاں زیادہ آمدنی والے گاہکوں کے ساتھ قریبی تفاعل کی ضرورت ہے، متعلقہ ترقی یافتہ معیشتوں کی کارپوریشنوں کو ابھرتی ہوئی معیشتوں کی کارپوریشنوں سے آگے رہنا ہوگا۔ لیکن چوں کہ ابھرتی ہوئی معیشت کی کارپوریشنیں بیشتر یا بہت سی ترقی یافتہ معیشتوں میں خود کام کررہی ہیں، جیسا کہ ہندوستانی آئی ٹی کمپنیوں یا ٹیلی مواصلاتی ساز و سامان کی چینی سپلائی کنندہ ہواوئی کے سلسلے میں یہ بات درست ہے، اس لئے ابھرتی ہوئی معیشتوں کی کارپوریشنیں بھی موجودہ فرق کو کم کرنے کی حالت میں ہیں۔

دوسری طرف مارکیٹ کی اقسام اور موزونیت کے منظر کے درمیان فرق کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ ترقی پذیر کمپنیوں کو کم آمدنی والی مارکیٹوں کے لئے مصنوعات کا ڈیزائن بنانے اور انہیں تیار کرنے کے سلسلے میں برتری حاصل ہوسکتی ہے کیوں کہ انہیں ان مارکیٹوں کا بہتر ادراک ہے۔ لیکن جیسا کہ ایمیلیٹ نے کہا ہے کہ کم آمدنی والی مارکیٹوں کے لئے تیار کردہ مصنوعات زیادہ آمدنی والے ملکوں میں بھی مارکیٹوں پر قبضہ کرنے کے لئے واپس آسکتی ہیں۔ زیادہ آمدنی والے ایک ملک میں مارکیٹ کے سبھی حصے زیادہ آمدنی والی مارکیٹیں نہیں ہیں۔ زیادہ آمدنی والی ملکوں میں کم آمدنی والی مارکیٹیں بھی ہیں۔ نتیجتاً کم قیمت کے اینڈرائیڈ پر مبنی اسمارٹ فون جو ابتدائی طور سے چین اور ہندوستانی میں مارکیٹوں کے لئے تیار کئے گئے تھے، اب امریکہ میں آمدنی والی مارکیٹوں پر قبضہ کررہے ہیں۔ چین کا کم قیمت کا اسمارٹ فون، ایکسیا ؤمی اسمارٹ فون کی مارکیٹ میں تبدیلی لا رہا ہے۔

چناں کہ کم آمدنی زیادہ حجم والی مارکیٹوں میں تحقیق سے ابھرتی ہوئی کفایت شعاری کے لئے تیار کردہ مصنوعات کم آمدنی والے ان ملکوں تک محدود نہیں رہ سکتی ہیں۔ ہندوستان کی جنسی ادویہ نے مصنوعات کو کم آمدنی والی مارکیٹوں سے زیادہ آمدنی والی مارکیٹوں میں لے جانے کے سلسلے میں پہلے ہی راستہ دکھایا دیا ہے، لہٰذا ہندوستان کے لئے ایک اختراعی پالیسی کے ایک اہم جزو میں کفایت شعاری کے ساتھ تیار کردہ مصنوعات کو فروغ دینے پر توجہ دی جانی چاہئے۔ اس کے نتیجے میں اس کے لئے تحقیقی یونٹوں اور کاروباری صنعتوں و اداروں کے درمیان قریبی رابطوں کی ضرورت ہوگی۔

☆☆☆

کیا آپ جانتے ہیں؟

ای انشورنس اکاؤنٹ

ای انشورنس اکاؤنٹ سے مراد الیکٹرانک انشورنس اکاؤنٹ ہے۔ای انشورنس اکاؤنٹ کا مقصد پالیسی ہولڈر کی بیمہ پالیسی کی دستاویزات کو الیکٹرانک شکل میں محفوظ رکھنا ہے۔ پالیسی ہولڈر انٹرنیٹ پر ایک بٹن دبا کر انشورنس پورٹ فولیو تک رسائی قائم کرسکتا ہے۔ ہر ای انشورنس اکاؤنٹ کا الگ اکاؤنٹ نمبر اور الگ لاگن آئی ڈی اور پاس ورڈ ہوتا ہے جس کے ذریعہ الیکٹرانک پالیسی تک آن لائن پہنچا جاسکتا ہے۔نیا ای انشورنس اکاؤنٹ کھولنے کے لئے ای انشورنس اکاؤنٹ فارم بھرنا ہوتا ہے اور فوٹو شناختی کارڈ حالیہ فوٹو کینسل کیا ہوا چیک اور اپنے پتہ کا ثبوت انشورنس ریپازیٹری یا انشورنس کمپنی یا انشورنس ریپازیٹری کے ذریعہ نامزد شخص کو دیا جاسکتا ہے۔ابھی تک آئی آر ڈی اے نے پانچ اداروں کو ای انشورنس اکاؤنٹ کھولنے کے لئے انشورنس ریپازیٹری مقرر کیا ہے۔1۔میسرز این ایس ڈی ایل ڈاٹا بیس مینجمنٹ لمیٹڈ۔2۔میسرز سنٹرل انشورنس ریپازیٹری لمیٹڈ 3۔میسرز ایس ایچ سی آئی ایل پروجیکٹ لمیٹڈ' 4 میسرز کاروی انشورنس لمیٹڈ ریپازیٹری لمیٹڈ' 5۔میسرز سی اے ایم ایس ریپازیٹری سروس لمیٹڈ۔اگر درخواست ہر طرح سے مکمل ہے تو ای انشورنس اکاؤنٹ سات دن کے اندر کھولا جاسکتا ہے۔اکاؤنٹ کھولنے کے بعد ایک ویلکم کٹ دیا جاتا ہے جو اس ای انشورنس اکاؤنٹ کو رکھنے کے طریقے بتاتا ہے۔

الیکٹرانک انشورنس اکاؤنٹ کے بہت سے فائدے ہیں۔اس سے انشورنس پالیسیاں الیکٹرانک شکل اختیار کرلیتی ہیں۔نیا اکاؤنٹ کھولنے کے لئے نہ کوئی قیمت ہے نہ لاگت۔پالیسی کے کاغذات کے کھونے یا خراب ہوجانے کا بھی خطرہ نہیں ہے۔ایسی بیمہ پالیسی محفوظ رہتی ہے۔آپ جب چاہیں اسے ڈاؤن لوڈ کرسکتے ہیں۔اگر آپ چاہیں تو لائف' صحت' جنرل اور اینوئیٹی پالیسیاں (اگر وہ آئی آر ڈی اے سے منظور شدہ کمپنیوں کی جاری کردہ ہیں) تو انہیں ایک واحد ای انشورنس اکاؤنٹ کے تحت رکھا جاسکتا ہے اور اس ایک اکاؤنٹ میں تمام پالیسیوں کی تفصیل آجاتی ہے۔اگر اس طرح کا کھاتہ کھول لیا جائے تو بار بار پالیسی کراتے وقت اپنی نجی تفصیلات دینا ضروری نہیں ہے۔ مرتب: واٹیکا چندرا

صدر کا این آئی ٹی، اروناچل پردیش کے جلسۂ تقسیم اسناد سے خطاب

☆صدر جمہوریہ جناب پرنب مکھرجی نے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی (این آئی ٹی) اروناچل پردیش کے پہلے جلسۂ تقسیم اسناد سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس ادارہ نے 2010 میں اپنے قیام کے بعد سے آج ایک بڑا سنگ میل طے کیا ہے کیونکہ اس ادارہ کے پہلے بیچ کے طلبا کو ڈگریاں دی جارہی ہیں۔انہوں نے ڈگری حاصل کرنے والوں کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ اب آپ اپنے اکیڈمک ادارے سے باہر قدم رکھنے کیلئے تیار ہیں مجھے امید ہے کہ آپ نے یہاں جو کچھ سیکھا ہے اس کا بہترین استعمال کریں۔یاد رکھیں کہ آپ کو زندگی کے ہر مرحلے میں کچھ سیکھنے کا موقع میسر ہے لہذا اس موقع کو ضائع نہ ہونے دیں۔صدر جمہوریہ نے مہاتما گاندھی کا ایک قول نقل کرتے ہوئے کہا کہ زندگی ایسے گزاریں جیسے آپ کل ہی فوت ہونے والے ہیں اور سیکھیں ایسے جیسے آپ کو ہمیشہ جینا ہے۔صدر نے طلبا سے کہا کہ آپ ملک کی سائنسی افرادی قوت کا ایک حصہ بننے جارہے ہیں جس کا ہمارے ترقیاتی خاکے میں بنیادی رول ہے۔یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ ملک کی شرح نمو اور صنعتی ترقی کو درپیش چیلنجوں سے نمٹنے کیلئے آپ اپنا تعاون دیں۔صدر جمہوریہ نے کہا کہ ہمارے انجینئرنگ اداروں بالخصوص آئی آئی ٹی اور این آئی ٹی کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے افراد تیار کریں جو سماجی طور پر حساس اور پیشہ وارانہ طور پر باصلاحیت ہوں جو ہندوستان کی امیدوں اور توقعات کو نئی بلندیوں تک پہنچا سکیں۔صدر موصوف نے کہا کہ ہمارے اعلی تعلیم کے اداروں کو بشمول این آئی ٹیز کو تعلیمی میدان کے علاوہ سماجی میدان میں بھی بڑا رول ادا کرنا ہے تاکہ ان علاقوں کی ترقی ہوسکے جن علاقوں میں یہ ادارے قائم ہیں۔انہوں نے ان اداروں سے سانسد آدرش گرام یوجنا کی طرح ہی پانچ گاؤں کی ذمہ داری اپنے اوپر لینے کی اپیل کی۔صدر جمہوریہ نے کہا کہ ملک میں انجینئرنگ تعلیم کی بڑھتی ضرورتوں کی تکمیل کیلئے حالیہ برسوں میں بڑی تعداد میں انجینئرنگ ادارے قائم کئے گئے لیکن جیسے جیسے ان کی تعداد بڑھتی گئی ان کے معیار میں گراوٹ آئی ہے۔انہوں نے کہا کہ اگرچہ ہمارے یہاں اب بھی چند شہرت کے حامل انجینئرنگ ادارے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ بین الاقوامی معیار کے مقابلے میں بہت پیچھے ہیں۔انہوں نے کہا کہ ریٹنگ میں اپنائے جانے والے طریقہ کار میں جہاں اصلاح کی ضرورت ہے وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ بڑی تعداد میں تعلیمی اداروں کے معیار میں جو گراوٹ آئی ہے انہیں روکا جائے۔ان کالجوں کے معیار میں بہتری لانے کیلئے صدر جمہوریہ انہیں عالم معیار کے انجینئرنگ اداروں سے اشتراک کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ انہیں اپنے یہاں کے ان فارغ التحصیل افراد سے جنہوں نے اپنے منتخب شعبے میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے، سے رابطے کیلئے ایک میکانزم تیار کرنے کا مشورہ بھی دیا۔اپنی تقریر کے اختتام سے پہلے صدر جمہوریہ نے اس بات پر بھی زور دیا کہ ہمارے تعلیمی اداروں بالخصوص تکنیکی اداروں کو اپنے طلبا کے اندر سائنسی مزاج پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

انوپ کمار ستپتھی/کلائی یاراسن اے

غیر رسمی معیشت کا فروغ

رسمی بنانے کے سلسلے میں حکمت عملی کے عناصر

ہندوستان میں غیر رسمی معیشت کافی مختلف الاوصاف اور مختلف العناصر نیز گوناگوں ہے۔ غیر رسمی معیشت کے کارکنوں او ریونٹوں کا مختلف الاوصاف اورمختلف العناصرنیز گوناگوں ہے۔ غیر رسمی معیشت کے کارکنوں اور یونٹوں کا مختلف الاوصاف اورمختلف العناصر ہونی نیزان کی گوناگونی کام پر بنیادی اصولوں اور حقوق کا احترام کرتے ہوئے ایک تراشیدہ نظریے کی متضاضی ہے۔

غیر رسمی معیشت میں عالمی ورک فورس کے تقریباً نصف حصے کی کھپت ہوتی ہے اور ہندوستان اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔کل ورک فورس کے تقریباً 93فی صد حصے کی وجہ سے نیز قومی آمدنی میں 50فی صد حصے کا تعاون کرنے کی وجہ سے اسے ہندوستانی لیبر مارکیٹ میں پہلے سے ہی نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ابتدائی طور معیشت ہندوستان میں اقتصادی زندگی کی پرچیلنج حقیقت بنی ہوئی ہے۔کام کرنے کے عمل کو غیر رسمی بنانا صرف غیر رسمی شعبے تک محدود نہیں ہے۔ عالم کاری اور گھریلو اقتصادی تشکیل نو کے دور میں غیر رسمی بنانا بھی رسمی شعبے کا ایک لازمی جزو بن گیا ہے۔

قومی معیشت کے لئے اس کے غیر معمولی تعاون

سے یہ توقع کی گئی تھی کہ جیسا کہ اقتصادی سرگرمی کی گونا گونی ہورہی ہے' معیشت صرف زراعت پر مبنی ہونے کی بجائے ایسی غیر رسمی سرگرمی پر بھی مبنی ہوجائے گی جو جدید ٹکنالوجی نیز نئ غیر شخصی تنظیمی شکلوں پر مبنی ہے۔اس طرح کی تبدیلی کا نتیجہ بڑے پیمانے کے پیداواری ڈھانچے نیز پیداواریت میں اضافے کی صورت میں نکلتا ہے۔لیکن کاروبار کی رفتار ٹکنالوجیوں اور روایتی شکل کے مسلسل برقرار رہنے سے صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ غیر رسمی کے باوجود معقول کام کی کمیوں کو غیر رسمی معیشت میں سب سے زیادہ بیان کیا جاتا ہے۔اگرچہ اچھی حکمرانی کا فقدان غیر رسمی معیشت کے برقرار رہنے اور تسلسل کی وجوہات میں سے ایک وجہ ہوسکتی ہے لیکن روزی روٹی کے لئے کنبے پر مبنی سرگرمیوں پر بہت زیادہ انحصار : اداروں اور صنعتوں نیز کارکنوں کا جغرافیائی پھیلاؤ' فی ادارہ یا صنعت روزگار کے مواقع کی کم شرح' غیر رسمی کارکنوں میں تعلیم اور ہنر کی کم بنیاد' کنبے کے غیر ادائیگی والے کارکنوں

مضمون نگار بالترتیب نوئیدہ میں واقع وی وی گری نیشنل لیبر انسٹی ٹیوٹ نیز نئ دہلی میں واقع لیبر اکونومکس ریسرچ اور ڈیولپمنٹ کے قومی ادارے سے وابستہ ہیں۔

کی بڑی تعداد نیز غیر رسمی کارکنوں کے دستیاب نہ ہونے جیسی دیگر اہم ڈھانچہ جاتی وجوہات کو نظرانداز نہیں کیا جانا چاہئے' لہٰذا رسمی بنانے کے سلسلے میں پیش رفت معقول کام حاصل کرنے میں مرکزی اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ یہ سب صرف ایک مربوط اور جامع حکمت عملی وضع کر کے واقع ہوسکتا ہے۔

اس پس منظر کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس مضمون میں تین کلیدی امور یعنی غیر رسمی معیشت سے متعلق توضیحی پہلوؤں' غیر رسمی روزگار کے سائز اور اس کی خصوصیات نیز آخر میں رسمی بنانے کے سلسلے میں ایک مربوط اور جامع حکمت عملی کے بیرونی اجزا کے بارے میں تبادلہ خیالات کیا گیا ہے۔

غیر رسمی معیشت کی توضیح

اگرچہ گذشت چار دہوں سے غیر رسمی معیشت کے نظریے کو وسیع پیمانے پر استعمال کیا گیا ہے' لیکن اس کے صحیح معنی اب بھی ہمیں معلوم نہیں ہیں نیز یہ ہمیشہ بہت زیادہ بحث مباحثے کا ایک موضوع رہا ہے۔ اس سے پہلے کسی معیاری توضیح کی عدم موجودگی میں' امکان' احاطے اور عملی توضیحات میں فرق ہونے کی وجہ سے غیر رسمی معیشت کے سائز میں ملکوں میں اور ان کے اندر نمایاں فرق رہا ہے۔ حالیہ برسوں میں غیر رسمی معیشت کے بے مثل فروغ نیز توضیحی اور اعداد وشمار جمع کرنے کے موجودہ طریقوں میں خامیوں نے بین اقوامی اور قومی دونوں سطح پر اعداد وشمار جمع کرنے کے طریقوں کا جائزہ لینے اور انہیں منظّم کرنے کی ضرورت کو اجاگر کیا ہے۔

غیر رسمی شعبے کی توضیح کرنے کے سلسلے میں پہلا بین اقوامی اقدام 1993 میں لیبر سے متعلق ماہرین اعداد و شمار کی پندرہویں بین اقوامی کانفرنس (آئی سی ایل ایس) نے کیا تھا۔ آئی سی ایل ایس نے پیداواری یونٹ کی خصوصیات کے لحاظ سے غیر رسمی شعبے کی توضیح کی تھی (صنعت یا ادارے کا نظریہ)۔ اس نے پیداواری یونٹوں کے ایک ایسے گروپ پر مشتمل کے طور پر اس شعبے کی توضیح کی تھی جو ایسی گھریلو صنعتوں کے طور پر گھریلو شعبے کا ایک حصہ بنتا ہے' جو روزگار اور آمدنی پیدا کرنے کے بنیادی مقصد سے سامان اور خدمات کی پیدوار کرتی ہیں۔ لیکن پندرہویں آئی سی ایل ایس کی توضیح کو محدود سمجھا گیا تھا کیوں کہ اس میں ان کی خصوصیات پر غور نہیں کیا گیا تھا جنہیں اس میں مصروف کار کیا جاتا ہے۔ (کارکنوں کا نظریہ)۔ دیگر الفاظ میں اس توضیح میں پیداواری تعلقات کو ملحوظ رکھا گیا تھا اور اس میں روزگاری تعلقات سے متعلق مختلف جہتوں کا احاطہ نہیں کیا گیا تھا۔ اگرچہ پندرہویں آئی سی ایل ایس کی توضیح کی اب بھی کچھ موزونیت ہے تاہم یہ غیر رسمی ہونے اور غیر رسمی بنانے کی ان مختلف شکلوں کو گرفت میں نہیں لے سکی ہے' جو عالمی مقابلے نیز اطلاعاتی اور مواصلاتی ٹکنالوجی کے انقلاب کی وجہ سے دنیا کے مختلف حصوں میں اس وقت سے اہمیت حاصل کر چکی ہیں۔ غیر رسمی ہونے کی تمام شکلوں کو گرفت میں لینے کے لئے 2003 میں 17 ویں آئی سی ایل ایس نے غیر رسمی معیشت کی اصطلاح وضع کی تھی' جو غیر رسمی شعبے کے نظریے سے وسیع تر ہے نیز اس کا استعمال پیداواری تعلقات اور روزگاری تعلقات دونوں کا احاطہ کرنے والی غیر رسمیت کے نظریے کو ظاہر کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ غیر رسمی معیشت کی اصطلاح غیر رسمی شعبے' رسمی شعبے اور گھریلو شعبے میں تمام غیر رسمی روزگاروں کا احاطہ کرتی ہے نیز اس توضیح کے بارے میں اب ایک اتفاق رائے ہے۔

بین اقوامی توضیحات کے مطابق قومی نمونہ جاتی سروے کے دفتر نے پہلی بار 1999/2000 میں غیر رسمی شعبے کے سائز کا براہ راست اندازہ لگانے کے لئے لیبر فورس کے پنج سالہ سروے میں کچھ تفتیشی سوالات شامل کئے تھے۔ بعد میں غیر منظّم شعبے میں صنعتوں اور اداروں سے متعلق قومی کمیشن (این سی ای یو ایس) نے غیر رسمی (غیر منظّم) شعبے اور غیر رسمی (غیر منظّم) روزگار دونوں کی توضیح کی تھی۔ کمیشن نے ملکیت یا ساجھے داری کی بنیاد پر نیز دس سے بھی کم کل کارکنان کے ساتھ سامان اور خدمات کی فروخت اور پیداوار میں مصروف افراد یا کنبوں کی ملکیت والی تمام غیر شامل کردہ نجی صنعتوں اور اداروں کے مشتمل کے طور پر غیر رسمی شعبے کی توضیح کی تھی۔ اس نے آجرین کے ذریعے انہیں فراہم کردہ روزگار اور سماجی تحفظ کے کسی فوائد کے بغیر رسمی شعبے میں کارکنان نیز آجرین کے ذریعہ فراہم کردہ سماجی تحفظ کے فوائد والے قاعدہ کارکنان کو چھوڑ کر غیر رسمی شعبے یا کنبوں میں کام کرنے والوں پر مشتمل کے طور پر غیر رسمی کارکنان کی توضیح کی تھی۔ اس مضمون میں این سی ای یو ایس کا استعمال غیر رسمی شعبے اور غیر رسمی معیشت میں روزگار کے سائز کا اندازہ لگانے کے لئے این ایس ایس او کے یونٹ سطح کے لیبر فورس کے اعداد وشمار کے لئے کیا گیا ہے۔

روزگار کا سائز اور رجحان: غیر رسمی شعبہ اور غیر رسمی معیشت

اس حصے میں دو مدتوں یعنی 2004/5 اور 2011/12 کے لئے ہندوستان میں غیر رسمی شعبے اور غیر رسمی معیشت میں روزگار کا سائز نیز اس کی تشکیل میں

رجحان فراہم کیا گیا ہے۔

جیسا کہ خاکہ- 1 سے پتہ چلتا ہے کہ 2011-12 میں تقریباً 474 ملین کے کل روزگار میں سے تقریباً 373 ملین یا 79 فی صد کارکنان غیر رسمی شعبے میں تھے نیز بقیہ یعنی تقریباً 102 ملین یا 21 فی صد کارکنان رسمی شعبے میں تھے لیکن مقررہ وقت کے علاوہ کل روزگار میں غیر رسمی شعبے کے حصے میں کمی آئی ہے۔ کل روزگار میں اس کا حصہ 2004-05 میں 87 فی صد سے کم ہوکر 2011-12 میں 79 فی صد ہوگیا۔ یہ کمی نہ صرف فی صد کے لحاظ سے ہے بلکہ غیر رسمی شعبے میں ملازمین کی تعداد میں قطعی کمی کے لحاظ سے بھی ہے۔ 2004-05 میں غیر رسمی شعبے میں تقریباً 401 ملین روزگار تھے اور یہ 2011-12 میں کم ہوکر تقریباً 373 ملین ہوگئے تھے۔ دیگر الفاظ میں غیر رسمی شعبے سے رسمی شعبے میں ورک فورس کی اس منتقلی کو پورے طور سے روزگار کے معیار میں بہتری کی ایک علامت کے طور پر دیکھے جانے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ رسمی شعبے کی ورک فورس کو غیر رسمی بنانے کے بھی بین رجحانات ہیں۔

جیسا کہ حصے II میں تبادلہ خیالات کیا گیا ہے، غیر رسمی شعبے میں روزگار معیشت میں تمام غیر رسمی روزگاروں کا محض ایک چھوٹا مجموعہ ہے کیوں کہ اول الذکر ان غیر رسمی روزگاروں کو جو رسمی شعبے میں موجود ہیں، اپنے دائرے میں شامل نہیں کرتا ہے، چناں چہ اس حصے میں این ایس ایس او کے لیبر فورس کے اعداد وشمار کے لئے این سی ای یو ایس کی غیر رسمی کارکنوں کی توضیح کا استعمال کرکے غیر رسمی معیشت یعنی غیر رسمی روزگار کی تمام شکلوں میں خواہ یہ رسمی شعبے میں یا غیر رسمی شعبے میں موجود ہو، روزگار کے سائز اور اس کے رجحان کے بارے میں تبادلہ خیالات کیا گیا ہے۔ خاکہ-2 سے پتہ چلتا ہے کہ 2011/12 میں 438.8 ملین غیر رسمی معیشت میں روزگار کا سائز غیر رسمی شعبے میں روزگار کے سائز سے زیادہ بڑا ہے (66 ملین سے)۔ اس سے من جملہ اور باتوں کے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان 66 ملین کارکنان نے 2011-12 میں رسمی شعبے میں غیر رسمی روزگار میں کام کیا ہے۔ 2004-05 اور 2011-12 کے درمیان گوقطعی تعداد میں غیر رسمی معیشت میں روزگار کے حصے میں زیادہ تبدیلی نہیں آئی ہے، تاہم اس طرح کے روزگار میں 8 ملین اضافہ ہوا ہے۔ ایک اور دلچسپ حقیقت جو دھیان میں رکھی جانی ہے، یہ ہے کہ رسمی شعبے میں روزگار میں اضافے کے باوجود کل روزگار میں رسمی روزگار کا حصہ 2004-05 سے 2011-12 کے دوران ساکن رہا ہے۔ 2004-05 میں کل روزگار میں رسمی روزگار کا حصہ محض 6 فی صد تھا اور یہ 2011-12 میں معمولی طور سے بڑھ کر صرف 7 فی صد ہوگیا تھا۔ دیگر الفاظ میں رسمی شعبے میں بڑھا ہوا روزگار صرف رسمی شعبے کے اندر غیر رسمی کارکنوں کی تعداد میں اضافے کے ساتھ ساتھ ہوا ہے۔

غیر رسمی شعبے کی خصوصیات

غیر رسمی شعبہ کافی مختلف الاوصاف ہے اور یہ ان کی کلیدی خصوصیت کے لحاظ سے رسمی شعبے کی خصوصیات سے نمایاں طور سے مختلف ہے۔ روزگار اور آمدنی کا کم معیار، تعلیم ہنر کی بنیاد کی کم سطح، صنعتوں اور اداروں کا چھوٹا سائز، سماجی تحفظ کے فوائد کی لگ بھگ عدم موجودگی، حکمرانی اور قانونی ڈھانچوں کا فقدان اور مزدور تنظیموں کا کم گھنا پن غیر رسمی شعبے کی کچھ توضیحی خصوصیات ہیں، جن کے بارے میں مندرجہ ذیل حصے میں تبادلہ خیال کیا گیا ہے۔

روزگار کا کم معیار اور کم آمدنیاں

روزگار کا کم معیار اور کم آمدنیاں ہندوستان میں غیر رسمی شعبے کی توضیحی خصوصیات ہیں۔ غیر رسمی شعبے میں کارکنان گو اس لحاظ سے لیبر مارکیٹ کا ایک حصہ بنتے ہیں کہ وہ کھلے طور سے بے روزگار نہیں ہیں، لیکن لیبر مارکیٹ کے اندر، شرکت کی ان کی نوعیت اور قسم سے پتہ چلتا ہے کہ روزگار کی نوعیت معیار کے مطابق نہیں ہے نیز ان میں سے بہت سے کارکنان کم ادائیگی والا کام کرکے گذر بسر کررہے ہیں۔ روزگار کی صورت حال کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں غیر رسمی شعبہ غالب طور سے ایک خود روزگار والا شعبہ ہے۔ غیر رسمی شعبے کے کل کارکنان کا 63 فی صد حصہ خود روزگار شدہ کے طور پر کام کرتا ہے (ٹیبل 1)۔ لیکن خود روزگار شدہ کارکنان کے اندر ایک بڑا حصہ خود حساب والے کارکنان (مثلاً سڑکوں پر خوانچہ فروش، بے کار چیزیں اٹھانے والے لوگ اور رکشا چلانے والے لوگ) نیز ان کم ظاہری گھریلو کارکنان سمیت جو مختلف ضمنی ٹھیکہ جاتی سمجھوتوں کے تحت کام کرتے ہیں اور جو زیادہ تر خواتین کے ذریعے کئے جاتے ہیں، کنبے کے غیر ادائیگی والے کارکنان ہیں۔ ان کم معیاری اور کم آمدنی والے غیر محفوظ پیشوں میں کارکنان غریبی کی دہشت میں جھولے کھاتے ہیں۔

اجرتی کارکنان (اتفاقی اور باقاعدہ) 2011/12 میں کل غیر رسمی شعبے کا 37 فی صد حصہ تھے۔ جیسا کہ خود روزگار شدہ کے معاملے میں ہے، اجرتی کارکنان بھی ایک ہم نوعی زمرے کے نہیں ہیں۔ اجرتی جزو میں اتفاقی کارکنان، جنہیں روزگار، اجرت اور سماجی تحفظ کی کمی ہے نیز جو ناگوار اور سخت حالات میں کام کرتے ہیں، بخوبی ادائیگی والے باقاعدہ کارکنوں پر غالب ہیں جو کہ 2011/12 میں غیر رسمی شعبے کے تمام کارکنوں کا 30 فی صد حصہ ہیں۔ اتفاقی کارکنان ٹھیکہ جاتی، عارضی، جز وقتی اور روزانہ اجرتی کارکنوں کے طور پر غیر رسمی لیبر مارکیٹ میں شرکت کرتے ہیں۔ کنبے کے غیر ادائیگی والے کارکنوں کے ساتھ ساتھ وہ سب سے زیادہ نادار اور کمزور گروپ بنتے ہیں جو ایک معقول گذر بسر کے سلسلے میں درکار مناسب اجرت کے لئے معاملہ کرنے کی غرض سے اظہار کی کمی، تعلیم اور تربیت کے فقدان اور ناپائیدار روزگار کی وجہ سے روزگار کے عدم تحفظ سے دوچار ہیں۔

غیر رسمی معیشت میں کم ادائیگی والے کارکنوں کی ایک بڑی تعداد کے زیادہ وقعت رکھنے کے پیش نظر، این سی ای یو ایس نے اندازہ لگایا تھا کہ غیر رسمی یا غیر منظّم کارکنوں کی 79 فی صد تعداد کا تعلق غریب اور کمزور گروپ سے ہے۔

تعلیم اور ہنر کی بنیادی کم سطح

ہندوستان میں عمومی طور سے لیبر مارکیٹ اور خصوصی طور سے غیر رسمی لیبر مارکیٹ کی ڈھانچہ جاتی کمزوریوں میں سے ایک کمزوری کثیر تعداد میں ہماری ورک فورس کی تعلیم اور ہنر کی کم سطحیں رہی ہیں۔ این ایس ایس او کے 2011-12 کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ کام کرنے والی عمر کی آبادی کا تقریباً 35 فی صد حصہ یا تو ناخواندہ ہے یا ابتدائی تعلیم سے بھی کم سطح کا حامل ہے، 97 فی صد آبادی کے پاس کوئی تکنیکی تعلیم نہیں ہے اور 88 فی صد آبادی نے پیشہ ورانہ تربیت اور ہنر کے فروغ کے کسی رسمی یا غیر رسمی پروگرام میں شرکت نہیں کی ہے۔ ناخواندہ لوگوں میں غریب یا جراحت پذیر ہونے کا بہت زیادہ امکان ہوتا ہے۔ دس میں سے تقریباً 9۔ نیز وہ غالب طور سے غیر رسمی کارکنان ہیں۔ درحقیقت جب کوئی تعلیمی سیڑھی پر اوپر چڑھتا ہے تو غیر رسمی ہونے میں کمی واقع ہوتی ہے نیز یہ معاملہ بہت زیادہ ہنر والے ان کارکنوں کے سلسلے میں سب سے زیادہ کم ہوتا ہے جو رسمی معیشت میں روزگار کے زیادہ سے زیادہ تحفظ اور فوائد سے استفادہ کرتے ہیں۔

صنعتوں اور اداروں کا چھوٹا سائز

غیر رسمی شعبے کی ایک اور اہم خصوصیت بہت چھوٹی اور چھوٹی یونٹوں کا فروغ ہے۔ 2011/12 میں غیر رسمی شعبے میں تقریباً 86 فی صد کارکنان ایسے اداروں اور صنعتوں میں کام کر رہے تھے جن میں چھ سے بھی کم کارکنان ملازم تھے نیز بقیہ 14 فی صد کارکنان ایسے اداروں اور صنعتوں میں کام کر رہے تھے، جن میں چھ اور اس سے زیادہ لیکن دس سے کم کارکنان ملازم تھے۔ مزید برآں 2004-05 کے مقابلے میں جہاں تک غیر رسمی شعبے کی کمپنیوں کے روزگار کے سائز کا تعلق ہے، کوئی زیادہ تبدیلی نہیں آئی ہے۔ اس کے برخلاف رسمی شعبے میں تقریباً 59 فی صد کارکنان ایسی صنعتوں اور اداروں میں کام کرتے ہیں جن میں بیس یا اس سے زیادہ کارکنان ملازم ہیں نیز مزید 26 فی صد کارکنان ایسی صنعتوں اور اداروں میں کام کرتے ہیں جن میں 10 یا اس سے زیادہ لیکن بیس سے کم کارکنان ملازم ہیں۔ آخر میں، مجموعی سطح پر تقریباً 61 فی صد کارکنان اب بھی چھ سے بھی کم کارکنان کے زمرے میں کام کرتے ہیں نیز صرف تقریباً 19 فی صد کارکنان ایسی صنعتوں اور اداروں میں ہیں جن میں بیس یا اس سے زیادہ کارکنان ملازم ہیں۔ 2004-05 اور 2011-12 کے درمیان بہت چھوٹے/چھوٹے

سے درمیانہ اور بڑے حصے کے لئے صنعتوں اور اداروں کے سائز میں منتقلی کی رفتار قدرے سست رہی ہے نیز اس عمل میں اس کی وجہ سے بڑی تعداد میں غائب ہوتی ہوئی درمیانہ صنعتوں اور اداروں کا شعبہ وجود میں آیا ہے۔

سماجی تحفظ کی عدم موجودگی

رسمی روزگار والے تمام کارکنان اصولی طور سے سماجی تحفظ کے کسی نہ کسی احاطے کے حامل ہیں لیکن غیر رسمی روزگار والے تمام کارکنان کا احاطہ سماجی تحفظ کے ذریعہ نہیں کیا جاتا ہے جو کل کارکنان کا تقریباً 93 فی صد حصہ ہیں۔ چوں کہ اس طرح کی ورک فورس کا ایک بڑا حصہ خود روزگار والے زمرے میں آتا ہے، اس لئے انہیں سماجی تحفظ کے احاطے سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر عملاً سماجی تحفظ کے احاطے سے متعلق اعداد و شمار 2011-12 کے دوران کل 474 ملین کی ورک فورس کے صرف 31.5 فی صد حصے (یا 149.5 ملین) سے اکٹھا کئے گئے تھے۔ (خاکہ 3)۔ دیگر الفاظ میں بقیہ 68.5 فی صد کارکنان یا تو خود روزگار شدہ کے طور پر کام کر رہے ہیں، یا پھر کھیتی باڑی اور کاشت کاری جیسے شعبوں میں آتے ہیں اور اس لئے سماجی تحفظ کے احاطے کی گنجائش سے باہر ہیں۔ مثال کے طور غیر رسمی شعبے میں صرف 70.8 ملین کارکنان اس طرح کے سماجی تحفظ کا فائدہ حاصل کرنے کے مجاز ہیں جو کہ اس شعبے میں کارکنان رسمی شعبے میں سماجی تحفظ کا فائدہ حاصل کرنے کے اہل ہیں جو اس شعبے میں کارکنان کا تقریبا 80 فی صد حصہ ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ منظم شعبے میں ورک فورس کی اکثریت باقاعدہ یا اتفاقی کارکنان کے طور پر کرتی ہے۔ اس لئے مجاز کارکنان کی زیادہ تعداد ہے۔

مزید برآں 2011-12 میں 149.5 ملین مجاز کارکنان میں سے صرف 34.9 ملین کارکنان مبینہ طور سے سماجی تحفظ کے فوائد کے تحت احاطہ کردہ تھے۔ ان میں 34.9 ملین کارکنان میں سے 33.2 ملین کارکنان کا تعلق رسمی شعبے سے تھے اور 1.8 ملین کارکنان غیر رسمی شعبے میں کام کر رہے تھے، لہٰذا یہ بات ظاہر ہے کہ صرف رسمی شعبہ اپنے کارکنان کو سماجی تحفظ کے کسی نہ کسی قسم کے فوائد فراہم کر رہا ہے جب کہ غیر رسمی شعبے میں احاطہ سراسر برائے نام ہے۔ حتیٰ کہ دونوں شعبوں میں چوں کہ آجرین

سماجی تحفظ کے فوائد کے لئے تعاون نہیں کرتے ہیں، اس لئے کارکنان کے ایک بڑے حصے کو سماجی تحفظ کے فوائد کے اہتمام سے خارج کردیا جاتا ہے۔

ضابطے اور یونین کاری کی عدم موجودگی

ہندوستانی لیبر مارکیٹ زیادہ تر غیر ضابطہ شدہ ہے۔ ان کارکنان میں سے جو زیادہ تر غیر رسمی معیشت سے تعلق رکھتے ہیں، 90 فی صد سے بھی زیادہ کارکنان یا تو ازروئے قانون یا بالفعل، اس ضابطہ جاتی نیٹ ورک سے باہر ہیں، جب کہ لیبر سے متعلق بیشتر ضوابط رسمی شعبے کے کارکنان کا احاطہ کرتے ہیں۔ لیبر سے متعلق ضوابط پر موثر طور سے عمل درآمد نہ کرنے کی وجہ سے کام کرنے کی شرائط، اجرت اور سماجی تحفظ کے اہتمام پر سختی سے عمل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس کی وجہ سے یہ معاملہ کارکنان کام پر رہ جاتا ہے کہ وہ اپنے حقوق کا تحفظ کریں۔ یہ معاملہ اس حقیقت کی وجہ سے مزید پیچیدہ ہوتا ہے کہ کل کارکنان میں سے صرف دو فی صد کارکنان اور غیر زرعی کارکنان میں سے صرف 5 فی صد کارکنان ہی ہندوستان میں یونین بند ہیں۔

ضابطے کی عدم موجودگی کی وجہ سے نہ صرف کارکنان بلکہ چھوٹی اور بہت چھوٹی صنعتیں اور ادارے بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ اقتصادی یونٹ زیادہ تر غیر ضابطہ بند ہیں نیز محفوظ املاک کے حقوق سے استفادہ نہیں کرتے ہیں۔ اس لئے وہ سرمائے اور قرض تک رسائی سے محروم ہیں اور ان صنعتوں اور اداروں کو ضابطہ جاتی نیٹ کے تحت لانے ہیں اور انہیں مالیئے، بازار، بنیادی ڈھانچے، ہنر کے فروغ اور اس طرح کی دیگر سہولیات تک رسائی فراہم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ انہیں اپنی سرگرمیوں کی توسیع کرنے کے لئے زیادہ پیداواری بنایا جاسکے۔

رسمی بنانے کے سلسلے میں حکمت عملی کے عناصر

جیسا کہ اس سے پہلے تبادلہ خیالات کیا گیا ہے، غیر رسمی شعبہ ان لوگوں کو پناہ دیتا ہے جو تعلیم اور ہنر کے فقدان نیز محرومی کی دیگر شکلوں کی وجہ سے رسمی لیبر مارکیٹ

میں داخل ہونے میں ناکام رہتے ہیں۔ درحقیقت بہتر اجرتوں اور کام کرنے کے اچھے حالات نیز سماجی تحفظ کے حامل رسمی شعبے میں روزگار کے مواقع کی کمی کی وجہ سے کارکنان غیر رسمی شعبے میں کم اجرتوں اور کام کرنے کے خراب حالات کے ساتھ رہن سہن کے کم سے کم لیکن غیر اختیاری حالات میں تنگی ترشی سے بسر کرتے ہیں۔ اسی طرح کے اقدام میں رسمی شعبے میں روزگار کے تعلقات کو غیر رسمی بنانے کو اب تسلیم کیا جاتا ہے نیز یہ مساوی تشویش کا ایک معاملہ بھی ہے۔ رسمی شعبے میں غیر رسمی ملازمین لیبر کے معیار کی وہ بیشتر کمیاں برداشت کرتے ہیں جو غیر رسمی شعبے میں کارکنان برداشت کرتے ہیں۔ چناں چہ اس حقیقت کا اعتراف رسمی بنانے کے سلسلے میں ایک موثر حکمت عملی وضع کرنے کے لئے پیشگی شرط ہے۔

کافی عرصے سے حکومت نے غیر رسمی معیشت کو رفتہ رفتہ رسمی بنانے کے لئے قوانین، پالیسیوں اور پروگراموں کی شکل میں متعدد اقدامات کئے ہیں۔ مثال کے طور پر این سی ای یو ایس نے رسمی اور غیر رسمی دونوں شعبوں میں غیر رسمی کارکنوں کے لئے روزگار اور ملازمت کے قابل ہونے کے مواقع کی توسیع کرکے روزی روٹی کے فروغ کے لئے ایک ایجنڈا اور ایک بنیادی کم سے کم سماجی درجے کا نظریہ پیش کیا تھا۔ حال ہی میں جون 2014 میں آئی ایل او نے بھی بین اقوامی لیبر کانفرنس کے اپنے 301 ویں اجلاس میں غیر رسمی معیشت سے رسمی معیشت میں منتقلی کے سلسلے میں سہولت بہم پہنچانے کے لئے سات حکمت عملیوں پر مشتمل ایک بین اقوامی دستاویز کے مسودے پر تبادلہ خیالات کیا تھا۔ این سی ای ایس یو اور مجوزہ آئی ایل او حکمت عملیوں دونوں میں بہت سی چیزیں مشترک ہیں۔ ہندوستانی سیاق وسباق میں غیر رسمی معیشت کو رسمی بنانے کے لئے ان حکمت عملیوں کے کچھ کلیدی عناصر پر ذیل میں تبادلہ خیالات کیا گیا ہے۔

☆ لیبر فورس میں ان نئے لوگوں کو شامل کرنے کے لئے جو بے روزگار ہیں نیز جو غیر رسمی معیشت میں پھنسے ہوئے ہیں، زیادہ ترقی اور زیادہ روزگار پر مبنی شعبے پر زور دے کر معیاری اور معاوضہ جاتی روزگار پیدا کرنا، ممکنہ حد تک، روزگار حامی بڑی اقتصادی پالیسیوں اور پائیدار صنعتوں اور اداروں کے ذریعے نیز غیر رسمی معیشت میں کام کرنے کے حالات (کام کرنے کے ہیئتی حالات نیز کام کرنے کی مدت اور اوقات دونوں) کو بہتر بنا کر رسمی معیشت میں روزگار کو فروغ دینے پر توجہ مرکوز کی جانی چاہئے۔

☆ غیر رسمی معیشت سے متعلق لیبر ضوابط کا موثر نفاذ اور ان کی تعمیل تاکہ کام کرنے کے کم سے کم حالات کو

بہتر بنایا جائے اور کام پر حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ تعمیل اور نفاذ کو بچوں کے روزگار، جبراً لیبر حالات اور کام پر حقوق کی اسی طرح کی دیگر فاش خلاف ورزیوں کے معاملوں میں کافی جرمانوں سے مستحکم بنایا جانا چاہئے۔ مختلف لیبر قوانین کے تحت احاطے کے مقصد سے ابتدائی حد کو کم کرکے تمام کارکنوں اور اقتصادی یونٹوں کے لئے موجودہ لیبر قوانین کی رفتہ رفتہ توسیع کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ اسی طرح سے اندراج کے لئے آگے آنے کے سلسلے میں یونٹوں کو ترغیب دینے کی غرض سے غیر رسمی معیشت کے تحت آنے والے یونٹوں کے لئے ریکارڈوں رجسٹروں کو معقول بنانے کی بھی لازمی ضرورت ہے۔

☆ غیر رسمی کارکنوں اور صنعت کاروں کو ہنرمند بنانا، جیسا کہ 2009 میں محنت اور روزگار کی وزارت کے ذریعے وضع کردہ ہنر کے فروغ کی قومی پالیسی کے تحت تصور کیا گیا ہے۔ ہنروں کے اس مجموعی منصوبے کا ایک اہم جزو غیر رسمی معیشت کے کارکنوں کی پہلے کی آموزش/صلاحیت کا اعتراف کرنا اور اس کا اندازہ لگانا نیز ان کی پہلے کی آموزش کی تصدیق کرنا ہے۔ پہلے کی آموزش کے نتیجے پر مبنی اس اندازے کی وجہ سے غیر رسمی معیشت کے کارکنان اس بات کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ وہ مخصوص کام کرنے کے لائق ہیں اور نتیجتاً انہیں روزگار کی نقل پذیری اور زیادہ آمدنی کمانے میں مدد ملتی ہے۔

صحت، حادثے، زچگی نیز بیواؤں اور معمر لوگوں کے لئے پنشن کے فوائد کو اس کے دائرے میں لاتے ہوئے مائل کلی کے طریقے کی ایک حکمت عملی کے ذریعے ابتدائی سطح کے سماجی تحفظ کے فوائد تک غیر رسمی معیشت کے کارکنوں کی رسائی کو یقینی بنانا نیز ان کے لئے سماجی تحفظ کے احاطے کی توسیع کرنا۔

☆ تنظیم، نمائندگی اور سماجی بات چیت کو فروغ دینا: ایک جمہوری اور آزاد صنعتی معیشت کے طور پر ہندوستان، اس کے کارکنان اور آجرین کی تنظیم سماجی اور لیبر مارکیٹ کے اہم ادارے ہیں۔ آئینی اور قانونی ڈھانچہ ایک آزاد، خود مختار اور ایک سے زیادہ یونین بندی کا اہتمام کرتا ہے لیکن ان مثبت اقدامات کے باوجود غیر رسمی معیشت میں جراحت پذیر گروپ مثلاً خاتون کارکنان اتفاقی کارکنان، سڑکوں پر خوانچہ فروشوں، نقل مکانی کرنے والے کارکنوں، گھریلو کارکنوں اور دیسی کارکنوں کی نمائندگی اب بھی کم ہے۔ نمائندگی کے اس فرق کو کم کرنے کی ضرورت ہے جس سے غیر رسمی معیشت کے کارکنوں اور یونٹوں کی معاملہ کرنے کی قوت کو مستحکم بنا کر رسمی بنانے کے لئے منتقلیوں کے سلسلے میں سہولت مہیا ہوگی۔

☆ مالیے، مارکیٹوں، مینجمنٹ اور نئی ٹکنالوجیوں تک بہت چھوٹے، چھوٹے اور درمیانہ سائز کی صنعتوں اور اداروں کی رسائی کی توسیع کرنا نیز مختلف قانونی اور دیگر رکاوٹیں دور کرنا۔ اس کی وجہ سے پیداوار کے اپنے پیمانے کی توسیع کرنے اور اس میں اضافہ کرنے نیز پیداواریت میں متلازم اضافے کے لئے ان کی مدد کرنا۔

آخر میں یہ بات ذہن نشین کرنی ہوگی کہ ہندوستان میں غیر رسمی معیشت کافی مختلف الاوصاف اور مختلف العناصر نیز گوناگوں ہے۔ غیر رسمی معیشت کے کارکنوں او ریونٹوں کا مختلف الاوصاف اور مختلف العناصر نیز گوناگوں ہے۔ غیر رسمی معیشت کے کارکنوں اور یونٹوں کا مختلف الاوصاف اور مختلف العناصر ہونی نیز ان کی گوناگونی کام پر بنیادی اصولوں اور حقوق کا احترام کرتے ہوئے ایک تراشیدہ نظریے کی متقاضی ہے۔ مزید برآں، غیر رسمی معیشت میں روزی روٹی اور صنعت کاری کے مواقع کا تحفظ کئے جانے کی ضرورت ہے نیز غیر رسمی معیشت سے رسمی معیشت کے لئے رفتہ رفتہ اور کامیاب منتقلی کے سلسلے میں سہولت بہم پہنچانے کے لئے منتقلی کے اخراجات کو کم سے کم جب کہ فوائد کو زیادہ سے زیادہ کئے جانے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

ہند۔جاپان شہری ترقیات کے سیکٹر میں تعاون بڑھانے کے خواہاں

☆ ہندوستان اور جاپان شہری ترقیات کے سیکٹر میں تعاون بڑھانے کے خواہشمند ہیں یہاں نئی دلی میں شہری ترقیات کے بارے میں ہند جاپان کی مشترکہ ورکنگ گروپ کی میٹنگ میں ہندستان میں شہری سیکٹر میں جے آئی سی اے کی سرگرمیوں پر تفصیلات پیش کرتے ہوئے ہندوستان میں جے ای سی اے کے اعلیٰ نمائندہ جناب سنیا اتیجیما نے بتایا کہ اگر ''سب کچھ ٹھیک ٹھاک رہا تو دریا جمنا میں پانی کی کوالٹی 2017 تک پینے کے لئے صاف ہوجائے گی۔ انہوں نے کہا کہ سیور کے بہت سے پروجیکٹ زیر نفاذ ہیں جبکہ اس سلسلے میں دیگر کوشش جاری ہیں۔ جے آئی سی اے 28660 کروڑ روپے کے کل قرض کے ساتھ فی الحال سیور اور پانی کی سپلائی سے متعلق 16 پروجیکٹوں سے جڑا ہوا ہے۔ یہ پروجیکٹ دلی، اترپردیش، راجستھان، پنجاب، اڈیشہ، مغربی بنگال تمل ناڈو اندھرا پردیش، کیرل کرناٹک اور گوا میں ہیں۔ جناب سنیا اتیجیما نے بتایا کہ پانی اور ٹرانسپورٹ سمیت شہری سیکٹر میں جے آئی سی اے کے شہری ترقیات کے سکریٹری جناب شنکر اگروال اور جاپان حکومت کی پالیسی بیورو کے ڈائریکٹر جنرل جناب یوئی چی ناکاگامی نے شہری ترقیات کے شعبے پر ہندوستان کی توجہ اور وزیراعظم جناب نریندر مودی کے جاپان کے حالیہ کامیاب دورہ کے تناظر میں دونوں ملکوں کے درمیان تعاون کو مزید وسعت دینے کی ضرورت پر زور دیا۔ پہلی مرتبہ ریاستی سرکاروں کو جوائنٹ ورکنگ گروپ کی میٹنگ میں شامل کیا گیا ہے۔

وندنا جین

جراثیم کش ادویات کا محفوظ اور معقول استعمال

فارمرز فیلڈ اسکول (آئی پی ایم) کے ذریعے کسانوں اور جراثیم کش دواؤں کے ڈیلروں کو تربیت دی جاتی ہے۔ 28ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام ایک علاقے میں واقع 31 مرکزی مربوط جراثیم بندوبست مراکز کے ذریعے دو دن اور پانچ دن کے تربیتی پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں۔ ریاستوں میں بھی اس طرح کے تربیتی پروگرام چلائے جارہے ہیں۔ پودا تحفظ، قرنطینہ (احتیاطی تدابیر) اور ذخیرہ سے متعلق ڈائریکٹوریٹ کے ذریعے بھی ڈاکٹروں کیلئے تربیت کا نظم کیا گیا ہے۔

ہندوستان میں ابتدائی دور سے ہی زراعت کا کام کیا جاتا رہا ہے۔ ہندوستان آج بھی ایک زراعت پرمبنی ملک ہے۔اس کی معیشت کا خاص انحصار زراعت پر ہے اور اس کی مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) میں اس کا حصہ 14 فیصد ہے۔زراعت کا بنیادی مقصداس کی بڑھتی ہوئی آبادی کیلئے خاطر خواہ مقدار میں خوردنی اناج اور مویشیوں کے لئے چارہ پیدا کرنا ہے۔ اس کا مقصد ناگہانی صورتحال کیلئے اناجوں کے ذخیرے کے علاوہ مقامی زرعی تجارت کیلئے زرعی پیداوار کی فراہمی بھیہے۔

آزادی کے بعد ہندوستان نے ''مزید اناج اپجاؤ'' پروگرام کا آغاز کیا جس کے تحت زیادہ اناج کی پیداوار کیلئے گیہوں، چاول اور مکئی جیسی اہم فصلوں کی زیادہ پیداوار دینے والی قسمیں لگائی گئیں۔ بعد میں ہندوستان سبز انقلاب کی وجہ سے خوردنی اناجوں کی پیداوار میں خود کفیل ہوگیا۔

سبز انقلاب کے دوران زیادہ پیداوار والی جن اقسام کا استعمال کیا گیا تھا وہ کیڑے مکوڑوں، جراثیم کش ادویات اور بیماریوں سے متاثر ہونے لگیں۔ان مضر کیڑوں اور بیماریوں سے نمٹنے کے لئے فصلوں میں جراثیم کش ادویات اور کیمیا جات کا استعمال کیا جانے لگا۔فصلوں میں ان کیمیاوی جراثیم کش ادویات کے اندھا دھند اور فراخ دلی سے استعمال کی وجہ سے یہ انسانوں اور جانوروں، ماحول اور حیاتیاتی تنوع کیلئے خطرہ بن گئیں۔

کیمیاوی جراثیم کش ادویات کے غیر معقول استعمال کی وجہ سے ماحولیاتی عدم توازن پیدا ہوگیا، اناجوں، مٹی اور پانی میں جراثیم کش ادویات کے باقیات پائے جانے لگے۔ اس کی وجہ سے رفتہ رفتہ مضر کیڑے مکوڑوں میں مدافعتی صلاحیت پیدا ہوگئی اور چھوٹے کیڑے بڑے ہوگئے۔ ساتھ ہی اس کا فصلوں کیلئے مفید کیڑوں، بارآوری میں معاون کیڑوں (پالینیٹرز)، مٹی میں موجود نہایت چھوٹے جانداروں (خرد حیویہ، زندک) پر منفی اثر پڑنے لگا۔

مربوط جراثیم بندوبست پر توجہ

خطرناک کیمیاوی جراثیم کش ادویات کے استعمال کو کم سے کم کرنے اور فصلوں کو کیڑے مکوڑوں اور بیماریوں سے بچانے نیز فصل پیداوار میں اضافہ کرنے کیلئے زراعت کی وزارت نے امداد باہمی کے محکمے کے توسط سے 1991-92 میں ''ہندوستان میں جراثیم بندوبست کے نظریے کی مضبوطی اور تجدید کاری'' کے نام سے ایک اسکیم نافذ کی۔اس کیلئے بنیادی اصول کے طور پر مربوط جراثیم بندوبست (آئی پی ایم) اور مجموعی فصل پیداوار پروگرام میں پودوں کے تحفظ کی حکمت عملی کو اپنایا گیا۔اس پروگرام کے تحت وزارت نے 28 ریاستوں اور ایک مرکز کے زیر انتظام علاقے میں 31 مرکزی آئی پی ایم مراکز قائم کئے۔ بارہویں پنج سالہ منصوبے میں ایک قومی زرعی توسیع وٹکنالوجی مشن (این ایم اے ای ٹی) بنایا گیا جس کے تحت 2014-15 میں پودا تحفظ اور پودوں کو بیماریوں سے

محترمہ وندنا جین وزارت زراعت کے محکمہ زراعت اور امدادی باہمی میں ڈائریکٹر ہیں

بچانے کے لئے احتیاطی تدابیر پر مشتمل ایک ذیلی مشن کو متعارف کرایا گیا۔ اسے فصلوں کے تعلق سے تربیت اور نمائش کے ذریعے، مربوط جراثیم بندوبست (آئی پی ایم) کو مقبول بنانے کا کام سونپا گیا جس میں فصلوں کے تحفظ کی تکنیک میں بایولوجیکل کنٹرول کے نظریے کو فروغ دینا شامل ہے۔

جراثیم کش ادویات کا محفوظ اور معقول استعمال

حکومت ہند جراثیم کش ادویات کے محفوظ اور معقول استعمال کیلئے درج ذیل پروگراموں کا نفاذ کررہی ہے۔

مربوط جراثیم بندوبست (آئی پی ایم) کا نفاذ:

اس پروگرام میں جراثیم / بیماریوں کی نگرانی ، بایو کنٹرول ایجنٹس / بایو جراثیم کش ادویات کی پیداوار اور اجرا، بایو کنٹرول ایجنٹس کا تحفظ اور کسانوں کے کھیتوں میں فارمرز فیلڈ اسکولس (ایف ایف ایس) کے انعقاد کے ذریعے زمینی سطح پر زرعی / باغبانی توسیع افسروں کو تربیت دے کر انسانی وسائل کو فروغ دینا شامل ہے ۔

ایف ایف ایس کا اہم مقصد کسانوں کو جدید ترین آئی پی ایم تکنیک کی تربیت دینا ہے تاکہ وہ جراثیم بندوبست کا کام کرتے وقت مناسب فیصلے کرسکیں۔ ایف ایف ایس میں کسانوں کو اپنی فصلوں میں جراثیم کش ادویات کے محفوظ اور معقول استعمال کے بارے میں بھی تربیت دی جاتی ہے تاکہ وہ جراثیم کش ادویات کا کم از کم استعمال کرتے ہوئے اپنی فصل اگا سکیں ۔ مربوط جراثیم بندوبست میں جراثیم کش ادویات کے مرض مخالف اور پروگرام پر مبنی استعمال کی جگہ ضرورت پر مبنی استعمال نے لے لی ہے۔

جراثیم کش ادویات قانون 1968 کا نفاذ

یہ قانون جراثیم کش ادویات کی درآمد، برآمد، فروخت، انہیں لانے لے جانے، ان کی تقسیم اور ان کے استعمال کو کنٹرول کرتا ہے تاکہ اس سے انسانوں ، جانوروں اور ماحولیات کو ہونے والے نقصان کو روکا جاسکے اور کسانوں کے لئے حیاتیاتی جراثیم کش ادویات کی دستیابی کو یقینی بنایا جاسکے۔

کسانوں کو صلاح دی جاتی ہے کہ وہ ماہرین سے مشورے کے بعد لائسنس ہولڈر جراثیم کش ادویات کے ڈیلروں سے جراثیم کش ادویات خریدیں اور مہر و دستخط شدہ رسید مانگیں جس پر جراثیم کش ادویات کا بیچ نمبر، تیاری اور ایکسپائری کی تاریخ درج ہو۔

خریداری سے پہلے صارفین اس بات کو یقینی بنالیں کہ کنٹینر پر بنانے والے کے بارے میں تفصیلی معلومات دی گئی ہوں۔ جراثیم کش ادویات کو کھانے پینے کی چیزوں کے ساتھ نہ رکھا جائے۔

جراثیم کش ادویات کے کنٹینروں کے ساتھ لیبل اور کتابچے کا ہونا لازمی ہے جس میں سی آئی بی اور آر سی کے ذریعے جراثیم کش ادویات کے استعمال کی مقدار دی گئی ہوتی ہے ۔ ان میں ان کیمیا جات کے بارے میں بھی جانکاری ہوتی جو انسانوں اور جانوروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس کے علاوہ انتباہ، احتیاط زہر سے متاثر ہونے کی کے آثار، حفاظتی تدابیر اور ناگہانی صورتحال میں ابتدائی طبی تدابیر کی جانکاری بھی ان لیبلوں اور کتابچوں / پرچیوں میں دی گئی ہوتی ہے، جس سے جراثیم کش ادویات کے محفوظ اور معقول استعمال میں مدد ملتی ہے۔ استعمال کرنے والوں کو صلاح دی جاتی ہے کہ جراثیم کش ادویات کا استعمال کرنے سے قبل انہیں پڑھ لیں۔

جراثیم کش دوا خریدنے سے پہلے اس پر چسپاں لیبل کو پڑھ لینا چاہئے اور یہ سمجھ لینا چاہئے کہ کوئی خاص جراثیم کش دوا کس خاص کیڑے اور فصل کیلئے ہے۔

صلاح دی جاتی ہے کہ رساؤ والے کنٹینر نہ خریدے جائیں اور جراثیم کش دوا کو کسی لکڑی کی مدد سے ہی ملایا جائے۔

جراثیم کش دوا کے استعمال کے بعد وہاں ٹھہرنے کی مقررہ مدت پر عمل کرنے سے بھی محفوظ اور معقول استعمال میں مدد مل سکتی ہے۔

صحیح جراثیم کش دوا کا صحیح کیڑے کے خلاف صحیح وقت پر صحیح مقدار میں صحیح طریقے سے استعمال ہی محفوظ اور معقول استعمال ہے۔

کسانوں کو صلاح دی جاتی ہے کہ وہ ممنوعہ جراثیم کش ادویات نہ خریں۔

کثیر جہتی جراثیم کش ادویات کے استعمال سے بچا جائے اور سب سے پہلے ہرے لیبل والے جراثیم کش دواؤں کے استعمال کو ترجیح دی جائے۔ اس کے بعد نیلے ، پیلے اور لال لیبل والے جراثیم کش دواؤں کا استعمال کیا جائے۔

استعمال کرنے والوں کو جراثیم کش دواؤں کا استعمال کرتے وقت محفوظ کپڑے پہننے کی صلاح دی جاتی ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ ہوا کی مخالف سمت میں چھڑکاؤ نہ کریں،

چھڑکاؤ کرتے وقت سگریٹ/بیڑی نہ پییں اور نہ ہی کوئی چیز کھائیں۔ ہاتھوں کو ضرور دھوئیں اور اگر ممکن ہو تو دوا چھڑکنے کا کام ختم ہونے کے بعد نہالیں اور کپڑے دھو لیں۔کسان جراثیم کش دوا کا ڈھکن منھ سے نہ کھولیں۔

رسنے والی مشین کا استعمال کرنیسے بچیں اور بچوں کو چھڑکاؤ کا کام کرنے کی اجازت نہ دیں۔ جراثیم کش دواؤں کو بچوں کی رسائی سے دور رکھا جائے اور جراثیم کش دواؤں کو دوہرے تالے والی جگہ پر رکھا جائے۔ جراثیم کش دواؤں کے خالی ڈبوں کو گھریلو استعمال میں نہ لائیں۔

کسی شخص میں جراثیم کش دوا سے زہر آلودگی کے آثار نظر آنے پر اسے ابتدائی طبی امداد دی جائے اور اسے ڈاکٹر کے پاس لے جایا جائے۔ جراثیم کش دواؤں کے استعمال کے بعد خالی ڈبوں کو تین مرتبہ اچھی طرح دھونے کے بعد انہیں ضائع کر دیا جائے۔

جراثیم کش دواؤں کے ڈبوں کو کوڑے میں کھلی جگہ پر نہ پھینکیں۔

کیمیاوی اور حیاتیاتی جراثیم کش دواؤں کے معیار کنٹرول کو یقینی بنانا: جراثیم کش دواؤں اور حیاتیاتی جراثیم کش دواؤں کے معیار کو یقینی بنانے کیلئے مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے محکموں کے ذریعے جراثیم کش ادویات قانون 1968 کے تحت جراثیم کش دوا انسپکٹر نوٹیفائی کئے جاتے ہیں۔اب تک حکومت نے جراثیم کش ادویات قانون کے نفاذ کے لئے 168 مرکزی جراثیم کش دوا انسپکٹر نوٹیفائی کئے ہیں ۔ یہ یقینی بنانے کیلئے کہ کسانوں کو اچھی قسم کی جراثیم کش دوائیں ملیں، جراثیم کش دواؤں کے نمونوں کی جانچ کیلئے 68 ریاستی جراثیم کش دوا جانچ تجربہ گاہیں (آر پی ایل ٹی) اور فرید آباد میں ایک مرکزی جراثیم کش دوا جانچ تجربہ گاہ (سی آئی ایل) قائم کی گئی ہیں۔

عوام کو عام طور پر اور کسانوں کو خاص طور پر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے پروگراموں کی جانکاری دی جاتی ہے۔ ساتھ ہی انہیں جراثیم کش دواؤں کے محفوظ استعمال کے بارے میں تعلیم دینے کیلئے اہم مقامات پر بڑے سائز کے ہورڈنگز لگائے جاتے ہیں

تربیت

فارمرز فیلڈ اسکول (آئی پی ایم) کے ذریعے کسانوں اور جراثیم کش دواؤں کے ڈیلروں کو تربیت دی جاتی ہے۔ 28 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام ایک علاقے میں واقع 31 مرکزی مربوط جراثیم بندوبست مراکز کے ذریعے دو دن اور پانچ دن کے تربیتی پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں۔ ریاستوں میں بھی اس طرح کے تربیتی پروگرام چلائے جا رہے ہیں۔ پودا تحفظ، قرنطینہ (احتیاطی تدابیر) اور ذخیرہ سے متعلق ڈائریکٹوریٹ کے ذریعے بھی ڈاکٹروں کیلئے تربیت کا نظم کیا گیا ہے۔

(بشکریہ:پی آئی بی)

☆☆☆

ریل ٹیل کارپوریشن آف انڈیا نے ایجیز گراہم بیل ایوارڈ برائے 2014 حاصل کیا

☆ ریل ٹیل کارپوریشن آف انڈیا نے ایجیز گراہم بیل ایوارڈ 2014 حاصل کرنے کا شاندار کارنامہ انجام دیا ہے۔ ریل ٹیل کارپوریشن ہندوستانی ریلوے کا ایک سرکاری ادارہ ہے۔ واضح ہو کہ یہ ایجیز ایوارڈ، ایجیز اسکول آف بزنس اینڈ کنورجنس کے ذریعہ اور سیلولر آپریٹرا یسوسی ایشن آف انڈیا (سی او اے آئی) ٹیلی کام سینٹر آف ایکسی لنس (ٹی سی او ای) اور ڈیلوائٹ کی مدد سے تشکیل دیا گیا تھا۔ اس ایوارڈ کی تشکیل کا مقصد ٹیلی کام، انٹرنیٹ، میڈیا، ایجوٹینمنٹ (ٹی آئی ایم ای) کے میدان میں اختراعات اور ایجادات کو فروغ دینا اور غیر معمولی خدمات کا اعتراف کرنا شامل ہے۔ ریل ٹیل کارپوریشن آف انڈیا نے یہ ایوارڈ انّو ویٹو مینیجڈ سروسز ایوارڈ کے زمرے میں حاصل کیا ہے۔ ریل ٹیل کا ریٹیل براڈ بینڈ انشیٹو۔ ریل وائر بھی اس ایوارڈ کے ساتھ دیا گیا تھا۔ واضح ہو کہ ریل وائر ایک ایسے مشترکہ پلیٹ فارم کی حیثیت رکھتا ہے جو بھروسے مند، کفایتی اور انتہائی تیز رفتار براڈ بینڈ خدمات فراہم کراتا ہے جس میں صحت، تعلیم، تفریح اور ورک ایٹ دی ہوم جیسے ویلیو ایڈڈ پروگرام شامل ہیں۔ ہندوستان میں ریل وائر کے صارفین کی تعداد چودہ ہزار سے بھی زیادہ ہو چکی ہے۔ یاد رہے کہ ریل ٹیل کارپوریشن آف انڈیا منی رتن کے زمرہ نمبر ایک کا ایک پبلک سیکٹر ادارہ ہے، جس میں ان غیر جانبدار سروسز پرووائڈروں کی زبردست تعداد شامل ہے، جو پان۔ انڈیا آپٹک فائبر نیٹ ورک کے حامل ہیں۔ ملک کے تمام قصبے اور شہر اور متعدد دیہی علاقے ان سروس پرووائڈروں کے دائرہ کار میں شامل ہیں۔

ڈاکٹر ہرش وردھن نے ''ٹی بی مشن 2020'' کا اعلان کیا

☆ مرکزی وزیر صحت ڈاکٹر ہرش وردھن نے تپ دق (ٹی بی) کے خلاف ہندوستان کی وسیع اور ہمہ جہت لڑائی کا خاکہ بیان کرتے ہوئے زور دیکر کہا کہ وہ ہندوستان کو اس مہلک بیماری سے 2020 تک بالکل پاک کرنا چاہتے ہیں۔ عالمی صحت ادارہ (ڈبلیو ایچ او) کے عالمی ٹی بی سمپوزیم میں کلیدی خطبہ دیتے ہوئے ڈاکٹر ہرش وردھن نے کہا کہ وہ اس مہلک بیماری کے خلاف لڑائی میں بیحد عجلت میں ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ''ٹی بی مشن 2020'' کے تحت ٹی بی مخالف مشن کے تمام اہلکاروں اور رضا کاروں سے سخت محنت کرنے کی ہدایت دی ہے تاکہ اگلے پانچ برسوں یعنی 2020 تک واضح کامیابی مل سکے۔

☆☆☆

محمد فوزان

جدید تحقیقات، انسانی تجسس کا نتیجہ

زراعت، انجینئرنگ، میڈیکل سائنس، تعلیمی شعبے ، غرض ہم جدھر نظر ڈالیں ہمیں یہ اندازہ ہوجائے گا کہ سائنس ہی ایک ایسی شے ہے جس کے بغیر ہم اپنی زندگی کو نامکمل سمجھتے ہیں۔سائنس کی ترقی کی وجہ سے موت کی شرح میں کمی آئی۔ مہلک بیماریوں کا علاج ممکن ہوا ہے۔سائنس نے فاصلوں کو کم کردیا ہے۔

یہ ایک فطری حقیقت ہے کہ انسان اپنے حالات بہتر سے بہتر بنانے کے لئے ہمیشہ سے جدوجہد کرتا رہاہے چونکہ انسانی دماغ بلاشبہ دنیا میں سب سے زیادہ پیچیدہ مرکب ہے۔ہم سائنس وٹیکنالوجی اور جدت کی ایک عجیب اور حیرت انگیز دنیا میں زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ ایک ایسی دنیا ہے جہاں حقیقت قصے کہانیوں سے بھی زیادہ عجیب وغریب ہے۔ جہاں ہر روزنئی دریافتوں کا جنم ہوتا ہے۔آج کی دنیا جس برق رفتاری سے بدل رہی ہے اس کا اندازہ ہر شخص بخوبی لگا سکتا ہے۔ ان تبدیلیوں کی رفتار ادھر گزشتہ چند دہائیوں میں تو اس تیزی سے بڑھی ہے کہ ترقی پذیر معاشروں کے لئے اس کا ساتھ دینا جتنا ضروری ہوگیاہے اتنا مشکل بھی ہوگیا ہے۔ آج

سائنس کے ذریعہ ہونیوالی نئی تحقیقات اور ایجادات سے کون واقف نہیں ہے اور یہ بات سچ ہے کہ ہم سب اسکے محتاج ہو کر رہ گئے ہیں۔ نئی نئی ایجادات، دریافتیں ،نئی اور جدید قسم کی ٹکنالوجیوں نے تو جیسے دنیا کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔

تین ہزار برس قبل یونانی سائنس داں ارشمیدس نے کہا تھا ''مجھے آلہ رکھنے کی موزوں جگہ ڈھونڈ دو، میں زمین ہلا دوں گا۔'' یہ قول دراصل انسان کا تجسس اجاگر کرتا ہے جس کی بنا پر وہ کائنات کے پوشیدہ راز چھانتا اور کرہ ارض کی گہرائیوں تک پہنچ جاتا ہے اور یہ اسی تجسس کا نتیجہ ہے جسکی وجہ سے پچھلے تین ہزار برس میں لاتعداد ایجادات بھی منظر عام پر آ چکی ہیں اور عہد حاضر کی تمام ترترقیاں انہیں ٹکنالوجیوں کی دین ہے۔ان تحقیقات کی بدولت سائنس نے ترقی کی اور نت نئی ایجادات کا لا متناہی سلسلہ چل پڑا لہذا مستقل جستجو نے آہستہ آہستہ فزیکل اور بائیولوجیکل قوانین کے راز فاش کرنے شروع کر دیئے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی میں پیش قدمی کے

1036، گلی راجن۔فراش خانہ۔دہلی۔6

باعث آج کا جدید دور ان لوگوں کی مستقل تحقیقات اور جدو جہد کا نتیجہ ہے جنہوں نے اس کائنات کا ظاہری مطالعہ کیا۔ یہ تحقیق اپنی مسلسل پیش قدمی کے باعث قدرت کے رازوں کو مسخر کرنے پر گامزن ہے۔

آج کے اس سائنسی دور میں ٹکنالوجی بے شک ہم سب کے لئے انتہائی ضروری ہوگئی ہے۔ سائنس کے ذریعے جو تکنیکی ترقیاں ہوئی ہیں، جن سے ہم مستفید ہورہے ہیں اور جن کا اثر آج انسانی زندگی کے ہر شعبے پر پڑ رہا ہے، چاہے تعلیم کا شعبہ ہو، زراعت کا شعبہ ہو، کھیل کا شعبہ ہو، ذرائع ابلاغ کا شعبہ ہو، چاہے کارخانوں اور بڑی بڑی ملیں ہوں، یا ان میں کام کرنے والے لوگ ہوں چاہے وہ بڑے بڑے شہروں میں رہتے ہوں یا گاؤں اور دیہاتوں میں زندگی بسر کرتے ہوں، سب جدید تکنالوجی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

بے شک تجسس انسانی فطرت کا خاصہ رہا ہے اور اس کے بل بوتے پر انسانی ذہن نے مختلف ادوار میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں ان کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اب جبکہ شعوری بالیدگی کا دور دورہ ہے اور نئے نئے انکشافات نے پرانے اور دقیانوسی تصورات کی جگہ لے لی ہے دور حاضر کے مسلسل سائنسی انکشافات نے حقائق بیان کر کے شعوری پستی کی آنکھیں چکا چوند کر دی ہیں۔ اگر پچھلی ابتدائی صدیوں کے انسان کو آج کے دور کے سلسلہ زندگی کو دیکھنے کا موقع ملے تو وہ سو فیصد غیر یقینی حالت میں چلا جائے گا مگر آج کے انسان نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ یہ زمین ساری کی ساری اس کی دسترس میں آگئی ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ سائنس داں دنیائے انسانیت کے کام آنے والی سیکڑوں ایجادات سامنے لا چکے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ٹکنالوجی آنے کے بعد سے انسان اس کا عادی ہوگیا ہے اور اس کے بغیر اس کی زندگی محال ہوگئی ہے۔ فطری طور سے انسان ہمیشہ سے اپنے لئے سہل راستہ ڈھونڈتا رہا ہے اور اس مقصد کے لئے طرح طرح کی نئی ٹیکنولوجی تیار کرتا رہتا ہے۔ ہماری زندگی میں ایجادات کا سلسلہ جاری ہے روزانہ بیسیوں چیزیں ایسی دیکھنے میں آتی ہیں جنہیں دیکھ کر انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ آج کے سائنسی دور میں زندگی کے مختلف شعبہ جات جیسے زراعت، توانائی، تجارت، سفر اور رابطوں کے لئے ٹیکنولوجی اپنا اہم رول ادا کر رہی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بہتر زرعی پیداوار کے لئے زرعی مشینری، توانائی کے حصول کیلئے جدید نیوکلیئر، شمسی اور ہوا کی توانائی کا استعمال شروع کر دیا گیا ہے۔ گھوڑے اور خچر سے اپنا سفر شروع کرنے والے انسان نے جدید دور میں موٹر، ریل گاڑی اور ہوائی جہاز پر سفر کر رہا ہے۔ انٹرنیٹ نے برقی پیغامات یعنی ای میل اور چیٹ کے ذریعے پیغام رسانی کو آسان بنا دیا ہے اور اس طرح انسانوں کے درمیان دوریاں ختم ہوگئی ہیں۔ انسان دنیا میں کہیں بھی بیٹھا ہو، اپنے کسی بھی عزیز سے ای میل اور چیٹنگ اور وائس چیٹ کے ذریعے سے بات چیت کر سکتا ہے۔ ٹیکنولوجی نے دوریوں اور فاصلوں کو ختم کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ انٹرنیٹ کی بدولت گھر بیٹھے کاروباری لین دین بھی آسان ہوگیا ہے۔ یونیورسٹیز میں ٹیکنولوجی کے ذریعے آن لائن تعلیم کا نظام متعارف کرا دیا گیا ہے، اب جو لوگ کاروبار کے ساتھ ساتھ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ آن لائن تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔

تعلیم کا ہی معاملہ نہیں بلکہ جدید دنیا کی بنیادیں انہی ایجادات پر استوار ہیں جو میٹریلز سائنس کے ذریعے سے وجود میں آئیں۔ ان میں گلاس سے بنی شفاف اسکرینیں قابل ذکر ہیں۔ انہیں کی وجہ سے یہ ممکن ہوسکا کہ ٹیلی ویژن و کمپیوٹر سے لے کر اسمارٹ فون تک بنائے جاسکے۔ ماہرین اب تک فطرت میں پائے جانے والے ''35000'' غیر نامیاتی مادوں کی بنیادی خصوصیات ڈیٹا بیس میں جمع کر چکے۔ مزید برآں سائنس دان ایسے چند ہزار مادوں کی خصوصیات بھی نوٹ کر چکے جو فی الوقت صرف نظریاتی طور پر پائے جاتے ہیں۔ اب تک دنیا بھر میں پانچ ہزار سے زائد سائنس دان ''میٹریلز پروجیکٹ'' کا حصہ بن چکے۔ چنانچہ انھیں مادوں کی خصوصیات والی معلومات کے ڈیٹا بیس تک رسائی حاصل ہو چکے۔

تبدیلی کا عمل ہمیں قدرت کے قوانین سے ہم آہنگی کی نہج پر ڈال دیتا ہے جہاں یکسانیت کی بندگی نہیں بلکہ جدت کے کھلے میدانوں میں چہل قدمی کا موقع ملتا ہے۔ ٹکنالوجی آنے سے ایسی ایسی مشینی، آلات، ایجاد کر لئے ہیں جس کی بدولت انسان کو سخت محنت اور ذہنی کاموں کی تکلیف سے بھی نجات مل گئی ہے لیکن اس تکلیف سے نجات انسان کو ملی تو دوسری طرف انسانی جسم کو زنگ لگا دیا ہے اور اس کے جسمانی اعضا متاثر ہونے لگے ہیں۔ انسان مشینوں کا محتاج بن کر رہ گیا ہے۔ بٹن دباتے ہی گھنٹوں کا کام منٹوں میں ہونے لگا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی نے لوگوں کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ جدید ایجادات اور ٹیکنالوجی دنیا کی ایک اہم منڈی بن گئی ہیں۔ اس ٹیکنالوجی کے مضر اثرات نے بھی اس کرہ ارض کو اپنے گھیرے میں لے لیا ہے۔ تاہم ٹیکنالوجی کی اس بھرمار سے معاشرے منفی انداز میں متاثر بھی ہو رہے ہیں۔ سائنسی ترقی نے آج کے انسان کی زندگی کو بہت سہل پسند بنا دیا ہے طول و عرض کے فاصلوں کو مٹا کو انسان کو ایک دوسرے کے قریب لا کھڑا کیا ہے۔ ایک طرف سائنسی ایجادات کے بہت سے فوائد ہیں تو دوسری طرف ہمارے معاشرے میں بے شمار جنم لینے والی برائیوں کی جڑ بھی یہی ایجادات ہیں۔

زراعت، انجینئرنگ، میڈیکل سائنس، تعلیمی شعبے، غرض ہم جدھر نظر ڈالیں ہمیں یہ اندازہ ہوجائے گا کہ سائنس ہی ایک ایسی شے ہے جس کے بغیر ہم اپنی زندگی کو نامکمل سمجھتے ہیں۔ سائنس کی ترقی کی وجہ سے موت کی شرح میں کمی آئی۔ مہلک بیماریوں کا علاج ممکن ہوا ہے۔ سائنس نے فاصلوں کو کم کر دیا ہے۔ اب ہزاروں میل دور بیٹھا ایک شخص دوسرے شخص سے براہ راست بات چیت کر سکتا ہے۔ سائنس اور تکنیک نے ملکر انسان کو نہ صرف بہت سے آرام و آسائش کے وسیلے فراہم کئے ہیں بلکہ اس کی فکر کی گہرائی کو متاثر کیا ہے۔

☆☆☆

ڈاکٹر کے این تیواری/ ہریش تومر

خواتین کے لئے گاؤں میں روزگار

خواتین کو زراعت سے جڑے شعبے فائدہ مند مواقع فراہم کرتے ہیں۔ کوآپریٹیو انجمنیں' اپنی مدد آپ گروپ' سستے قرض' تکنیکی مدد جیسے اقدامات خواتین کو خود کفیل اور خود مختار بنا رہے ہیں۔ دیہی سطح پر مسالہ' کپاس کی چھنٹائی' فوڈ پروسیسنگ' پولٹری' جوٹ' گنا' رائس ملس جیسے کام اس زمرہ میں آتے ہیں۔ بیج کی پیداوار' شہد کی مکھی پالنا' پھل اور پھولوں نیز غیر ملکی سبزیوں کی کھیتی کسانوں کی آمدنی 70تا80فی صد تک اضافہ کر سکتی ہے۔ اسی طرح مویشی پالن اور مچھلی پالن کے شعبہ میں بھی خواتین کی حصہ داری اہمیت کی حامل ہے

ہندوستان کی نصف آبادی (تقریباً 48فی صد) خواتین پر مشتمل ہے۔ ہمارے ملک کے کھیتوں میں خواتین کا مختلف قسم کے زرعی کام کرنا عام بات ہے۔ فصلوں کی بوائی سے لے کر دیکھ بھال اور کٹائی تک' ہر کام میں خواتین بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں۔ تخمینے بتاتے ہیں کہ ملک میں پیداواری کام کرنے والی خواتین میں سے لگ بھگ 60فی صد زراعت اور اس سے متعلقہ کاموں سے وابستہ ہیں۔

دیہی خواتین زرعی شعبہ میں اہم رول ادا کرتی ہیں اور زراعت سے وابستہ بیشتر کام کاج میں مردوں کو اپنا تعاون فراہم کرتی ہیں مگر ان کے کاموں کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ زراعت کے شعبہ میں فصلوں کی پیداوار میں خواتین کا رول ان کے گھریلو کاموں اور جانوروں کی دیکھ بھال کو چھوڑ کر 40فی صد لگایا گیا ہے۔ خواتین جتائی کے علاوہ ابتدا سے ہی تمام سرگرمیوں جیسے صحیح بیج کا انتخاب' نرسری' کھیت کی تیاری' روپائی' کھادوں کا استعمال' نرائی' کٹائی' صفائی' ذخیرہ سمیت تمام کاموں کو بحسن وخوبی انجام دیتی ہیں۔ خواتین ہر شعبہ میں اپنا تعاون دے رہی ہیں۔ ہمارے ملک کے علاوہ دنیا کے متعدد ممالک میں خواتین زرعی کاموں میں اپنا بیش قیمت تعاون دے رہی ہیں۔ اس کے باوجود زرعی تحقیق وتعلیم وغیرہ کے شعبہ میں خواتین کی حصہ داری متوقع سطح تک نہیں پہنچ پائی ہے۔ خواتین کی سرگرم حصہ داری کے بغیر ملک اور دنیا سے غریبی اور بھوک کا خاتمہ ناممکن ہے۔ اس میں اطلاعاتی تکنیک کے استعمال سے مزید اضافہ ہوسکتا ہے۔

ہندوستان کی مجموعی گھریلو پیداوار میں زراعت کا 15فی صد حصہ ہے جس میں خواتین کی حصہ داری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کھیتی باڑی میں ہاتھ بٹانے کے علاوہ دیہی خوتین پر اپنے کنبہ کے لئے خوراک کا انتظام کرنے اور بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔ دودھ کی پیداوار کے کام سے 75ملین خواتین وابستہ ہیں۔ جب کہ اس شعبہ میں مردوں کی تعداد 15ملین ہے۔ اسی طرح مویشی پالن کے شعبہ میں 20ملین خواتین ہیں جب کہ اس میں مردوں کی تعداد 5-1ملین ہے۔ کئی معنوں میں دیہی ہندوستان کی تمام عورتوں کو کسان مانا جاسکتا ہے کیوں کہ وہ یا تو زرعی مزدور کے طور

مضمون نگار انڈین فارمرس فرٹیلائزر کوآپریٹو لمیٹڈ لکھنو سے وابستہ ہیں۔

پر یا گھریلو کام اور کھیتی کے کاموں میں بغیر کسی ادائیگی کے یا مشترکہ طور پر دونوں ہی طرح سے کام کرتی ہیں۔ ہندوستان میں سبز انقلاب کے بعد سے زرعی تکنیکی سائنس کے شعبہ میں کافی ترقی ہوئی ہے مگر اس کی برکات عموماً کسانوں/مردوں تک ہی محدود رہی۔ تکنیکی ترقی کے شعبہ میں اکثر و بیشتر خواتین کی اہم ضرورتوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ زراعت کے شعبہ میں عورتوں کی حصہ داری کو وہ وقار اور عزت افزائی نہیں ہو پاتی جس کی وہ حق دار ہیں۔ ایک تحقیقی مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ زرعی شعبہ کا 60 تا 70 فی صد کام خواتین انجام دیتی ہیں۔ مگر جب زرعی پیداوار کو فروخت کرنے کی بات آتی ہے تو خواتین پیچھے رہ جاتی ہیں اور گھر کے مرد ہی بازار جا کر اس پیداوار کی قیمت لیتے ہیں۔ آجکل اضافی آمدنی کے لئے مرد شہروں کا رخ کر رہے ہیں جس سے ایسے بہت سے کام جو روایتی طور پر مرد کرتے تھے' ان کو بھی خواتین کو کرنا پڑتا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ دیہی ہندوستان میں زراعت کے شعبہ میں خواتین کی حصہ داری دن بہ دن بڑھ رہی ہے اور زرعی زمین کا حجم فی کسان دن بہ دن کم ہوتا جا رہا ہے' لہٰذا جو کسان صرف زراعت پر انحصار کر رہا ہے' اس کو مناسب آمدنی حاصل نہیں ہوتی۔ اس کا انسداد کسانوں میں کار آفرینی کی ترقی کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔ خواتین کار آفرین اپنے طریقہ سے زرعی شعبہ کی ترقی میں اچھا کام انجام دے رہی ہیں۔ ملک میں کوآپریٹیو کمیٹیوں کے توسط سے خواتین کو انٹرپرینر شپ کی ترغیب دی جاتی ہے اور نئے ماڈل کے ساتھ غریب عورتوں کے اپنی مدد آپ گروپ بنائے گئے ہیں جو کچھ ریاستوں میں کامیابی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔

ان دنوں حکومت اور پرائیوٹ کمپنیاں گاؤں کی طرف زیادہ توجہ مرکوز کر رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج گاؤں میں شہر جیسی سہولیات مل پا رہی ہیں اور ترقی یافتہ گاؤں ملک کی ترقی میں اہم رول ادا کر رہے ہیں۔ ویلیج اکنامی کے تحت ایسے کئی شعبے آتے ہیں جہاں کوششیں پروان چڑھیں تو سونے کی بارش ہوسکتی ہے۔ اس علاقہ میں ایسے خطوں کو شامل کیا جاتا ہے جن کا تعلق زراعت اور متعلقہ شعبوں سے ہے۔ آج یہ چیزیں مکمل طور پر پروفیشنل بن چکی ہیں۔ اس میں کامیابی کے لئے ضروری ہے تھوڑے حوصلہ اور خود سپردگی کی۔ خواتین کو زراعت سے جڑے شعبے فائدہ مند مواقع فراہم کرتے ہیں۔ کوآپریٹیو انجمنیں' اپنی مدد آپ گروپ' سستے قرض' تکنیکی مدد جیسے اقدامات اس شعبہ میں خواتین کو نئی اور خود انحصاری کی شناخت عطا کر رہے ہیں۔ دیہی سطح پر مسالہ' کپاس کی چھنٹائی' فوڈ پروسیسنگ' پولٹری' جوٹ' گنا' رائس ملس جیسے کام انہیں میں شمار ہوتے ہیں۔ بیج کی پیداوار' شہد کی مکھی پالنا' پھل اور پھولوں نیز غیر ملکی سبزیوں کی کھیتی کسانوں کی آمدنی کو 70 تا 80 فی صد تک بڑھا سکتی ہے۔ اسی طرح مویشی پالن اور مچھلی پالن کے شعبہ میں بھی خواتین کی حصہ داری اہمیت کی حامل ہے۔ خواتین کو بھی اگر اس لائق بنا دیا جائے کہ وہ یا تو ذاتی طور پر یا گروپ کی سطح پر زراعت پر مبنی پیشہ اپنا کر اپنی آمدنی میں اضافہ کر سکتی ہیں۔

فصلوں کی پیداوار میں خواتین کی حصہ داری

ہندوستان کی مجموعی گھریلو پیداوار میں زراعت کی حصہ داری 15 فی صد ہے جس میں خواتین کی حصہ داری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ فصلوں کی پیداوار میں خواتین کا رول زیادہ واضح ہے۔ اگر مناسب تکنیک وضع کی جائے تو عورتوں کو زرات سے متعلق کنبہ جاتی فکرمندیوں کی مختلف ضروریات کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں تکنیک کو ترقی دے کر خواتین کو زرعی کے شعبہ میں برابر کا حصہ دار بنا کر مساوات کے ہدف کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح فصلوں کی پیداوار میں منظم فصل اسکیم کی پالیسی کے توسط سے خواتین کو فصل کی پیداوار کے لئے اطلاعاتی تکنالوجی کی تفویض کو مین اسٹریم میں لانے کا ہدف ممکن ہوسکتا ہے۔ کسانوں کی آمدنی بڑھانے کے لئے زراعت کی توسیع از حد ضروری ہے۔ دھان- گیہوں' فصل- چکر اپنا کر ہم غذائی اشیاء کے شعبہ میں خود کفیل تو ہوگئے ہیں مگر اس سے قدرتی وسائل کا حد سے زیادہ استعمال کیا گیا۔ ہمیں کم پانی والی دلہن اور تلہن فصلوں کے ساتھ ہی سبزیوں اور مسالہ والی فصلوں (دھنیا' سونف' زیرہ' میتھی وغیرہ) پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے۔ قابل ذکر ہے کہ اعلیٰ قسم بیج' صحیح خوراک اور عمدہ ترین فصل کے انتظام سے دھان گیہوں کی پیداوار دوگنا کی جاسکتی ہے یعنی نصف رقبہ سے ہی اتنی پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے۔ بقیہ حصہ زراعت کی توسیع کے استعمال میں لایا جائے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں سبزیوں اور پھلوں کی کھیتی کی طرف توجہ مرکوز کرنی چاہئے۔ زراعت کے کمرشیلائزیشن اور زرعی آلات کے مکمل استعمال سے ہی زرعی پیداوار اور

فائدہ کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں بیداری پیدا کرنی ضروری ہے۔

غذائی تحفظ میں خواتین کا اہم رول

خواتین آدیواسی، چھوٹے اور درمیانہ کسان، بے زمین مزدور اور ان کے کنبے خوراک اور غذائی عدم تحفظ کے دائرے میں آتے ہیں۔ یہاں تک کہ بھر میں خواتین اور لڑکیاں مردوں اور لڑکوں کے مقابلہ پروٹین کی کمی/قلت تغذیہ سے زیادہ متاثر ہیں جس کی اہم وجہ دیہی پس منظر میں خواتین کی کم سطح اور خوراک کی غلط تقسیم ہے۔

تقریباً تمام ترقی پذیر ممالک میں لوگ خاص طور پر ایک یا دو غذائی عناصر جیسے چاول گیہوں مکئی یا موٹے اناج پر انحصار کرتے ہیں جس سے جسم کو تقریباً 80 فی صد توانائی حاصل ہوتی ہے۔ گھر کے آس پاس تغذیہ بخش فصل اور سبزیاں اگائی جاسکتی ہیں جن سے تغذیہ بخش عناصر اور وٹامن حاصل ہوتے ہیں۔ مزید برآں فصل اور سبزیوں کو بیچ کر کنبہ کے لئے دوسری غذائی اشیاء بھی خرید سکتے ہیں جسے وہ نہیں اگا سکتے۔ خواتین اور مردوں کی اس کی صحیح ٹریننگ اور تعلیم دے پھل اور سبزیاں پیدا کرنا، ہری پتہ دار سبزیوں کی پیداوار اور اس کا مناسب استعمال کر کے تغذیاتی سطح میں اصلاح کی جاسکتی ہے۔ یہ بہت کم پیسوں میں اور گھر کے افراد کے ذریعہ بہ آسانی کیا جاسکتا ہے۔

باغبانی کے شعبہ میں خواتین کا رول

باغبانی فصلوں کی کھیتی کو لوگوں کی صحت اور خوش حالی سے براہ راست جوڑا جاسکتا ہے۔ ان فصلوں کا استعمال نہ صرف گھریلو کھپت کو بڑھانے میں بلکہ مختلف پیداواروں جیسے مشروبات، جیم جیلی وغیرہ بنانے کے کام میں بھی ہوتا ہے۔ اس سے دیہی خواتین کو روزگار کے نئے مواقع مل سکتے ہیں۔ باغبانی کے شعبہ میں قیمت پر توجہ دینی ضروری ہے تاکہ دیہی معیشت کی وسیع ترقی ہو سکے۔ اس سے زراعت اور خام مال کی مانگ بڑھے گی جن سے کسانوں کی آمدنی میں اضافہ ہوگا اور برآمد کی سہولیات بھی مل سکے گی۔

باغبانی فصلوں میں نئی اقسام کے فروغ کی وجہ سے پورے ملک میں بیج اور روپائی کی مانگ بڑھ گئی ہے۔ اس کے ذریعہ اعلی تکنیک پر مبنی نرسری کو فروغ دیا جاسکتا ہے جو بعد میں دیہی خواتین کے لئے روزگار کے نئے مواقع پیدا کر سکتا ہے۔ باغبانی کے شعبہ میں خواتین کا سرگرم رول رہا ہے۔ کارآفرینی اور روزگار کے بے پناہ ممکنہ مواقع کے پیش نظران کی حصہ داری میں بھی اضافہ ہوا ہے جیسے کہ باغبانی فصلوں کی اہمیت کمرشیل، تغذیہ بخش خوراک اور برآمدات کی شعبہ میں بڑھ رہی ہے۔ اس سے خواتین کو بہتر مواقع حاصل ہوسکتے ہیں۔ سجاوٹی پھولوں، سبزیوں، پھلوں اور باغبانی کے گرین ہاؤس کامیابی کے ساتھ ترقی کر سکتے ہیں۔

مویشی پالن کے شعبہ میں خواتین کا رول

ڈیری اور مویشی پالن ہمیشہ سے ہی زرعی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی رہے ہیں۔ مگر پہلے جہاں ڈیری پروڈکٹس کی پیداوار کا ہدف ذاتی ضرورتوں کی تکمیل تک محدود تھا، آج اس نے پیشہ ورانہ چیلنجوں کی شکل اختیار کر لی ہے۔ نیشنل سیمپل سروے کے ایک مطالعہ کے مطابق یہ شعبہ ملک میں 8-9 ملین لوگوں کو براہ راست اور تقریباً اتنے ہی لوگوں کو بالواسطہ طور پر روزگار فراہم کر رہا ہے۔ پیداوار کے نظریہ سے آج ہندوستان دنیا کا سب سے بڑا دودھ پیدا کرنے والا ملک ہے جہاں دنیا کا 13 فی صد دودھ پیدا ہوتا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ بڑھتی ہوئی مانگ کی وجہ سے مستقبل میں اہل لوگوں کی بہت ضرورت پڑے

گی۔خواتین مویشی پالن کے مختلف کاموں جیسے جانوروں کی دیکھ بھال' کھانا پینا اور' مویشیوں کے پروڈکٹ کی فروخت میں اہم رول نبھاتی ہیں۔مویشیوں کے مالکانہ حقوق خصوصا بکری' بھیڑ' مرغی وغیرہ پر خواتین کا زیادہ حق ہوتا ہے۔اس کے برعکس زمین جائیداد' سرمایہ اور علم کے معاملہ میں مردوں کو برتری حاصل ہے۔ دودھ پیداوار کے شعبہ میں 75 ملین خواتین لگی ہوئی ہے جب کہ اس میں مردوں کی تعداد 15 ہے۔اسی طرح مویشی پالن کے شعبہ میں 20 ملین خواتین ہیں جب کہ مردوں کی تعداد 1-5 ملین ہے۔معاشی سماجی نظام' ادارہ جاتی اور نجی فیصلے بھی کاموں اور ذمہ داریوں پر اثر انداز ہوتے ہیں' لہٰذا خواتین کے تفویض اختیارات میں اضافہ ہوا ہے جس سے ان کی رسائی تکنیک اور سائنس کے شعبہ میں زیادہ ہوسکے گی۔سماجی نظام پر اس کے دوررس نتائج ان کے مثبت طور پر اثر انداز ہوسکتے ہیں۔مختلف کاموں میں مرد و خواتین کی حصہ داری اور وسائل کا مالکانہ حق مختلف سماج اور خطوں میں علاحدہ علاحدہ ہوتا ہے۔سماجی' پرائیویٹ اور ادارہ جاتی بندوبست کئی مرتبہ عورتوں کی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں جنہیں دور کرنے کی ضرورت ہے۔ان رکاوٹوں کو اگر دور کر دیا جائے تو خواتین مویشی پالن کے ذریعہ معاشی طور پر خوش حال ہوسکتی ہیں۔

غذائی تحفظ

غذائی تحفظ خوردنی اشیاء کا جز ولاینفک ہے جو غذا میں تنوع لانے کے ساتھ ساتھ اشیائے خوردونوش کے ضیاع کو کم کرتا ہے۔ان کی تقسیمی اہلیت کو بڑھاتا ہے اور خواتین کو غذائی اشیاء کی پیداوار میں حصہ دار بناتا ہے۔ترقی پذیر ممالک میں بیشتر تحفظاتی عمل خواتین ہی انجام دیتی ہیں۔ہر چندکہ تحفظ نہ صرف اشیاء تنوع لاتا ہے اور قوت ہاضمہ میں اضافہ کرتا ہے مگر یہ غذا کو محفوظ کرکے ان کی تقسیمی اہلیت کو بڑھا کر اضافی آمدنی کا ذریعہ مہیا کرتا ہے جس سے لوگوں کو مختلف نوعیت کی غذا اور تغذیہ بخش عناصر کی حصولیابی بڑھتی ہے۔اچار' چٹنی' جیم' جیلی وغیرہ محفوظ کرکے بغیر موسم بھی ان میں موجود تغذیہ بخش عناصر سے استفادہ کیا سکتا ہے۔پھلوں اور سبزیوں کو دھوپ میں خشک کرکے پورے سال وافر مقدار وٹامن ڈی میں حاصل کی جاسکتی ہے۔

کٹائی کے بعد پروسیسنگ میں خواتین کا رول

غذائی اشیاء کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کا فائدہ نہ تو صارفین کو مل رہا ہے اور نہ ہی پیداوار کنندگان کو۔یقینی طور پر اس کا فائدہ تاجر یا خدمت فراہم کرنے والے شعبہ کو ملتا ہے۔تجارت اور خدماتی شعبے دونوں ہی لاگت اور منافع کی بنیاد پر اپنا کاروبار چلا رہے ہیں۔صارفین اور کسان دونوں اس کی مار جھیل رہے ہیں۔اگر کسان کو کھلی مارکیٹ میں فائدہ پہنچانا ہے تو بازار کے کچھ کام زرعی پیداوار اور ان سے متعلقہ کچھ کاموں کو اپنے ہاتھ میں لینا ہوگا۔تنہا کسان تو اس کام کو کر نہیں سکتا۔اسے منظم ہوکر کوآپریٹو کے توسط سے یا گروپ اور تنظیم بنا کر اس کام کو انجام دینا ہوگا۔اس طرح سے زرعی تجارت میں فوائد کی حصہ داری بھی کسان کے اپنے ہاتھ میں رہے گی۔گجرات کے دودھ پیداوار کرنے والوں نے کوآپریٹو شعبہ میں امول کے توسط سے اور مہاراشٹر کے انگور پیداوار کرنے والوں نے اپنی تنظیم کے ذریعہ یہ راہ دکھائی ہے کہ پیداوار سے صارفین تک زرعی کاروبار کو اپنے ہاتھ میں رکھ کر کسان زراعت کے شعبہ میں سرمایہ کاری کو بڑھا سکتا ہے۔امول دودھ کے علاوہ دودھ کے تمام پروڈکٹ بیچ سکتا ہے تو گیہوں پیدا کرنے والا کسان گیہوں کے علاوہ آٹا' سوجی' دلیا' میدا' بسکٹ وغیرہ کیوں نہیں بیچ سکتا۔اس نظریہ کو زیر عمل لانے سے گاؤں میں روزگار کے مواقع بڑھیں گے اور ویلیو ایڈیشن اور مارکیٹنگ کا فائدہ بھی کسانوں کو ملے گا۔اسی طرح ہر فصل کے لئے ایگرو پروسیسنگ اور مارکیٹنگ کی سہولت کسانوں کو اپنی کمیٹیوں' گروپوں اور انجمنوں کے توسط سے بنانی ہوگی جس سے کہ زراعت سے متعلق ساری آمدنی کا فائدہ کسانوں کے درمیان ہی رہا۔

سبزیوں اور پھلوں کی پیداوار کے شعبہ میں کٹائی کے بعد کا عمل جیسے پروسیسنگ' ذخیرہ کے شعبہ میں خواتین کا رول گھریلو سطح پر فیصلہ کن ہے۔اس عمل میں خواتین کی حصہ داری بہت زیادہ ہے۔علاوہ ازیں ریشم کا کیڑا پالنا' مچھلی پالنا' دست کاری' مرغی پالن' آرگینک فارمنگ' شہد کی مکھی پالنا' مشروم کی کھیتی وغیرہ ایسے شعبہ ہیں جہاں عورتیں بحسن وخوبی اپنے کام کو انجام دے کر پیسہ کماسکتی ہیں۔اس سے گاؤں میں روزگار کے مواقع بڑھیں گے۔

خواتین کو بااختیار بنانے کے لئے اپنی مدد آپ گروپوں کا تعاون

گزشتہ برسوں سے خصوصاً خواتین اپنی مدد آپ گروپوں نے خواتین کو بااختیار بنانے کے لئے قابل ذکر کام کئے ہیں۔گروپ کی طاقت اور باہمی تعاون کے اس جذبہ کو مویشی پالن کے شعبہ میں خواتین کی حصہ داری ایک نئی جہت فراہم کرنے کے لئے بحسن وخوبی استعمال کیا جاسکتا ہے۔اس سے مویشیوں کے لئے قرض فراہم کرنے میں آسانی ہوگی۔مویشی پالن کے شعبہ میں عورتوں کی حصہ داری اور تعاون کو مزید بڑھانے کی ضرورت ہے جس سے اس شعبہ کی تیز ترقی ہوگی۔اس شعبہ میں عورتوں کو بااختیار بنا کر نہ صرف کنبہ کی روزی روٹی کا انتظام کیا جاسکتا ہے بلکہ روزگار کے مواقع بھی پیدا ہوں گے۔ذیلی شہری علاقوں میں کئی خواتین اپنی مدد آپ گروپوں میں بڑے پیمانے پر پیکنگ وغیرہ کے کاموں کو انجام دے رہی ہیں۔

عالمی تنظیم تجارت کی پالیسیوں کے مطابق نئے پروڈکٹ' معیار اور بازار کی ضرورتوں میں تیزی سے بدلاؤ آرہے ہیں۔لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ خواتین کو تربیت دی جائے تاکہ وہ باغبانی پودوں کی پیداوار اور پروسیسنگ کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنے میں مدد فراہم کرسکیں۔کامیاب خواتین کی کہانیوں کو دوسرے لوگوں تک پہنچانا چاہئے تاکہ زیادہ لوگ اس کام سے وابستہ ہوسکیں۔اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً خواتین کو انعامات و

اکرامات سے نوازا جانا چاہئے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہوسکے۔ مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح خواتین کھیت اور گھروں میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں، اسی طرح انہیں باہر بھی مساوی مواقع، عزت افزائی، احترام حاصل ہونا چاہئے۔ مائیکرو فائنانس کا استعمال دکانداروں، فیری والوں، ڈیری، پولٹری فارم سمیت دوسرے کم پونجی والے تاجروں کی مالی ضرورتیں پوری کرنے میں ہوتا ہے۔ بنگلہ دیش گرامین بینک کے سابق چیف یونس خان کے مائیکروفائنانس کے کامیاب تجربہ کے بعد پوری دنیا نے اس کی اہمیت کی سمجھا ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق آج ملک کے تقریباً10 کروڑ خاندان کو مائیکروفائنانسنگ کی ضرورت ہے۔ مزید برآں اس سیکٹر میں آج ملازمت کے زبردست امکانات ہیں۔

☆☆☆

پانی کے تحفظ کو عوامی تحریک بنائیں

☆ دیہی ترقیات، پنچایتی راج، پینے کے پانی اور صفائی ستھرائی کے مرکزی وزیر جناب چودھری بریندر سنگھ نے کہا ہے کہ ریاستوں کو چاہئے کہ وہ 2015 کے مانسون کے کیلئے پہلے سے تیاریاں کریں تا کہ اُن چند مہینوں میں زیادہ سے زیادہ پانی کا ذخیرہ کیا جاسکے جس سے سبھی کو فائدہ پہنچے۔ آج نئی دلی میں ''روکاوٹی باندھ کی تعمیراور صفائی/ واٹر ہارویسٹنگ کے ڈھانچے'' کے موضوع پر دوروزہ ورکشاپ کا افتتاح کرنے کے بعد تمام ریاستوں سے آئے مندوبین سے خطاب کررہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ وزیراعظم نریندر مودی کا یہ آئیڈیا کہ بروقت اور پیشگی تیاریوں کے ذریعے مختلف قسم کے ڈیمو، تالابوں، جھیلوں وغیرہ میں پانی کا ذخیرہ کرنے کی صلاحیت میں قابل قدر اضافہ کیا جاسکتا ہے، پوری طرح قابل عمل ہے۔ چودھری بریندر سنگھ نے کہا کہ پانی کا تحفظ اور ہارویسٹنگ کوعوام کی ایک تحریک بنائے جانے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے کہا کہ سماج کے تمام طبقوں کو اچھی طرح پانی کی ہارویسٹنگ کیلئے تال میل کے ذریعے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

ضروری گزارش

''یوجنا'' (اُردو) اپنی نوعیت کا واحد جریدہ ہے جس میں نئی نسل کے لیے ترقیات، معاشیات، سائنس وتکنالوجی، تعلیم وثقافت، صحت اور دیگر جدید موضوعات پر معلوماتی مضامین فراہم کئے جاتے ہیں۔ یہ رسالہ بہ طور خاص اُردو میڈیم سے مقابلہ کے امتحانات میں بیٹھنے والے طلبا کے لیے ناگزیر ہے۔ چناں چہ کئی مرکزی وریاستی یونیورسٹیوں کے طلبا اور ریسرچ اسکالرز میں بہ طور خاص مقبول ومطلوب ہے۔ **مذکورہ پس منظر میں اگر آپ خود بھی خریدار بنیں اور اپنے حلقۂ احباب نیز اساتذہ/ طلبا کو یوجنا(اردو) کی چند کاپیوں کی خریداری کے لئے آمادہ کرسکیں تو اردو کے فروغ کے تئیں یہ آپ کی اہم خدمت ہوگی۔**

چندے کی شرحیں:

ایک شمارے کی قیمت:	10روپے	ایک سال کے لیے:	100روپے
دوسال کے لیے:	180روپے	تین سال کے لیے:	250روپے

خاص نمبر بیس روپے

چندہ انڈین پوسٹل آرڈر یا ڈیمانڈ ڈرافٹ کی شکل میں جو کہ اے ڈی جی (انچارج) پبلی کیشنز ڈویژن (انفارمیشن اینڈ براڈ کاسٹنگ منسٹری) کے نام سے ہو مندرجہ ذیل پتے پر بھیجا جانا چاہئے۔

BM (Journals)Publ, 2ications Division
East Block-IV, Level VIINew Delhi-110066
Tel.011-26105590
Fax.011-261930126175516

ایجنٹ حضرات سے آرڈر مطلوب ہیں۔

کوراا کا بقیہ

وزیراعظم نریندر مودی اور ان کے ویتنامی ہم منصب نگوئین تان ڈنگ کے مابین بات چیت کے بعد دونوں ملکوں نے ان مفاہمت ناموں پر دستخط کرنے پر اتفاق کیا۔دونوں لیڈروں کے درمیان بات چیت کے دوران دونوں ملکوں نے اعلی سطح کے ریگولر تبادلوں کے ذریعہ اپنے دفاعی وسلامتی تعاون کو مزید مضبوط بنانے کا فیصلہ کیا۔دونوں ملکوں نے سمندری راستوں کی سلامتی، بحریہ کی حفاظتی وسلامتی، بحری قزاقی کے انسداد اور ہنگامی حالات میں تلاش وراحت رسانی کی مہم انجام دینے کے مسائل پر تفصیلی بات چیت کی۔دونوں وزراء اعظم نے دونوں ملکوں کے درمیان سیاحتی وثقافتی تبادلات کو فروغ دینے کے لئے اپنا حل پیش کئے۔مسٹر نریندر مودی نے ویتنام کو ہندوستان کی "مشرق کی جانب رخ" پالیسی کا اہم ستون قرار دیا جبکہ مسٹر تان ڈنگ نے کہا کہ ہندوستان کو اس خطے میں اور علاقائی سطح پر اہم کردار ادا کرنا ہے۔ مسٹر تان ڈنگ کے ساتھ بات چیت کے بعد ایک مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نے صدر جمہوریہ پرنب مکھرجی اور وزیر خارجہ سشما سوراج کے کامیاب دورہ ویتنام کا بھی ذکر کیا۔انہوں نے کہا کہ "دونوں ملک دشوار حالات میں بھی ایک دوسرے کا تعاون کرتے رہے ہیں اور ہندو ویتنام کے درمیان قدیم روحانی اور ثقافتی تعلقات قائم ہیں۔"واضح رہے کہ دونوں ملکوں کے ذریعہ دستخط کئے گئے معاہدوں میں نالندہ یونیورسٹی کے قیام کے علاوہ ویتنام کے صوبہ قوانگ نام میں واقع عالمی وراثت "مائی سن" کا تحفظ اور بحالی بھی شامل ہے۔دونوں ملکوں کے درمیان ٹیلی کمیونیکیشن یونیورسٹی میں ایک انگریزی زبان واطلاعاتی تکنالوجی کا ٹریننگ سینٹر قائم کرنے کے لئے مفاہمت نامہ پر اور ثقافتی پروگراموں کے لئے بھی ایک دوسرے مفاہمت نامہ پر دستخط کئے گئے ہیں۔۔

ہندوستان اور عمان کے درمیان باہمی قانونی مدد سے متعلق سمجھوتہ

☆وزیر داخلہ جناب راج ناتھ سنگھ نے عمان کے کامرس اور صنعت کے وزیر ڈاکٹر علی بن مسعود السنیدی نے جرائم سے متعلق قانونی اور عدالتی تعاون کے سمجھوتے پر دستخط کئے۔اس معاہدہ سے دونوں کے درمیان جرائم اور مختلف قسم کی دہشت گردی کے خاتمے میں مدد ملے گی۔مفاہمت کے اس سمجھوتے کے تحت دستاویزات، ریکارڈ اور دیگر چیزوں کے تبادلے، تلاش اور ضبطی، شہادت فراہم کرنے کے لئے افراد کی دستیابی اور جانچ میں مدد فراہم کی جائے گی۔

میک ان انڈیا پروگرام میں تعاون کے لئے مفاہمتی دستخط

☆حکومت ہند کے میک ان انڈیا پروگرام کو فروغ دینے کے لئے بہت چھوٹی، چھوٹی اور درمیانہ درجے کی صنعتوں کی وزارت اور بین الاقوامی مزدور تنظیم (آئی ایل او) نے یہاں ایک مفاہمت نامے پر دستخط کئے۔اس موقع پر مذکورہ وزارت کے سکریٹری جناب مادھولال نے اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ دونوں شراکت داروں کے درمیان زبردست تعاون اور اشتراک رہے گا۔انہوں نے مزید کہا کہ اس مفاہمت کے ذریعہ ہندوستان میں معیاری اور بہتر روزگار کی فراہمی کے بنیادی مقصد سے ٹیکنیکل پارٹنرشپ کے لئے بنیاد فراہم ہوگی۔اس کی تمام سرگرمیاں تین کلیدی شعبوں تجارت اور روزگار کی ترقی، پیداوار بڑھانے کے لئے کام کی جگہوں پر بہتر ماحول بنانے نیز پیداوار کی برآمدات کے لئے آپسی روابط بڑھانے اور پائیدار اور مستحکم تجارتی حکمت عملی سے متعلق تحقیق پر توجہ مرکوز ہوں گی۔یہ مفاہمتی دستاویز شروع میں 5 برسوں کے لئے اور حکومت ہند کے میک ان انڈیا پروگرام کو تعاون دینے کے لئے ہے۔اس مفاہمت نامے پر مذکورہ وزارت کے سکریٹری مسٹ مادھولال اور بین الاقوامی مزدور تنظیم (آئی ایل او) کی ساؤتھ ایشیا اور کنٹری آفس انڈیا کی ڈائریکٹر محترمہ ٹینے اسٹرموس نے دستخط کئے۔

اپریل سے ستمبر 2014 کے دوران ملبوسات کی برآمد میں 17.6 فیصد کا اضافہ

☆انڈیا مارکیٹ ڈیز کے 22ویں ایڈیشن کا افتتاح کل گڑگاؤں واقع اپیریل ہاؤس میں برآمدات فروغ (ای پی) کے چیئرمین جناب سدھیر سیکھری کے ذریعے کیا گیا۔اےای پی سی کے صدر جناب ویریندر اپل نے اپنے پیغام میں برآمد کارکردگی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ملبوسات برآمدات ترقی کی راہ پر ہیں اور اس مالی سال میں ہم نے 17.6 فیصد اضافہ حاصل کیا ہے۔ستمبر 2014 میں ڈالر کی شکل میں برآمد 1.3 بلین کا ہوا جو 16 فیصد اضافہ ظاہر کرتا ہے۔مالی سال 15-2014 کی اپریل سے ستمبر تک کی مدت کے دوران گزشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں مجموعی برآمد میں 17.6 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔حکومت کی مدد ملنے سے ہندوستان کو زیادہ کاروبار حاصل ہوسکتا ہے کیونکہ غیر ملکی خریدار ہندوستان کو محفوظ اور قابل اعتماد متبادل کے طور پر دیکھ رہے ہیں۔اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے جناب سیکھری نے کہا کہ اس بار 52 نمائش کار اپنے موسم بہار نیز موسم گرما 2015 کے کلیکشن کی نمائش کر رہے ہیں۔مجھے پورا بھروسہ ہے کہ خریداروں کو ہندوستان سے نئے فیشن کی مصنوعات حاصل ہوں گی۔پوری دنیا کے خریدار اس دو روزہ انڈیا مارکیٹ ڈیز میں حصہ لے رہے ہیں۔انڈیا مارکیٹ ڈیز خریداروں کو ایک ہی جگہ پر موجودہ اور ابھرتے مصنوعات کے وسیع رینج میں سے انتخاب کرنے، تجزیہ کرنے، بھاری خریداری کو حتمی شکل دینے، بڑے آرڈرز کے لئے اچھی شرح پر مول بھاؤ کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔اےای پی سی کے ایس جی جناب پنیت کمار نے خریداروں کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ ملبوسات برآمدات کی صنعت مسلسل ترقی کر رہی ہے اور ہم امریکی مارکیٹ میں اونچے درجے پر ہیں جس کا سہرا میں تمام محنتی ایکسپورٹروں کے سر باندھنا چاہتا ہوں۔انڈیا مارکیٹ ڈیز کا 22واں ایڈیشن کپڑے کی وزارت کے ذریعہ منظور شدہ ایک پروجیکٹ ہے اور کامرس وصنعت کی وزارت سے متعلق مارکیٹ رسائی اقدام (ایم اے آئی) اسکیم کے تحت اس کو غیر ملکی خریداروں اور خریدار ایجنٹوں کو مدعو کرنے کے لئے مالی مدد دی جاتی ہے۔

نوجوان آبادی کی مالی رسائی میں اضافے پر بین الاقوامی کانفرنس

☆سکریٹری ایکسپینڈیچر جناب آر پی وتّل نے نئی

دلّی میں بچت کے عالمی دن کی 90 ویں سالگرہ کے موقع پر نوجوان آبادی کی مالی رسائی میں اضافہ، 2014 پوسٹل سیونگ بینک فورم کے موضوع پر ایک کراس ریجنل بین الاقوامی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے عالمی سیونگ بینک ادارے اور حکومت کے دیگر عہدیداروں کا خیر مقدم کیا۔ اس موقعے پر جناب وتل نے کہا کہ یہ خوشی کی بات ہے کہ کراس ریجنل بین الاقوامی کانفرنس ہندوستان میں منعقد کی جارہی ہے کیونکہ ہمارے ملک کی ایک بڑی آبادی نوجوان ہے اور آئندہ بھی نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد ہماری آبادی کی نمائندگی کرے گی۔ انھوں نے کہا کہ ہندوستانی سماج مستقبل کی نسلوں کے لئے بچت کی روایتوں اور اگلی نسل کے لئے علم حاصل کرنے کی بنیاد پر چل رہا ہے۔ انھوں نے اس موقعے پر سنسکرت کا ایک دوہا پڑھتے ہوئے بتایا کہ علم اور دولت وقت کی سرمایہ کاری اور بچت کرنے سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص وقت کی سرمایہ کاری نہیں کرے گا تو وہ علم بھی حاصل نہیں کرسکتا۔ اسی طرح جب تک کوئی شخص بچت نہیں کرتا وہ دولت جمع نہیں کرسکتا۔ جناب وتل نے کہا کہ گھریلو بچت قومی ترقی میں شاندار کردار ادا کرتی ہے۔ ہندوستان اُن ممالک میں سے ایک ہے جن میں گھریلو بچت کی شرح زیادہ ہے۔ اور ملک میں موجودہ بچت کی شرح مجموعی گھریلو پیداوار کی 30 فیصد تک ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ حکومت نے ماضی قریب میں بچت کی ہمت افزائی کرنے کیلئے کئی اقدامات کئے ہیں۔ جن دھن یوجنا اس سلسلے میں ایک بڑا اقدم ہے جس میں ایسے لوگوں کو بینکنگ میں شامل کیا گیا جن کے بینک کھاتے نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت نے چھوٹی بچت اسکیموں میں بھی اضافہ کیا ہے۔ حکومت جلد ہی لڑکیوں کے لئے ایک خصوصی اسکیم کا اعلان کرے گی۔ انھوں نے کہا کہ ہندوستان میں 35 سال سے کم عمر کی آبادی کا سب سے بڑا تناسب ہے اور امید ہے کہ آنے والی دہائیوں میں ہندوستان کی دو تہائی آبادی نوجوان ہوگی۔ اور یہ ہندوستانی معیشت کی سب سے بڑی قوت ہے۔

صدر جمہوریہ کی این آئی ٹی سے سماج کے ساتھ رابطہ وسیع کرنے کی درخواست

☆صدر جمہوریہ جناب پرنب مکھرجی نے راشٹر پتی بھون میں نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کے ڈائریکٹروں کی دو روزہ کانفرنس کا افتتاح کیا۔ صدر جمہوریہ کی مدت کار کے دوران این آئی ٹی کے ڈائریکٹروں کی یہ دوسری کانفرنس ہے۔ یہ کانفرنس سنٹرل یونیورسٹیوں، آئی آئی ٹی اور آئی آئی ایس ای آر کے وزیر کی حیثیت سے مذکورہ اداروں کے ساتھ ہونے والے مستقل تبادلہ خیال کا حصہ ہے۔ اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے این آئی ٹی سے سماج کے رابطے کو مزید وسیع کرنے کی درخواست کی۔ انہوں نے کہا کہ این آئی ٹی ادارے کے کام سے لوگوں کی خواہشات اور ضروریات کی عکاسی ہونی چاہئے۔ وزیر اعظم کی جانب سے حال ہی میں سانسد آدرش گرام یوجنا پر اظہار خیال کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے کہا کہ این آئی ٹی کو کم سے کم ایک گاؤں کو اپنا کر اسے ماڈل گاؤں میں تبدیل کرنا چاہئے تاکہ اسے پورے ملک میں دوہرایا جاسکے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو دوسرے مرکزی اداروں سے ماہرین کو مختلف مسائل کا حل تلاش کرنا چاہئے۔ صدر جمہوریہ این آئی ٹی اداروں سے ملک میں ڈیجیٹل، دیہی اور شہری اور معاشی عدم مساوات کو ختم کرنے کے لئے بالخصوص حکومت کی جانب شروع کئے گئے میک ان انڈیا اور ڈیجیٹل انڈیا کے اقدامات کی روشنی میں آگے آنے کی درخواست کی۔ انہوں نے کہا کہ این آئی ٹی کو دیہی اختراعات، مقامی اور عالمی درجے کی مینوفیکچرنگ کے درمیان رابطے بڑھانے کے لئے کچھ اہلکار کی ضرورت ہوگی۔ صدر جمہوریہ نے تحقیق اور اختراع سے متعلق این آئی ٹی کی خدمات کی ستائش کی۔

نائب صدر جمہوریہ کا 43 واں مولانا آزاد یادگاری لیکچر

☆ نائب صدر جمہوریہ محمد حامد انصاری نے یہاں ''مغربی ایشیا میں بے چینی کی ایک صدی: قومیت کو درپیش چند خطرات'' کے موضوع پر 43 واں مولانا آزاد یادگاری لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ یہ ایک امتیاز کی بات ہے کہ انہیں 43 ویں مولانا آزاد یادگاری لیکچر کے لئے مدعو کیا گیا جس کا اہتمام انڈین کونسل فار کلچرل ریلیشنز نے کیا ہے۔ اس ادارہ کی بنیاد ہمارے ملک کے پہلے وزیر اعظم نے رکھی تھی۔ اور یہ ادارہ دوسرے ملکوں کے ساتھ ثقافتی تعلقات کو فروغ دینے کے لئے وقف ہے۔ اس کا بنیادی مقصد ثقافتی مذاکرات کو جاری رکھنا ہے۔ نائب صدر نے کہا کہ آپ میں کچھ لوگ جانتے ہیں کہ ابوالکلام آزاد معین الدین احمد کے نام سے بھی جانے جاتے تھے اور خود ان کی ذات میں متعدد تہذیبوں کے عناصر موجود تھے۔ مولانا مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئے تھے، ان کے والد ہندوستانی تھے جبکہ والدہ ایک عرب خاتون تھیں اور وہ اپنی پوری زندگی بہت سی زبانوں اور ثقافت سے واقفیت حاصل کرتے رہے۔ انھوں نے مغربی ایشیا میں سیاسی اتار چڑھاؤ کو بھی قریب سے دیکھا اور اس خطے کے سیاسی اتار چڑھاؤ سے گہری واقفیت حاصل کی۔ نائب صدر نے پہلی جنگ عظیم کا ذکر کیا جو اگست 1914 میں شروع ہوئی تھی اور نومبر 1919 کو ختم ہوئی تھی۔ اس بھیانک جنگ کو ایک سو سال ہو چکے ہیں اور یہ نومبر میں ہی شروع ہوئی تھی جس میں یوروپ کے کئی ملک شامل ہوئے تھے۔ اس کے بھیانک نتائج برآمد ہوئے تھے اور تقریباً 17 ملین لوگ ہلاک ہوئے تھے۔

صدر جمہوریہ نے تعلیم کے قومی دن تقریبات میں شرکت کی

☆صدر جمہوریہ جناب پرنب مکھرجی نے مولانا ابوالکلام آزاد کی سالگرہ کے موقع پر وگیان بھون میں تعلیم کے قومی دن کی تقریبات میں شرکت کی جس کا اہتمام انسانی وسائل کے فروغ کی وزارت نے کیا تھا اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے کہا کہ تعلیم کا قومی دن تقریب کا ایک ایسا دن ہے جب مولانا ابوالکلام آماد کے یوم پیدائش کی سالگرہ منائی جاتی ہے۔ ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم مولانا آزاد، آزاد ہندوستان میں تعلیم کے زبردست علمبردار تھے۔ وزیر تعلیم کی حیثیت سے ان کے سامنے تعلیمی نظام کو ایک قومی جذبے کے طور پر فروغ دینے کا زبردست چیلنج تھا جو کہ نوآبادیاتی نظام سے دور تھا۔ انھوں نے ایک نظام کا آغاز کیا، تاکہ تعلیم کے نصاب میں ایک قومی اپروچ اور انکوائری کے جذبے کو دل میں اُتارا جاسکے۔ صدر جمہوریہ نے مولانا آزاد کو ایک ادارہ کا معمار بتایا اور کہا کہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی اور دیگر ادارے اپنی اصلیت کیلئے ان کی انتھک کوششوں کے تئیں ان کے احسان مند

ہیں۔ ہندوستان میں سماجی مذہبی اور ثقافتی بین رشتے قائم کرنے کے لئے انہوں نے للت کلا اکیڈمی، سنگیت ناٹک اکیڈمی اور ساہتیہ اکیڈمی قائم کی۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ یہ تعلیم ہے کہ جس کی بدولت ترقی حاصل کی جاسکتی ہے۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ حالیہ دور میں تعلیم پر ہمارے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔ 09-2008 میں مجموعی گھریلو پیداوار کا 2.9 فیصد تعلیم پر خرچ ہوا تھا لیکن 14-2013 میں یہ بڑھ کر 3.3 فیصد ہوا۔ مولانا آزاد کا حوالہ دیتے ہوئے انھوں نے کہا کہ اسکول ایسی تجربہ گاہیں ہیں جو ایک مملکت میں مستقبل کے شہری پیدا کرتی ہیں لہٰذا ایک مملکت کا معیار اس طرح کی تجربہ گاہوں کے معیار پر منحصر ہوتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ سیکھنے کے عمل کے لئے ہم کو ضابطے قائم کرنے چاہئیں۔ اور انہیں سبھی اسکولوں میں سختی سے نافذ کرنا چاہئے۔ ہمیں اپنے اسکولوں میں صاف ستھرے ماحول کو بھی فروغ دینا چاہئے۔ انھوں نے کہا کہ وہ پوری طرح مطمئن ہیں کہ سوچھ بھارت سوچ ودیالیہ مہم ہر اسکول میں صاف پانی صفائی ستھرائی کی سہولتوں کو یقینی بنائے گی۔ انھوں نے کہا کہ تعلیم کے شعبے میں ٹیکنالوجی کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ اس موقع پر صدر جمہوریہ نے ''نو یور کالج پورٹل'' اور ویب سائٹ آف اُنت بھارت ابھیان کا بھی آغاز کیا۔

حیدرآباد میں سردار ولبھ بھائی پٹیل قومی پولیس اکیڈمی میں وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ کا خطاب

☆ وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ نے حیدرآباد میں سردار ولبھ بھائی پٹیل قومی پولیس اکیڈمی میں پولیس سروسیز کی تربیت مکمل کرنے والے عہدیداروں کو ایک تقریب پر خطاب کیا۔ اس موقع پر جناب راج ناتھ سنگھ نے تربیت مکمل کرنے والے 128 بھارتی پولیس عہدیداروں اور 15 دوست ممالک کے عہدیداروں کو مبارکبادی کہ انہوں نے پہلے یو پی ایس سی کے امتحان میں کامیابی حاصل کی اور اب مہینوں کی سخت تربیت کے بعد پولیس عہدیدار کی حیثیت سے اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے تیار ہیں۔ انھوں نے کہا کہ یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ تقسیم اسناد کے جلسہ کے موقع پر یہ پریڈ مرد آہن اور بھارت کے پہلے وزیر داخلہ سردار پٹیل کی یوم پیدائش کے موقع پر ہورہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ سردار پٹیل کی شخصیت اور فرائض کی انجام دہی میں انہیں ایک شخص سے وچار یعنی فکر کے سانچے میں ڈھال دیا ہے۔

وزیر داخلہ نے ان امیدواروں کے والدین اور رشتہ داروں کو بھی مبارکبادی۔

سردار پٹیل کی شخصیت جمہوریت کی علامت تھی اور وہ چٹان کی طرح فولادی شخصیت کے مالک تھے۔ انھوں نے خون خرابے کے بغیر انقلاب کے ذریعہ ملک کو بٹوارے کی ذہنیت سے آزاد کرایا اور قومی یکجہتی کی تشکیل کی۔ انھوں نے 19 دسمبر 1947 کو برطانوی سامراج کے آخری داخلہ سکریٹری اے ای پورٹر کو جو خط لکھا تھا وہ ایک آئینہ کی طرح ہے۔ جس میں انھوں نے کہا کہ تھا کہ آپ کے بھارت چھوڑنے کے بعد بہت سی وارداتیں اور واقعات ہوئے ہیں لیکن ایشور کی کرپا سے ہم اس بھیانک طوفان سے پار ہوگئے ہیں اور ہم نے صورتحال کو بدل دیا ہے۔ جناب سنگھ نے کہا کہ صرف حال ہی نہیں بلکہ مستقبل میں آنے والی کئی نسلوں کو ان سے تحریک ملتی رہے گی۔

ہماری حکومت نے آج کا دن قومی اتحاد کے دن کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ صرف علامتی ہی نہیں سردار پٹیل کے جاننے کا مطلب قومی تعمیر کے عمل کو سمجھنا ہے۔ سردار پٹیل نے جناب پورٹر کو لکھے گئے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ عوام کی خدمت کے لئے اپنے تمام فرائض کو تیاگ کر عوام کی خدمت کرنا ہی ہمارا دھرم ہے۔ جناب راج ناتھ سنگھ نے کہا کہ اس اکیڈمی نے اپنی تشکیل کے بعد سے ٹریننگ دینے میں اہم تعاون دیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اگرچہ یہاں ہر قسم کی ٹریننگ دی جاتی ہے لیکن آپ کے چیلنج دن بہ دن بڑھتے جارہے ہیں اور اسی وجہ سے پولیس کا کام جو روایتی طور پر جرائم کو روکنے کا رہا ہے لیکن اس کا رول ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہا۔ صنعتی انقلاب سے پہلے پولیس کا جو رول تھا وہ صنعتی انقلاب کے بعد بدل گیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ سمدر منتھن سے امرت اور زہر دونوں نکلتے ہیں اسی طرح کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور موبائل سے جہاں بے انتہا فائدے ہوئے ہیں وہاں کچھ نقصانات ہوئے ہیں اور کچھ لوگ اس کا مجرمانہ استعمال کرتے ہیں۔ وزارت داخلہ اس طرح کے جرائم کو روکنے کے لئے ضروری اقدامات کررہی ہے۔ وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ ملک کے پہلے وزیر داخلہ سردار ولبھ بھائی پٹیل کو یاد کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے تن تنہا 562 رجواڑوں کو بھارتی یونین میں ضم کردیا جس میں کسی بھی قسم کا تشدد برپا نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ان کی یاد میں قومی یکجہتی دن منارہے ہیں

''مرکز برائے علوم حیوانات'' قائم کیا جائے گا: پرکاش جاوڈیکر

☆ مرکزی وزیر برائے ماحولیات، جنگلات وتبدیلی ماحولیات جناب پرکاش جاوڈیکر نے کہا ہے کہ سرکار راجدھانی دلی میں مرکز برائے علوم حیوانات قائم کرے گی۔ اس کے لئے ضروری کارروائیاں کی جارہی ہیں۔ جناب جاوڈیکر ورلڈ ایسوسی ایشن آف زوز اینڈ ایکوریمس (وازا) کی 69 ویں سالانہ کانفرنس میں اپنی افتتاحی تقریر کے دوران یہ بات کہی۔ انھوں نے کہا کہ اس مرکز کے قیام کا مقصد ملک میں چڑیا گھروں کے کام کاج کی مجموعی دیکھ بھال، اس کے موجودہ نظام میں سائنسی اور تکنیکی طریقوں کو شامل کرنا اور چڑیا گھروں کو مزید شائق دوست بنانا ہے۔ یہ مجوزہ ادارہ سینٹرل زو اتھارٹی کے تکنیکی مشیر کی حیثیت سے کام کرے گا اور حیوانات کی تیزی سے ختم ہوتی نسلوں کے تحفظ کے کام میں ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی سرکاروں کے چڑیا گھروں کے عملے اور دعوے داروں کی مدد کرے گا۔ اس سلسلے میں اپنے نظریہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے جناب جاوڈیکر نے کہا کہ اس کانفرنس کا مرکزی خیال ''حیاتیاتی تنوع'' ہمہ جہت ماحولیاتی نظام، ثقافت، مذہب، روایات، لسانیات اور کھانے پینے کی مختلف النوع اقسام کی سرزمین ہندوستان سے انتہائی مطابقت رکھتا ہے۔ انھوں نے کہا: گوکہ ہندوستان کا زمینی رقبہ ساری دنیا کے زمینی رقبے سے محض دو اعشاریہ چار فیصد کے بقدر ہی ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں حیوانات کی 91 ہزار اقسام اور نباتات کی 45 ہزار اقسام پائی جاتی ہیں۔ اس موقع پر جناب جاوڈیکر نے حیوانات کی ختم ہوتی ہوئی نسلوں کے تحفظ کے لئے ان کی وزارت کی جانب سے کئے جانے والے اقدامات کی

تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا کہ تیزی سے ختم ہوتی ہوئی نسلوں کے تحفظ کے لئے حیدرآباد میں '' لیباریٹری فار کنزرویشن آف انڈینجرڈ اسپیسیز ''، نیشنل اسٹڈ بک سیل کے وائلڈ لائف انسٹی ٹیوٹ آف انڈیا میں قیام کو عمل میں لانے کے لئے ابتدائی کارروائی شروع کی جاچکی ہے۔اس کے ساتھ ہی ملک کے متعدد بڑے چڑیا گھروں نے انٹرنیشنل اسپیسیز انفارمیشن سسٹم کی رکنیت بھی حاصل کرلی ہے، جس کا مقصدی زیڈاے کی مدد سے ویب پر مبنی زوالوجیکل انفارمیشن مینجمینٹ سسٹم سے استفادہ کرنا ہے۔جس کے تحت حیوانات کی تیزی سے ختم ہوتی نسلوں کے تحفظ اورافزائش نسل کے پروگرام چلائے جارہے ہیں۔جناب جاوڈیکر نے مزید کہا کہ حکومت ہند نے چڑیا گھروں میں ناگہانی آفات کی تباہ کاریوں پر قابو پانے کے لئے اقدامات کئے ہیں، جن کا مقصد جانوروں کے رہنے کے مقامات میں چڑیا گھر دیکھنے کی غرض سے آنے والے کسی شخص کے گرجانے کی صورتحال سے نمٹنے کے اقدامات کرنا ہے۔اس موقع پر ماحولیات، جنگلات اور تبدیلیٔ ماحولیات کی وزارت کے سکریٹری جناب اشوک لواسہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ فطرت کا تحفظ ہماری اخلاقی ذمہ داری کی حیثیت رکھتا ہے اور فطرت اور ماحولیاتی نظام کا تحفظ اس کے فروغ کی صریحی علامت کی حیثیت رکھتا ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ ان کی وزارت موجودہ وائلڈ لائف ایکٹ میں ترمیم کے لئے متعدد اقدامات کررہی ہے تاکہ اس میں مختلف بین الاقوامی طریقوں اور تحفظ ماحولیات کے طریقہ کار کو شامل کیا جاسکے۔

انٹرنیٹ کا بڑے پیمانے پر استعمال ہندوستانیوں کی متوازن ہنرمندی کی علامت: پرکاش جاوڈیکر

☆اطلاعات ونشریات کے مرکزی وزیر جناب پرکاش جاوڈیکر نے کہا ہے کہ عوام کے متوازن اور مناسب طریقۂ کار اور ہنرمندی نے بڑی حد تک ٹیکنالوجی کے استعمال اور عوام کے درمیان مکمل امتزاج کو کامیابی کے ساتھ یقینی بنایا ہے۔ ہندوستانی ذہنیت نے اپنی پختہ متوازن اور موزوں صلاحیت کے ساتھ مختلف شعبوں میں ٹیکنالوجی کے بھرپور استعمال کو یقینی بنایا ہے۔ جناب پرکاش جاوڈیکر نے کہا کہ انٹرنیٹ اور موبائل فونز کا بڑے پیمانے پر استعمال معلومات سے متعلق عوام کی ضرورتوں کے ساتھ ٹیکنالوجی کے امتزاج کی ایک اچھی مثال ہے۔انہوں نے یہ بات آج یہاں گوگل اور دیگر انٹرنیٹ شراکت داروں کی جانب سے کی گئی پہل انڈین لینگویج انٹرنیٹ ریلائنس کے آغاز کے موقع پر کہی۔وزیر موصوف نے کہا کہ انٹرنیٹ کا بڑھتا ہوا استعمال روایتی میڈیا پلیٹ فارم کے لئے خطرہ نہیں ہے کیونکہ میڈیا کے تمام شعبے انٹرنیٹ کے ساتھ ساتھ تیزی کے ساتھ فروغ پا رہے ہیں۔ جناب جاوڈیکر نے انڈین لینگویج انٹرنیٹ اسپلائنسکو اہم پالیسی اقدامات کے ساتھ سرکار کے تعاون کا بھی یقین دلایا، جس سے انٹرنیٹ اور موبائل خدمات کو تیزی سے فروغ حاصل ہوگا۔ انڈین لینگویج انٹرنیٹ اسپلائنسکے پہلے اقدام کے طور پر وزیر موصوف نے ویب سائٹ www.hindi.web.com شروع کی جو ہندی بولنے والے انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کے لئے ایک پلیٹ فارم ہوگا۔

نائب صدر جمہوریہ نے ساتویں ایشیائی معاشی سربراہ کانفرنس کا افتتاح کیا

☆نائب صدر جمہوریہ جناب ایم حامد انصاری نے ترقی پذیر ممالک کے لئے ریسرچ اور معلوماتی نظام کی جانب سے منعقدہ ساتویں جنوب ایشیائی معاشی سربراہ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سارک ممالک کے رہنما علاقائی یکجہتی کے لئے معاشی تعاون بڑھانے کی ضرورت پر زور دے رہے ہیں ۔ 2011 میں مالدیپ میں منعقدہ سارک ملکوں کے سربراہوں کی 17 ویں کانفرنس میں جنوب ایشیا کے لیڈروں نے جنوب ایشیا کی اقتصادی یونین کے مقاصد اورعناصر سمیت جنوب ایشیا کی مستقبل کی ترقی کی سوچ پر کام کرنے کی ضرورت کے بارے میں اظہار خیال کیا تھا۔البتہ آج یہاں ترقی پذیر ملکوں کے لئے ریسرچ اور معلوماتی نظام کی جانب سے منعقدہ ساتویں جنوب ایشیائی معاشی سربراہ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ اس سلسلے میں دانشوروں کو حکومتوں کے آگے جانا ہوگا اور نئے نظریات پیدا کرنے ہوں گے اور ممکنہ طور طریقے تلاش کرنے ہوں گے۔ اسی لئے ہی علاقائی ملکوں کی اس سربراہ کانفرنس میں اس موضوع پر توجہ دی جارہی ہے جو ایک اچھی پہل ہے ۔انہوں نے کہا کہ جنوب ایشیا میں بین علاقائی تجارت اس وقت سے دوگنی ہوگئی ہے جب سے اس خطے نے جنوب ایشیائی آزاد تجارتی علاقے (سیفٹا) سے متعلق سمجھوتے کو نافذ کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ بین علاقائی برآمدات 2006 میں 10 ارب امریکی ڈالر تھی جو بڑھ کر 2013 میں تقریباً 22 ارب امریکی ڈالر ہوگئی ہیں اور امید ہے کہ جنوب ایشیا 2016 تک خاطرخواہ محصول میں کٹوتی کا نشانہ حاصل کرلے گا کیونکہ جنوب ایشیا میں آزاد تجارتی علاقے سے متعلق معاہدے کے نفاذ سے مزید پیش رفت ہوئی ہے۔نائب صدر نے کہا کہ سارک کو یوروپی یونین اور آسیان جیسے دیگر اداروں کے تجربات سے فائدہ پہنچے گا اور جنوب ایشیائی معاشی یونین (ایس اے ای او) کا قیام علاقائی تعاون کی کوششوں میں ایک سنگ میل ثابت ہوگا۔انہوں نے کہا کہ دنیا میں بیشتر خطے وسیع معاشی یک جہتی کی جانب بڑھ رہے ہیں جبکہ جنوب ایشیا ابھی اس سمت میں پیچھے ہے۔

ہندوستان نے عالمی بینک کے ساتھ ٹکنالوجی سینٹر سسٹم پروگرام کیلئے دوسوملین امریکی ڈالر کے قرض کے معاہدے پر دستخط کئے

☆حکومت ہند اور عالمی بینک نے ''لون ایگریمنٹ فار ورلڈ بینک'' (آئی بی آر ڈی) کے تحت ٹکنالوجی سینٹر فار سسٹم پروگرام (ٹی سی ایس پی) کیلئے دوسوملین امریکی ڈالر کے قرض کے معاہدے پر دستخط کئے ہیں۔قرض کے اس معاہدے پر حکومت ہند کی جانب سے معاشی امور کے محکمے کے جوائنٹ سکریٹری جناب ترون بجاج اور ہندوستان کے لئے عالمی بینک کے کنٹری ڈائریکٹر جناب اونو رول نے عالمی بینک کے نمائندے کی حیثیت سے دستخط کئے۔اس موقع پر بہت چھوٹی، چھوٹی اور درمیانہ درجے کی صنعتوں (ایم ایس ایم ای) کی وزارت کے نمائندے اور عالمی بینک کے متعدد نمائندے بھی دیگر اکابر شخصیات کے ساتھ موجود تھے۔واضح ہو کہ ٹکنالوجی سینٹر سسٹم پروگرام (ٹی سے ایس پی) کا

مقصد ملک میں 2200 کروڑ کی مالیت سے پندرہ نئے ٹکنالوجی سینٹر (ٹی سی) قائم کرنا اور موجودہ 18 ٹکنالوجی سینٹروں کی جدید کاری / تازہ کاری کرنا ہے۔اس چار سو ملین ڈالر کی لاگت میں عالمی بینک کی جانب سے دی جانے والی دوسو ملین امریکی ڈالر کی معاونت بھی شامل ہے۔

مانس نے دو پائلٹ پروگراموں کا آغاز

☆آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم حضرت مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے 125 ویں یوم ولادت کے موقع پر مولانا آزاد نیشنل اکیڈمی فار اسکلز (ایم اے این اے ایس) نے پائلٹ بنیاد پر اپنے دو پروگراموں کا آغاز کیا۔اس موقع پر مانس نے دو مفاہمت ناموں پر دستخط کئے۔ان میں سے ایک مفاہمت نامہ اسکلٹری کنسلٹینٹ پرائیویٹ لمیٹڈ کے ذریعہ دو سو لڑکوں اور لڑکیوں کو ہنرمندی کے ذریعہ ہوم ہیلتھ کیئر اٹینڈینٹ کی بیڈ سائڈ تربیت فراہم کرائے جانے سے متعلق ہے اور دوسرا مفاہمت نامہ سکیورٹی سیکٹر کونسل کے ذریعہ سو افراد کو سلامتی خدمات کی تربیت دئے جانے سے متعلق ہے۔اس موقع پر اپنی تقریر میں ڈاکٹر نجمہ ہپت اللہ نے کہا کہ مانس کے پروگرام کی زیادہ سے زیادہ کامیابی کے لئے ان کی وزارت نے حال ہی میں تربیت یافتگان کے لئے آمدنی کے دائرہ اہلیت میں اضافہ کرکے اسے ایک اعشاریہ صفر تین لاکھ روپے سے بڑھا کر چھ لاکھ روپے سالانہ کردیا ہے تاکہ انہیں تربیت اور رعایتی قرض مہیا کرایا جاسکے۔انہوں نے کہا کہ اس تبدیلی سے تقریباً بارہ سے تیرہ کروڑ لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ڈاکٹر ہپت اللہ نے کہا کہ ان کی وزارت جلد ہی مانس کو اپنی اپنی پروجیکٹ امپلی مینٹنگ ایجنسی کی حیثیت سے نامزد کرے گی۔اس موقع پر وزیر مملکت برائے اقلیتی امور جناب مختار عباس نقوی نے کہا کہ وہ ان اداروں کے ساتھ کام کرنے کو ترجیح دیں گے جو بچولیوں کے خاتمے اور ان کی وزارت کی اسکیموں کے فوائد کو لوگوں تک پہنچانے کو یقینی بنانے کے لئے کام کریں گے۔بعدازاں لسانی اقلیتوں کے قومی کمشنر پروفیسر اختر الواسع نے ''مولانا صاحب کا جیون ایوم وچار'' کے عنوان سے مولانا ابوالکلام آزاد کی زندگی اور ان کے عہد پر 125 واں یادگاری خطبہ دیا۔

آبی وسائل کی وزارت کے سرکاری فیس بک پیج کا آغاز

☆آبی وسائل دریاؤں کے فروغ وترقی اور دریائے گنگا کی صفائی اور بحالی کی وزارت نے سوشل میڈیا سے رابطے کی کوششوں میں اضافہ کرتے ہوئے اپنے فیس بک کے سرکاری پیج کا آغاز کیا۔فیس بک کے اس پیج کا آغاز آبی وسائل، دریاؤں کے فروغ وترقی اور دریائے گنگا کی صفائی اور بحالی کے محکمے کے نومنتخب وزیر مملکت جناب سانور لال جاٹ نے کیا۔اس موقع پر اپنی تقریر میں وزیر موصوف نے اس توقع کا اظہار کیا کہ اس فیس بک پیج کی لانچ کئے جانے سے ان کی وزارت کے پروگرام اور پالیسیوں تک عوام کے ایک بڑے حلقے کی رسائی ممکن ہوسکے گی۔انہوں نے کہا کہ پانی کا زیادہ سے زیادہ مفید مطلب استعمال انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ خشک سالی اور سیلاب کی آفات سے مسلسل دوچار ہندوستان جیسے ملک میں پانی کی اہمیت وافادیت اپنے آپ میں انتہائی مسلّم ہے۔

''سروسز اور مینوفیکچرنگ کے شعبے میں ملازمتوں کے مواقع پیدا کرنے کی ضرورت'': وزیر خزانہ

☆مرکزی وزیر مالیات جناب ارون جیٹلی نے سروسز اور مینوفیکچرنگ کے شعبے میں ملازمتوں کے نئے مواقع پیدا کئے جانے چاہئیں تاکہ ملک کی آبادی کے اس بڑے طبقے کو مفید مطلب روزگار فراہم کرایا جاسکے جسے ملازمتوں کے کم مواقع دستیاب ہیں۔سروسز کانکلیو ۔2014 میں اپنی افتتاحی تقریر کرتے ہوئے جناب جیٹلی نے کہا کہ سروسز کے شعبے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ یہ شعبہ برآمدات کے شعبے کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس سے برآمدات میں ہونے والے خسارے کی تلافی کی جاسکتی ہے۔وزیر مالیات نے مزید کہا کہ سرکار مجموعی گھریلو شرح نمو میں مینوفیکچرنگ کے حصے کو پندرہ فیصد سے بڑھا کر پچیس فیصد کرنے کی کوششیں کررہی ہے۔اس سے پہلے اس اجتماع سے اپنے خصوصی خطاب میں کامرس اور صنعت کی وزیر مملکت (آزادانہ چارج) محترمہ نرملا سیتا رمن نے کہا کہ سروسز کے شعبے میں اب بھی ایسے زبردست امکانات موجود ہیں جن سے اب تک استفادہ نہیں کیا گیا ہے۔انہیں عالمی سروسز کے منظر نامے میں ہندوستان کے حصے میں اضافے کے لئے استعمال کیا جانا چاہئے۔انہوں نے کہا کہ دو روز تک جاری رہنے والا یہ سروسز کانکلیو کا اجتماع خدمات کی۔برآمدات میں اضافے کے لئے ان کی وزارت کو فائدہ مند طریقے فراہم کراسکے گا۔واضح ہو کہ سروسز کانکلیو۔2014 اپنی نوعیت کا یہ دوسرا اجتماع ہے جو کامرس اور صنعت کی وزارت اور کنفیڈریشن آف انڈین انڈسٹری (سی آئی آئی) کی مشترکہ کوششوں سے منعقد کیا گیا ہے، جس میں کُل گیارہ اجلاس منعقد کئے جائیں گے جن میں سے ہر ایک کسی نہ کسی خصوصی شعبے یا دشوار گزار میدان سے متعلق ہوگا۔

ریلوے کے مال بھاڑے میں ہونے والی آمدنی میں 11.38 فیصد کا اضافہ

☆ہندوستانی ریلوے کو جنس وار بنیاد پر مال بھاڑے سے اپریل -اکتوبر 2014 میں 57012.74 کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں گزشتہ سال اسی مدت میں 51189.29 کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی تھی۔یعنی اس سال 11.38 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔واضح رہے کہ ریلوے نے اپریل - اکتوبر 2014 میں جنس وار بنیاد پر 621.66 ملین ٹن کی مال برداری کی ہے۔جبکہ گزشتہ سال اسی مدت میں ریلوے نے 593.27 ملین ٹن کی مال برداری کی تھی۔یعنی اس سال مال برداری میں 4.79 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔اکتوبر 2014 میں ریلوے کو 8950.69 کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی ہے۔جبکہ گزشتہ سال اسی مدت میں ریلوے کو 7730.51 کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی تھی یعنی اس سال 15.77 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ریلوے کو ہونے والی آمدنی میں 4315.00 کروڑ روپے کی آمدنی کوئلہ کے 46.20 ملین ٹن کی ٹرانسپورٹیشن سے ہوئی ہے، اس کے بعد 8.38 ملین ٹن خام لوہے کی برآمدات سے 598.62 کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی ہے۔

بیجنگ + 20 میں ہندوستان کی جنسی مساوات کے معاملے میں حصولیابی

☆خواتین اور بچوں کے فروغ کی وزیر محترمہ مینکا سنجے گاندھی نے جنسی مساوات، خواتین کو تفویض اختیارات اور ان میں غریبی کے خاتمے کے تئیں ہندوستان کے عزم کا اعادہ کیا ہے۔ بنکاک میں ''جنسی مساوات اور خواتین کے تفویض اختیارات: بیجنگ +20 جائزہ'' سے متعلق منعقدہ ایشیا بحرالکاہل کانفرنس کے وزارتی پیش کش سے متعلق افتتاحی اجلاس میں محترمہ مینکا گاندھی نے کہا کہ ہندوستان کی خواتین نے غریبی اور جہالت دیکھی ہے لیکن اب وہ ملک کی اقتصادی اور سماجی ترقی میں مساوی تعاون کرنے والی بن گئی ہیں اور اب ان کا ارادہ دنیا میں اپنے قدموں کی چھاپ چھوڑنے کا ہے۔ وزیر موصوف نے کانفرنس میں حکومت ہند کے ذریعے کئے گئے اقدامات کی تفصیلی تصویر پیش کی۔ یہ اقدامات تمام وزارتوں میں قانون سازی، ادارہ جاتی اور خدمت فراہمی کے محاظ پر مداخلتوں کے ذریعے کئے گئے ہیں۔ وزیر موصوفہ نے کہا کہ دنیا کی دوسری گھنی آبادی والے ملک کی، جہاں خواتین کی کل آبادی 60 کروڑ ہے، خواتین اور بچوں کے فروغ کی وزیر کے طور پر وہ ان خواتین کی نمائندگی کرتی ہیں جو صدیوں سے عدم مساوات کا شکار رہی ہوں گی لیکن انھوں نے سماج میں اپنا مقام حاصل کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔

انھوں نے کہا کہ خواتین نے نامساعد حالات کے باوجود گذشتہ چند دہائیوں کے دوران کافی کچھ حاصل کیا ہے۔ وہ حکومتوں کی سربراہ بنی ہیں۔ انھوں نے سیاسی اور سماجی انقلابات کی قیادت کی ہے اور بزنس امپائر کھڑے کئے ہیں۔

این ڈی ڈی بی نے تقریباً 221 کروڑ کی لاگت سے 12 ریاستوں کیلئے 42 ڈیری پروجیکٹوں کو منظوری دی

☆قومی ڈیری ترقیاتی بورڈ (این ڈی ڈی بی) نے 12 ریاستوں کے لئے کُل 22102.72 لاکھ روپئے کی لاگت سے 42 ذیلی پروجیکٹوں کو منظوری دی ہے۔ ان ریاستوں میں بہار، گجرات، ہریانہ، کرناٹک، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، اڈیشہ، پنجاب، تملناڈو، اتر پردیش، اتراکھنڈ اور مغربی بنگال شامل ہیں۔ ان میں سے 15895.02 لاکھ روپئے گرانٹ امداد کے طور پر جبکہ 6207.70 لاکھ روپئے اختتامی نفاذ ایجنسیوں (اینڈ امپلیمنٹنگ ایجنسیز، ای آئی اے) کے حصہ کے طور پر منظور کیے گئے ہیں۔ مرکزی وزیر زراعت جناب رادھا موہن سنگھ کی خصوصی کوششوں اور اقدامات کی وجہ سے یہ ممکن ہوسکا ہے۔ ان بارہ ذیلی پروجیکٹوں کا نفاذ چارہ کے فروغ (9 پروجیکٹس)، راشن کو متوازن بنانے کا پروگرام (13 پروجیکٹس)، گاؤں پر مبنی دودھ کی خریداری کا نظام (14 پروجیکٹس)، امبریو ٹرانسفر (4 پروجیکٹس) بیلوں کی درآمد (1 پروجیکٹ) اور سیمین اسٹیشن کو مضبوط کرنے کے لیے کیا جائے گا۔ یہ پروجیکٹ قومی ڈیری منصوبہ 1 کے تحت منظور کیے گئے ہیں۔ ان کا افتتاح مارچ 2012 میں 12-2011 سے 17-2016 تک کے نفاذ کے لیے درج ذیل مقاصد کے تحت کیا گیا تھا۔ دودھ کی پیداوار میں اضافہ کرنا تا کہ دودھ کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کیا جاسکے۔ دودھ پیدا کرنے والے دیہی لوگوں کو منظم دودھ پروسیسنگ سیکٹر تک رسائی کیلئے مدد فراہم کرنا۔

'ہمارا ضلع، ہمارا پانی' پروگرام شروع کیا جائے گا

☆ مرکزی آبی وسائل، دریا کی ترقی اور گنگا کی صفائی کی وزیر محترمہ اوما بھارتی نے آبی تحفظ کے شعبہ میں جدید ترین ٹیکنالوجی کے استعمال اور اسے عوامی تحریک بنانے پر زور دیا ہے۔ آبی وسائل کے زیادہ سے زیادہ استعمال کے موضوع پر منعقدہ تین روزہ قومی کانفرنس 'جل منتھن' کے تیسرے دن کے سیشن سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس عوامی تحریک کو گاؤں گاؤں تک لے جانے کی ضرورت ہے، جس کے لئے ''ہمارا ضلع ہمارا پانی'' پروگرام شروع کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اگلے سال 13 سے 17 جنوری تک ہندوستان میں آبی ہفتہ منعقد کیا جا رہا ہے اور اسی دوران ہمارا ضلع ہمارا پانی پروگرام بھی شروع کیا جائے گا۔ محترمہ بھارتی نے کہا کہ اس پروگرام کے ذریعہ لوگوں میں پانی کے تحفظ کے تئیں بیداری پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ملک کے تمام اضلاع میں ان مقامات کا پتہ لگایا جائے گا جہاں پانی کے تحفظ کی ضرورت ہے اور پھر وہاں پانی کے تحفظ کا آغاز کیا جائے گا۔ وزیر موصوفہ نے یہ بھی کہا کہ حکومت ملک کے ہر کھیت تک آبپاشی کا پانی پہنچانے کے لیے کمربستہ ہے اور اس کام کے لئے اگر قانون میں تبدیلی کی ضرورت بھی پڑی تو وہ اس کے لئے بھی تیار ہیں۔

کوآپریٹیو ماڈل روزگار اور سماجی برابری کیلئے بہترین

☆زراعت کے مرکزی وزیر جناب رادھا موہن سنگھ نے 61 ویں کل ہند کوآپریٹیو ہفتے کی اختتامی تقریب کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کوآپریٹیو ماڈل بے روزگاری، بھوک اور سماجی نابرابری کے مسائل کو حل کرنے کیلئے سب سے اچھا ماڈل ہے۔ انہوں نے کہا کہ گاؤں کی ترقی صرف کوآپریٹیو کے ذریعہ ہی کی جاسکتی ہے۔ نیشنل کوآپریٹیو یونین آف انڈیا کے ذریعہ منعقدہ اختتامی تقریب کا موضوع ''پائے دار اور شمولیت والی ترقی کیلئے کوآپریٹیو ماڈل'' رکھا گیا تھا۔ جناب رادھا موہن سنگھ نے کوآپریٹیو کے نمائندوں کو یقین دلایا کہ حکومت کوآپریٹیو کی ترقی کیلئے عہد بستہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوآپریٹیو سیکٹر کو اس بارے میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ کوآپریٹیو کی اہمیت کے پیش نظر حکومت کثیر ریاستی کوآپریٹیو سوسائٹی ترمیمی بل 2014 پیش کرے گی تا کہ کوآپریٹیو سوسائٹیاں ایک خودمختار اور پیشہ ور اداروں کے طور پر کام کرسکیں۔ جناب رادھا موہن سنگھ نے کوآپریٹیو سوسائٹیوں میں انتخابات کے عمل میں تبدیلی کی ضرورت پر زور دیا تا کہ منصفانہ انتخابات کو یقینی بنایا جاسکے اور بورڈ آف کوآپریٹیو میں ایس سی، ایس ٹی اور عورتوں کے لئے ریزرویشن فراہم کیا جاسکے۔

☆☆☆

راشٹریہ ایکتا دوس کے موقع پر وزیر اعظم کا خطاب

☆ آج سردار ولبھ بھائی پٹیل کی جینتی کی تحریک دلانے والی تقریب ہے۔ جو ملک تاریخ کو بھلا دیتا ہے، وہ ملک کبھی بھی تاریخ کی تعمیر نہیں کرسکتا ہے اور اس وجہ سے ایک متحرک قوم کے لئے، ایک امید-امنگوں سے بھرے ہوئے قوم کے لئے خوابوں کو سجا کر بیٹھی نوجوان نسل کے لئے اپنے تاریخی ورثے ہمیشہ ترغیب دیتے ہیں اور ہمارے ملک کو اس بات کو کبھی بھی بھولنا نہیں ہوگا کہ ہم تاریخ کو اور اپنی وراثتوں کو اپنے نظریاتی دائرے میں نہ بانٹیں۔ تاریخ ساز شخصیات، قوم ساز شخصیات تاریخ کی وہ وراثت ہوتے ہیں جو آنے والی نسلوں میں نئی امنگ اور نیا جوش بھرتے ہیں۔ آج مسز اندرا گاندھی جی کی بھی برسی ہے۔ سردار صاحب کی زندگی ملک کی یکجہتی کے لئے قربان ہوگئی۔ بیرسٹر کے ناطے، کامیاب بیرسٹر گاندھی کے قدموں میں خود کو وقف کردیا، اور ہندوستان کے کسانوں کو آزادی کی تحریک میں جوڑ کر کے انہوں نے انگریزی سلطنت کو ہلا دیا تھا۔ انگریز سلطنت نے بھانپ لیا تھا اگر ملک کے گاؤں، ملک کے کسان آزادی کی تحریک کا حصہ بن گئے تو انگریز سلطنت کی کوئی طاقت نہیں ہے کہ وہ آزادی کے دیوانوں کے خلاف لڑائی لڑ سکے۔

کبھی کبھی جب ہم رام کرشن پرمہنس کو دیکھتے ہیں تو لگتا ہے کہ سوامی وویکانند کے بغیر رام کرشن پرمہنس ادھورے ہی۔ ویسے ہی جب مہاتما گاندھی کو دیکھتے ہیں تو سردار صاحب کے بغیر گاندھی بھی ادھورے لگتے تھیں۔ یہ ایک اٹوٹ ناطہ تھا۔ یہ اٹوٹ جوڑی تھی۔ جس ڈانڈی مارچ نے ہندوستان کی آزادی کو ایک نیا موڑ دیا تھا۔ پوری دنیا کو سب سے پہلے طاقتور پیغامات دینے کا موقع ڈانڈی مارچمیں پیدا ہوا تھا۔ اس ڈانڈی سفر میں ایک کامیاب منتظمکے طور پر، ایک کارکن کے طور پر سردار صاحب کا جو کردار تھا، وہ بے مثال تھا اور مہاتما گاندھی نے ڈانڈی مارچ کا پورا منصوبہ سردار صاحب کے حوالے کیا تھا۔ ہم سوچ سکتے تھے کہ ملک کی آزادی کی تحریک کے الگ الگ مراحل میں مہاتما گاندھی کے ساتھ رہ کر سردار صاحب کا کتنا اہم کردار رہا تھا اور آزادی کے بعد سردار صاحب کا فائدہ ملک کو بہت کم ملا بہت کم وقت تک ہمارے درمیان رہے لیکن اتنے مختصر وقت میں سردار صاحب نے انگریزوں کے سارے خوابوں کو دھول میں ملا دیا تھا، چور چور کردیا تھا۔ اپنی دور اندیشی کے ذریعہ، اپنی سفارکارانہ صلاحیت کے ذریعہ، اپنی حب الوطنی کے ذریعہ۔ انگریز چاہتے تھے کہ ملک آزاد ہونے کے بعد سینکڑوں ٹکڑوں میں بکھر جائے۔ آپس میں لڑتے رہیں، مرمٹتے رہیں، یہ انگریزوں کا ارادہ تھا، لیکن سردار صاحب نے اپنی سفارتکاری کے ذریعہ، اپنی دور اندیشی کے ذریعہ، اپنی اولوالعزمی کے ذریعہ ساڑھے پانچ سو سے زیادہ ریاستوں کو ایک دھاگے میں پرو دیا تھا۔ جسے احترام دینے کی ضرورت تھی، اس کو احترام دیا، جس کو پچکارنے کی ضرورت تھی، اس کو پچکارا اور جس کو آنکھ دکھانے کی ضرورت تھی اس کو آنکھ دکھانے میں بھی سردار پٹیل نے کبھی ہچک نہیں کی، جھجھکے نہیں۔ انہوں نے قابلیت کا ثبوت دیا تھا۔ آج ہم جو متحدہ ہندستان دیکھ رہے ہیں اس کا معمار یہی عظیم شخص ہے اور اس عظیم شخص سردار پٹیل کو ملک کبھی بھول نہیں سکتا۔

صدیوں پہلے تاریخ میں چانکیہ کا ذکر اس بات کے لئے آتا ہے کہ انہوں نے کئی راجے-رجواڑو کو ایک کرکے، ایک خواب لے کر کے، متحدہ قوم کی بازیابی کی کامیاب کوشش کی تھی۔ چانکیہ کے بعد اس عظیم کام کو کرنے والے ایک عظیم شخص ہیں، جن کی آج ہم جینتی منا رہے ہیں، وہ شخص سردار ولبھ بھائی پٹیل ہیں لیکن یہ کیسی بدقسمتی ہے کہ جس شخص نے ملک کے اتحاد کے لئے اپنے آپ کو کھپا دیا تھا تنقیدیں جھیلی تھیں، مخالفت جھیلی تھیں۔ اپنے سیاسی سفر میں رکاوٹیں محسوس کی تھیں لیکن اس مقصد کی تکمیل کے راستے سے کبھی منحرف نہیں ہوئے تھے، اور وہ مقصد تھا ہندوستان کا اتحاد۔ اسی ملک میں، اسی عظیم شخص کی پیدائش جینتی پر، 30 سال پہلے بھارت کے اتحاد کو گہری چوٹ پہنچانے والا ایک سنگین واقعہ پیش آیا تھا، ہمارے ہی اپنے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور وہ واقعہ کسی فرقہ کے لوگوں کے سینے پر لگے زخم کا نہیں تھا وہ واقعہ بھارت کے ہزاروں سال کے عظیم نظام کے سینے پر لگا ہوا ایک چھرا تھا، ایک خنجر تھا، ایک نہایت قابل اعتراض عمل تھا لیکن بدقسمتی رہی تاریخ کی کہ اسی عظیم شخص کی جینتی کے دن یہ ہوگیا۔ سردار صاحب نے ہمیں ایک بھارت دیا، بہترین بھارت بنانا ہماری ذمہ ہے۔ 'ایک بھارت بہترین بھارت' اس خواب کو پورا کرنے کے لئے بھارت کی جو عظیم وراثت ہے وہ وراثت تنوع میں اتحاد کی ہے۔ اس تنوع میں اتحاد کی وراثت کو لے کر ذات پات سے اوپر اٹھ کر، زبان کے جھگڑے سے اوپر اٹھ کر، فرقہ پرستی سے اوپر اٹھ کر ایک ہندستان، خوشحال ہندستان، اونچ نیچ کے تعصب سے پاک ہندستان کے خواب کو حقیقت کی شکل دینے کیلئے آج سے بہتر کوئی موقع نہیں ہوسکتا۔ جو ہمیں آنے والے دنوں کے لئے ترغیب دیتا رہے۔ اور نوجوان نسل آج اس قومی اتحاد کے دن پر پورے ہندوستان میں رن فار یونیٹی کے لئے دوڑ رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ کوشش اتحاد کے منتر کو مسلسل جگائے رکھے گی اور ہمارے شاستروں میں کہا گیا ہے جس کے معنی ہیں کہ ہر پل ہمیں جاگتے رہنا چاہئے اپنے خوابوں کو لے کر کے، سوچتے رہنا چاہئے، اس کے مطابق کام کرتے رہنا چاہئے تبھی کوئی چیز ممکن ہوتی ہے۔

ہندستان رنگا رنگی سے بھرا ہوا ملک ہے کثرت میں وحدت یہی ہماری خاصیت ہے ہم کبھی یکسانیت کے حامی نہیں رہے۔ ہم رنگا رنگی سے بھرے ماحول میں رہتے ہیں۔ ایک ہی قسم کے پھولوں سے بنا گلدستے اور رنگ برنگے پھولوں سے بنے گلدستے میں کتنا فرق ہوتا ہے۔ بھارت ان خصوصیات سے بھرا ہوا ملک ہے، ان خصوصیات کو برقرار رکھتے ہوئے اتحاد کے منتر کو زندہ رکھنا، اتحاد کے منتر کو مضبوط بنانا یہی ہم سب کی کوشش ہے اور یہی اتحاد کا پیغام ہے۔ راجیہ انیک راشٹر ایک' پنتھ انیک لکشیہ ایک' بولی انیک سوور ایک' بھاشا انیک بھاؤ ایک' رنگ انیک ترنگا ایک' سماج انیک بھارت ایک' رواج انیک سنسکار ایک' کاریہ انیک سنکلپ ایک' راہ انیک منزل ایک' چہرے انیک مسکان ہے' اسی اتحاد کے منتر کو لیکر کے یہ ملک آگے بڑھے۔

☆☆☆

YOJANA (URDU) PRICE 10/=
RNI NO.27032/81 DECEMBER 2014 NNUAL SUBSCRIPTION RS 100/=
VOL. 34 NO. 9

پبلی کیشنز ڈویژن کی اُردو مطبوعات

خدا کی نظر میں سب برابر ہیں	مترجم: ایم اے عالمگیر	120/=
ہندوستانی عوام کی مختصر تاریخ	ایچ-آر-گھوشال/ راحت جبیں	140/=
پیڑ پودوں کی داستان	پرمیلا پنڈت بروا/ راشد انور راشد	90/=
قلم، قلم کار اور کتاب	عبدالغنی شیخ	110/=
آجکل اور غبارِ کارواں	ادارہ	170/=
آجکل کی کہانیاں	ادارہ	162/=
آجکل اور سفرنامہ	ادارہ	105/=
آجکل اور صحافت	ادارہ	115/=
آجکل کے ڈرامے	ادارہ	125/=
آجکل کے مضامین	ادارہ	112/=
آجکل اور اقبال	ادارہ	95/=
آجکل اور طنز و مزاح	ادارہ	112/=
اردو ادب کے پچاس سال	ادارہ	95/=
اٹھارہ سو ستاون	سریندر ناتھ سین/ خورشیدہ پروین	556/=
کلاسیکی موسیقار	مترجم: خورشید اکرم	137/=
عوام الناس کے لیے گائڈ	مترجم: عادل صدیقی	145/=
مہاتما گاندھی	آچاریہ کرپلانی/ لکشمی چندریاس	300/=
مہاتما بدھ کی حکایتیں	پال کاروس/ مسعود فاروقی	155/=
شہیدوں کے خطوط	ادارہ	110/=
قلی قطب شاہ	نریندر لوتھر/ زبیر رضوی	280/=
سفینۂ غالب	ادارہ	95/=
آئینۂ غالب (طبع دوم)	ادارہ	75/=
گنجینۂ غالب (طبع دوم)	ادارہ	60/=
یادیں مجاہدین آزادی کی	نوین جوشی/ راحت جبیں	120/=
غالب بہ صد انداز تشکیل:	برجندر سیال	1000/
پہیلیاں-امیر خسرو	مرتب شہباز حسین، نندکشور وکرم	22/=
کاغذی ہے پیرہن	عصمت چغتائی	65/=
کشمیر کی لوک کتھائیں	جے-این-گنہر	45/=
ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر	ڈاکٹر محمد عمر	127/=
راگ راگنیوں کی تصویریں	شکیل الرحمٰن	325/=
ہند اسلامی طرز تعمیر	ضیاء الدین ڈیسائی/ اختر الواسع	54/=
ہندوستان میں اسلامی علوم کے مراکز	ضیاء الدین ڈیسائی/ بہار برنی	54/=
ہماری تہذیبی وراثت	راجندر پرشاد، بی این پانڈے	50/=

ہندوستان کے عظیم موسیقار	شمبھوناتھ مشرا/ رئیس مرزا	65/=
سروجنی نائیڈو	تارا علی بیگ/ لکشمی چندریاس	125/=
حکیم اجمل خاں	ظفر احمد نظامی	75/=
سردار ولبھ بھائی پٹیل	آئی جے پٹیل/ یعقوب یاور	95/=
مختار احمد انصاری	مشیر الحسن/ فرحت احساس	80/=
رفیع احمد قدوائی	ڈاکٹر ہاشم قدوائی	60/=
سر سید احمد خاں	خلیق احمد نظامی/ اصغر عباس	35/=
حسرت موہانی	ڈاکٹر خلیق انجم	50/=
مولانا آزاد (طبع دوم)	عرش ملسیانی	40/=
بدرالدین طیب جی	اے جی نورانی/ راجندر انجم	70/=
مظہر الحق قیام الدین احمد، جٹا شنکر جھا	مترجم: رضوان احمد	55/=
رابندر ناتھ ٹیگور	ہرن مے بنرجی/ اشہر ہاشمی	80/=
جواہر لال نہرو	ایم چلاپتی راؤ/ کے پی شرما	105/=
مشعل آزادی	ساغر نظامی	40/=
رامائن--بچوں کے لئے	مترجم: ساوتری	18/=
دنیا کی منتخب لوک کہانیاں	ادارہ	11/=
دھنواں راجہ	مترجم: وشوناتھ سکہ	13/=
ہیرے کی لونگ	ادارہ	5/50
امر شہید گنیش شنکر ودیارتھی	مالتی شنکر	11/=
بھارت خلائی دور میں	موہن سندر راجن	12/=
ہم ایک ہیں	عرش ملسیانی	10/=
پھولوں کی وادی	رفعت سروش	16/=
روشنی کے مینار	مرتب: شہباز حسین	25/=
جاتک کتھائیں	مترجم: راجندر انجم	32/=
ہندوستان کی مسجدیں	ضیاء الدین ڈیسائی	18/=
ہندوستان کے دریا	شیخ سلیم احمد	11/=
پنجاب اور کلو کی کہانیاں	مترجمہ: آمنہ ابوالحسن	27/=
وقت کا مسافر	غلام حیدر	23/=
دادی ماں کی کہانیاں	مولف: مخمور سعیدی	10/=

نوٹ: کتابیں اور رسالے منگوانے کے لئے رقم پیشگی ارسال کریں۔
ملنے کا پتہ : بزنس منیجر پبلی کیشنز ڈویژن' سوچنا بھون' سی جی او کمپلیکس
نئی دہلی-10003

ISSN 0971. 8338

Printed and Published by **DR. (MS) SADHANA ROUT**, Additional Director General & Head on behalf of Publications Division, Ministry of I&B, Government of India, printed at CHAAR DISHAYEN PRINTERS PVT LTD, G39-40 SECTOR 3 NOIDA(UP) 201301 and published at Publications Division, Soochna Bhavan, C.G.O.Complex, New Delhi-110003 Senior *Editor:* **HASAN ZIA**